ہمارے دین کے لیے

نظام شریعت

جہانگیر بک ڈپو
اردو بازار
لاہور

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

مجھے اپنی عظمت و جلال کی قسم! بیشک تمہارے لیے رسول اللہ کی پیروی اچھی ہے۔

مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے لیل و نہار

معروف بہ

نظامِ شریعت

تصنیف لطیف

امام النحو صدر العلماء حضرت علامہ مفتی الحاج شاہ
سید غلام جیلانی صاحب قبلہ میرٹھی

جہانگیر بک ڈپو
اردو بازار
لاہور

کتاب ـــــــــ نظامِ شریعت

صفحات ـــــــــ ۳۷۲

کتابت ـــــــــ اسلم یوسفی

ناشر ـــــــــ جہانگیر بک ڈپو اردو بازار لاہور

مطبع ـــــــــ بہترین پرنٹنگ پریس لاہور

تعداد ـــــــــ ۵۰۰

قیمت ـــــــــ چوبیس روپے صرف ۲۴/-

فہرست مضامین

نظام شریعت

مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم کے لیل و نہار

معروف بہ

نظامِ شریعت

مجھے اے شہِ دوعالم ہو عطا وہ چشمِ بینا
کہ جدھر نگہ اُٹھاؤں نظر آئے بس مدینہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

برادرانِ اسلام! انسان کی زندگی دو ہیں، ایک دنیوی جو تھوڑے زمانہ تک باقی رہ کر ختم ہو جاتی ہے، خالق عالم نے جتنا زمانہ اس کے لیے مقرر فرمایا ہے اس سے ایک سیکنڈ گھٹ سکتی ہے نہ بڑھ سکتی ہے۔ دنیا کی بڑی سے بڑی کوئی ایسی طاقت نہیں جو اس میں کمی بیشی کر سکے۔ انسان کی دوسری زندگی اُخروی ہے جو ہمیشہ ہمیشہ رہنے والی ہے دنیوی زندگی کی طرح اس کے لیے کوئی حد نہیں کہ وہاں پہنچ کر ختم ہو جائے، اس ہمیشہ باقی رہنے والی زندگی کا خیر و خوبی کے ساتھ گزرنا چونکہ دنیوی زندگی کے کامیاب ہونے پر منحصر ہے، اس لیے ہر عاقل کا فرض ہے کہ اپنی دنیوی زندگی کو کامیاب بنانے کے واسطے ہر ممکن کوشش عمل میں لائے، اور ہر وقت، ہر آن اس کی درستی کی جانب متوجہ رہے۔ باقی رہی یہ بات کہ دنیوی زندگی کو کس طرح کامیاب بنایا جائے؟ تو اس سوال کا جواب یہ ہے کہ کامیابی کا صرف ایک طریقہ ہے اس کے علاوہ جس قدر طریقے ہیں سب کے سب درحقیقت زندگی کو خراب کرنے والے ہیں، اور وہ ایک طریقہ یہ ہے کہ دنیوی زندگی میں، انسان کے دو تعلق ہیں، ایک خالق سے دوسرا مخلوق سے، اِن دونوں تعلقات کو تازیست اسی طرح قائم رکھے جس طرح سید الابرار مدنی تاجدار صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم رکھا، اور اُن کے متعلق جو ہدایات فرمائیں اُن سب کو اپنا نصب العین بنائے۔ یعنی اپنی زندگی کو محبوب

خدا کی زندگی کے سانچے میں ڈھال کر آپ کے رنگ میں رنگ جائے' اپنے لیل و نہار کو آپ کے لیل و نہار کے ساتھ اس طرح مطابق کر لے کہ عبادت و ریاضت میں، معاشرت و معاملت میں، گفتار و رفتار میں، نشست و برخاست میں، خورد و بزرگ اور احباب کی ملاقات میں، خورد و نوش اور لباس میں، انسانی ضروریات سے فراغت اور جسم کی طہارت میں، بیداری اور خواب راحت میں، الغرض جملہ اعمال اور اخلاقیات میں آپ کے نقشِ قدم کو اپنا پیشوا بنا لے، یہاں تک کہ اسی حالت میں دار فانی سے ملک جاودانی کی طرف رخصت ہو جائے۔

دنیا میں ہر قوم اپنی مذہبی معاشرت اور اپنے پیشوا کے طرزِ عمل کی مضبوطی سے پابند رہتی ہے بلکہ اپنی معاشرت' اپنا تمدن' اپنے طریقے، دوسری اقوام میں رائج کرنے کے لیے ہر قوم نہ صرف مالی ایثار بلکہ جانی قربانی بھی کر گذرتی ہے۔

مگر بڑے شرم کی بات ہے کہ مسلم کہلائیں اور اسلامی معاشرت، اسلامی آداب ترک کرتے جائیں، انگریز کو دشمنِ اسلام سمجھیں مگر معاشرت میں انگریز کو اپنے اوپر مسلط اس درجہ کر لیا ہے کہ بول چال میں انگریزی انداز مرغوب، کھانے پینے میں انگریزی طریقے محبوب، اٹھنے بیٹھنے میں انگریزی آداب مطلوب، یہاں تک کہ شکل و صورت میں انگریز نمودار، اولاد کی تعلیم و تربیت میں انگریزی اصول درکار، مستورات کے لباس اور زیب و زینت میں میم صاحب کے اطوار پسند ہیں۔

آہ! مقامِ غیرت ہے کہ زبان سے خدا اور رسول کی محبت کا دم بھریں اور عمل میں دشمنانِ خدا و رسول کا ساتھ دیں، کیا اہلِ محبت کا شیوہ یہی ہے؟

اے پیارے بھائیو! اور اے اسلام کے شیدائیو! سنو! اور خوب غور سے*

سنو! کہ شہنشاہِ مدینہ نے اپنی زندگی کے "لیل و نہار" اس طرح گذارے کہ دنیوی مشاغل اور ضروریات زندگی کو انجام دیتے وقت بھی یادِ الٰہی سے غلفت نہوئی. فقیروں کی صدا یاد رکھ بھولے مت کا مطلب یہی ہے. اور اُخروی زندگی کی کامیابی! اسی طریقہ سے حاصل ہوتی ہے۔

سونے کا اسلامی طریقہ

سیدِ انبیاء محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہلے بستر صاف فرماتے تھے پھر دائیں کروٹ پر لیٹ کر دائیں ہاتھ کو دائیں رخسارے کے نیچے رکھتے اور اپنے معبود حقیقی کی جناب میں عرض کرتے " بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ اَمُوْتُ وَاَحْيٰى " (ترجمہ) "اے اللہ تیرے ہی نام پاک کی مدد سے سوؤں گا اور تیری ہی مدد سے بیدار ہوں گا." ہمارے لیے اس میں یہ تعلیم ہے کہ بندہ ہر موقعہ پر معبود حقیقی کی طرف متوجہ رہے اور اپنے ہر کام کو اُسی کے زیرِ قدرت اعتقاد کرے، نیند بھی اُسی کے زیر قدرت ہے. جب چاہے طاری فرمادے اور جب تک چاہے طاری رکھے. چنانچہ انبیائے بنی اسرائیل میں حضرت عزیر علیہ السلام پر سو سال تک، اور اصحاب کہف پر تین سو سال تک بحکم الٰہی نیند طاری رہی جس سے اسلامی تاریخ کا مُطالعہ کرنے والے اصحاب واقف ہیں، اور وہ جب چاہتا ہے نیند کو آنے سے روک دیتا ہے۔

روزمرّہ کا مشاہدہ ہے کہ ہم بستر پر پڑے پڑے کروٹیں بدلتے رہتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ نیند آجائے مگر نہیں آتی. کیوں؟ اس لیے کہ وہ نہیں چاہتا، اور جب چاہتا ہے آجاتی ہے. نیند بھی ایک قسم کی موت ہے کہ بدن کے تمام اعضاء اس کے آنے کے بعد

اپنے اپنے کاموں سے معطل ہو جاتے ہیں اور نیند سے بیدار کرنا حیات سابق کا واپس فرمانا ہے، تو معلوم ہوا کہ جو معبود حقیقی اس پر قادر ہے وہ یقیناً مارنے کے بعد جلانے پر بھی قدرت رکھتا ہے، پس اس کو پیش نظر رکھنے کے بعد ہر عاقل اس نتیجے پر پہنچے گا کہ اسلام کا پیش کردہ عقیدہ قطعاً صحیح ہے کہ دنیوی زندگی ختم ہونے کے بعد بنی نوع انسان کو پھر زندہ کیا جائیگا تاکہ دنیا میں رہ کر جو اعمال کیے ہیں ان کی وہاں پر جزا پائیں اور دوسرے مذہب والوں کا یہ کہنا کہ زندگی صرف دنیا ہی کی زندگی ہے اس کے ختم ہونے کے بعد پھر زندہ ہونا نہیں یقیناً خلافِ عقل ہے اور اپنے احوال میں غور و فکر نہ کرنے پر مبنی ہے۔

مرکزِ ہدایت قاسم ولایت مولائے مشکل کشا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رب العالمین کی نعمتیں تقسیم فرمانے والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک مرتبہ کچھ باندیاں لائی گئیں، چکی پیسنے سے مالک کونین کی صاحبزادی حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ہاتھوں میں چونکہ چھالے پڑ گئے تھے اس لیے میں نے ان سے کہا کہ حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر گھر کے کام کاج کے لیے باندی طلب کر لیجیے چنانچہ وہ تین مرتبہ حاضر ہوئیں مگر ملاقات نہو سکی۔ بعد نماز عشاء جب حضور مکان میں تشریف لائے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اُن کی آمد کا تذکرہ کیا، آپ اُسی وقت ہمارے یہاں تشریف لائے، بعد اجازت مکان میں داخل ہوئے، ہم دونوں بستر پر لیٹ چکے تھے، میں نے بستر سے اٹھنا چاہا مگر اُس شب میں سردی چونکہ شدید تھی، اس لیے اٹھنے سے روک دیا، اور فرمایا، جیسے لیٹے ہو ویسے ہی لیٹے رہو، پھر اپنی صاحبزادی سے فرمایا کہ آج ہمارے یہاں کس ضرورت سے جانا ہوا تھا؟ عرض کیا، یا رسول اللہ! چکی پیسنے سے بڑی تکلیف ہوتی ہے، اور میرے دونوں ہاتھوں میں چھالے پڑ گئے

ہیں۔ تو میں اس لیے حاضر ہوئی تھی کہ باندی عطا فرما دی جائے۔ ارشاد فرمایا کیا اس سے بہتر چیز نہ بتائیں؟ عرض کیا: ہاں ارشاد فرمائیے۔ فرمایا جب بستر پر لیٹو تو چونتیس ۳۴ بار اللہ اکبر اور تینتیس ۳۳ بار سبحان اللہ اور تینتیس ۳۳ بار الحمد للہ پڑھ لیا کرو۔ جو چیز تم نے طلب کی تھی اس سے یہ بہتر ہے۔

مسلم خواتین خصوصیت کے ساتھ اسی واقعہ پر غور کریں کہ ان کی دنیوی زندگی کے لیے اس میں بہترین ہدایات ہیں (۱) شوہر کی مالی حالت اگر خادمہ رکھنے کی اجازت نہ دیتی ہو تو بیوی کا فرض ہے کہ گھر کے کام خود انجام دے، شوہر سے بیجا مطالبے نہ کیے جائیں جیسا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عمل کر کے بتایا کہ سب کام اپنے ہاتھ سے انجام دئے۔۔۔ یہاں تک کہ چکی بھی پیسی (۲) گھر کے کام کرنے سے تکلیف ہوتی ہو یہاں تک کہ ہاتھوں میں چھالے پڑ جانے کی نوبت بھی آجائے تو عالی ظرف بیبیاں زبان پر حرفِ شکایت بھی نہیں لاتیں چہ جائیکہ روٹھ کر کام کاج چھوڑ دیں جس سے شوہر کو تکلیف پہنچے، بلکہ ایسے وقت کو صبر و سکون سے گذار دیتی ہیں، جیسے کہ سردارِ عرب وعجم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چہیتی صاحبزادی نے عمل کر کے دکھا دیا۔ (۳) شوہر کا بھی فرض ہے کہ بیوی کی آسائش و راحت کا خیال رکھے۔ اور اسکی تکالیف دور کرنے کے لیے مناسب تدابیر اختیار کرتا رہے جیسا کہ شیرِ خدا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے اپنے عمل سے بتایا کہ باندیوں کے آنے کی اطلاع پا کر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو مشورہ دیا کہ حاضر ہو کر باندی کے لیے درخواست پیش کریں تاکہ تکالیف سے نجات ملے۔ (۴) موجودہ زمانہ میں تعلیم یافتہ خواتین چکی پیسنے کو عیب سمجھتی ہیں ان کو اس واقعہ سے یہ سبق لینا چاہیے۔ کہ اگر عیب ہوتا تو شہنشاہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی

صاحبزادی کے لیے کس طرح گوارا فرماتے۔

بعض خواتین یہ خیال رکھتی ہیں کہ چکی پیسنا عیب تو نہیں مگر شریفوں کے لیے موزوں بھی نہیں، انھیں اپنے خیال کی اس طرح اصلاح کر لینی چاہیے کہ محبوب کبریا علیہ التحیۃ والثنا کی صاحبزادی سے زیادہ تو درکنار کوئی خاتون شرافت میں اُن کے برابر بھی نہیں ہوسکتی، تو اگر چکی پیسنا، شریفوں کے لیے موزوں نہ ہوتا تو آپ ان سے فوراً ترک کرا دیتے پس معلوم ہوا کہ شریفوں کے لیے چکی پیسنا ناموزوں نہیں، (۵) اس واقعہ سے یہ سبق بھی ملا کہ جسمانی راحت کے سوال کو کسی مصلحت کے ماتحت پورا نہ کرتے ہوئے اگر کوئی اچھی بات تعلیم کی جائے تو شانِ ادب یہی ہے کہ اس کو بے چون وچرا تسلیم کریں اور اپنے سوال کے پورا کرنے پر اصرار نہ کریں جیسا کہ خاتون جنت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عمل کر کے دکھا دیا۔

رحمت دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان، سوتے وقت آیۃ الکرسی پڑھ لے تو خود بھی امن میں رہے گا اور اس کا ہمسایہ بھی، بلکہ ہمسایہ کا ہمسایہ بھی، بلکہ اس کے گرداگرد کے مکانات بھی امن میں رہیں گے (بیضاوی شریف)۔

باوضو سونا

جلیل القدر صحابی حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سردار دارین تاجدارِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو مسلمان باوضو سوئے اور اسی شب میں انتقال ہو جائے تو اس کو مرتبۂ شہادت نصیب ہوگا۔

اولیائے کرام فرماتے ہیں جو شخص ہر وقت باوضو رہتا ہے تو اللہ تعالیٰ سات

چیزوں سے اس کی عزت افزائی فرماتا ہے۔
(۱) فرشتوں کو اس کی صحبت میں رہنے کی رغبت ہوتی ہے (۲) اعمال لکھنے والے فرشتوں کا قلم اس کے لیے ثواب لکھنے میں مسلسل جاری رہتا ہے (۳) اس کے تمام اعضاء تسبیح کرتے ہیں (۴) اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو توفیق عطا فرماتا ہے کہ اس سے تکبیرِ اُولیٰ فوت نہ ہو (۵) سونے کی حالت میں بھوت پری کے نقصان پہنچانے سے فرشتے ایسے شخص کی، حفاظت کرتے ہیں (۶) جان کنی کی سختی سے ایسا شخص محفوظ رہتا ہے (۷) جب تک وضو ہے اللہ تعالیٰ کی امان میں ہے۔ حدیث میں ہے، فرمایا "اَلْوُضُوْءُ حِصْنُ الْمُؤْمِنِ" یعنی وضو مومن کا محافظ ہے، اِسی واسطے مخدوم حضرت شاہ مینا قدس سرہٗ کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ نیند سے جس وقت بیدار ہوتے فوراً تیمم فرما لیتے پھر وضو کی تیاری میں مشغول ہوتے۔ وضو اور تیمم کے متعلق ایک نکتہ بیان فرمایا جو محفوظ کر لینے کے قابل ہے، ارشاد فرمایا کہ بشر کی اصل خلقت پانی اور مٹی سے ہے، دنیا کی آگ ان دونوں سے بجھ جاتی ہے تو قوی اُمید ہے کہ آخرت کی آگ بھی ان سے بجھ جائے۔

خوفناک خوابوں کا علاج

عرش کی عزت فرش کی زینت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صاحب نے حاضر ہو کر خوفناک خوابوں کی شکایت کی، فرمایا کہ سوتے وقت پڑھا کرو۔ "اَعُوْذُ بِکَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ غَضَبِهٖ وَعِقَابِهٖ وَمِنْ شَرِّ عِبَادِهٖ وَمِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِيْنِ وَاَنْ يَّحْضُرُوْنَ" یعنی میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں، اُس کے غضب وعذاب سے اور اُس کے بندوں کی شرارت سے اور شیطانوں کے وسوسوں سے اور

ان کے حاضر ہونے سے:"

شب میں بیدار ہو تو کیا کرے؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ محبوبِ دوجہاں شافعِ عاصیاں صلی اللہ علیہ وسلم کی چشمِ مبارک جب کھلتی تو اپنے معبودِ حقیقی کی یاد بایں الفاظ فرماتے" لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْوَاحِدُ الْقَھَّارُ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا الْعَزِیْزُ الْغَفَّارُ" یعنی معبود برحق صرف اللہ ہے نہ اُس جیسی کسی کی ذات ہے نہ اُس جیسی کسی کی صفات ہیں، دُنیا و آخرت میں سرکشوں پر قہر فرمانا اس کی شان ہے، تمام آسمان و زمین اور دونوں کی درمیانی کائنات کی پرورش فرمانے والا ہے ہر چیز پر غالب ہے کہ اُس کے قبضۂ قدرت سے کوئی مخلوق باہر نہیں ہو سکتی، خطا کاروں کی دُنیا اور آخرت میں بکثرت خطا پوشی فرمانے والا ہے۔

تعلیمات سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عمل میں ہمارے لیے یہ تعلیم ہے کہ دُنیوی تعلقات کو قائم رکھتے ہوئے معبودِ حقیقی کے ساتھ اِتنا قوی تعلق پیدا کرنا چاہیے کہ سوتے سوتے اگر آنکھ کھل جائے، تو لبوں کو اس کی یاد میں بیساختہ جنبش ہونے لگے، زبان پر بلا توقف اس کا ذکر جاری ہو جائے۔ چنانچہ رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کرنے کی بدولت صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں یہ کیفیت پیدا ہو گئی تھی۔ انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم حضور کی مجلس میں حاضر تھے، آپ نے ارشاد فرمایا کہ اِس وقت ایک جنتی مرد آرہا ہے، کچھ وقفہ کے بعد ایک انصاری اس طرح حاضر ہوئے کہ اُن کے بائیں ہاتھ میں جوتے تھے اور ریش مبارک سے آبِ

وضو کے قطرے ٹپک رہے تھے، دوسرے دن آپ نے فرمایا کہ تمھارے پاس اِس وقت ایک جنّتی مرد آرہا ہے۔ چنانچہ وہی انصاری اُسی شکل سے پھر حاضر ہوئے تیسرے دن آپ نے پھر وہی الفاظ فرمائے اور وہی انصاری اسی ہیئت سے مجلس میں حاضر ہوئے۔ مجلس برخاست ہونے پر عبداللہ ابن عمرو بن العاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ ان انصاری کے ساتھ بایں خیال اُن کے مکان پر گئے کہ رات وہیں پر گزاریں اور یہ معلوم کریں کہ وہ کیا چیز ہے جس کی بنا پر ان کو تین مرتبہ جنّتی فرمایا گیا۔ رات بھر ان کے حالات کا مطالعہ کر کے بیان فرمایا کہ رات میں انھوں نے جتنی مرتبہ کروٹ بدلی ہر مرتبہ ان کی زبان پر اَللّٰہُ اَکْبَرُ جاری ہوتا تھا (۲)، سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ابتدا میں مولیٰ تعالیٰ کی صفت قہّار اور آخر میں صفت غفّار بیان کر کے ہمیں یہ تعلیم فرمائی کہ عاقل کا فرض ہے کہ مولیٰ تعالیٰ کی ان دونوں صفتوں کو پیش نظر رکھے یعنی اُس کے قہر سے ڈرتا بھی رہے، اور مغفرت کی اُمید بھی رکھے نہ صفتِ قہار کو فراموش کر کے بے خوف ہو جائے، علانیہ طور پر بیباکی اور جسارت کے ساتھ احکامِ شریعت کی خلاف ورزی کرنے لگے نہ صفتِ غفار کو بھلا کر اُس کی رحمت سے مایوس ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کافر مایوس ہوتے ہیں، مومن مایوس نہیں ہوتا۔ قرآن پاک میں فرمایا "لَا یَیْئَسُ مِنْ رُّوْحِ اللّٰہِ اِلَّا الْقَوْمُ الْکٰفِرُوْنَ" یعنی اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کافر قوم ہی مایوس ہوتی ہے۔ جس طرح صفتِ غفّار کو فراموش کر کے رحمت الٰہی سے مایوس ہونا قرآنی ارشاد کے مطابق کافر کی شان ہے اِسی طرح صفت قہّار کو بھلا کر بے خوف اور بیباک ہو جانا کافر کے ساتھ مخصوص ہے۔ مومن دونوں صفتوں کو پیش نظر رکھتا ہے اسی واسطے فرمایا گیا، کہ ایمان خوف و اُمید کے درمیان ہے (۳)، اُن جنّتی، انصاری کے واقعہ سے

یہ سبق ملا کہ جُوتے بائیں ہاتھ میں لیے جائیں۔

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمتِ پروردگار آقائے نامدار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بندہ بستر سے یا زمین پر سوتے اور شب میں دائیں یا بائیں کروٹ بدل کر مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ ذکرِ الٰہی کرے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کو مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ میرے اس بندے کو دیکھو یہ مجھ کو اس وقت بھی نہیں بھولا۔ تم کو اس بات پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اِس کو آغوشِ رحمت میں لے کر اِس کے گناہ معاف فرما دئے۔ "اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ وَهُوَ حَيٌّ لَّا يَمُوْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ"۔ (ترجمہ) میں اقرار کرتا ہوں کہ معبودِ برحق تنہا اللہ ہی ہے، ذات وصفات میں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اُسی کے لیے حقیقی بادشاہت ہے، اور سب خوبیاں اُسی کے لیے سزاوار ہیں زندہ فرماتا ہے اور وفات دیتا ہے اور خود ایسا زندہ ہے کہ موت نہیں آسکتی اُسی کے دستِ قدرت میں سب بھلائیاں ہیں اور وہ ہر ممکن چیز پر قدرت رکھتا ہے۔"

شب میں بستر سے اٹھ کر واپس آئے تو کیا کہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمتِ دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی شب میں بستر سے اٹھ کر پھر واپس آئے تو اس کو جھاڑے اور کروٹ پر لیٹ کر بارگاہِ الٰہی میں یوں عرض کرے "بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ وَضَعْتُ جَنْبِيْ وَبِكَ اَرْفَعُهٗ اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لَهَا وَاِنْ رَدَدْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا

تَحفَظُ بِہٖ اَحَدًا مِّنَ الصَّالِحِیْنَ ہ" (ترجمہ) "اے اللہ تیرے ہی نام پاک کی مدد سے میں کروٹ پر لیٹا اور تیری ہی مدد سے اُٹھوں گا اگر تو میری جان کو روک لے تو اس کی بخشش فرما دیجیو اور اگر واپس فرمائے تو اس کو ان اخلاق و اوصاف کے ساتھ محفوظ رکھیو جن کے ساتھ تو نیک بندوں کی حفاظت فرماتا ہے۔"

درمیان شب میں آسمان کی طرف نگاہ کرے تو کیا کہے

حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ کالی کملی والے آقا صلی اللہ علیہ وسلم رات کا کچھ حصہ گذرنے کے بعد باہر تشریف لائے اور آسمان کی طرف نظر فرما کر یہ آیت " اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الْاَلْبَابِ الَّذِیْنَ یَذْكُرُوْنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِهِمْ وَیَتَفَكَّرُوْنَ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا - سُبْحٰنَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ۔" تلاوت فرمائی جس کا ترجمہ یہ ہے "بے شک آسمانوں اور زمینوں کی پیدائش اور رات دن کے آنے جانے میں نشانیاں ہیں (جو قادرِ مطلق کے وجود پر دلالت کرنے والی ہیں) عقلمندوں کے لیے جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے اور کروٹ پر لیٹے اور آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں غور کرتے ہیں (اور اس سے اپنے بنانے والے کی قدرت و حکمت پر استدلال کرتے ہیں یہ کہتے ہوئے) اے رب ہمارے تو نے یہ بیکار نہ بنایا (بلکہ اپنی معرفت کے واسطے روشن دلیل بنایا) پاکی ہے تجھے ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے (چوتھا پارہ سورۂ آلِ عمران) پھر بارگاہِ الٰہی میں عرض کیا: "اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ شِمَالِیْ نُوْرًا وَّمِنْ بَیْنِ یَدَیَّ نُوْرًا وَّمِنْ خَلْفِیْ

نُورًا وَمِنْ فَوْقِيْ نُورًا وَمِنْ تَحْتِيْ نُورًا وَاَعْظِمْ لِيْ نُورًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ " یعنی اے اللہ میرے قلب میں نور پیدا فرما دے اور میری آنکھوں میں نور اور میرے کانوں میں نور اور میرے دائیں نور اور میرے بائیں نور اور میرے سامنے نور اور پیچھے نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور (یعنی میرے قلب اور قالب کے ہر حصّہ کو منور فرما دے) اور قیامت کے دن مجھے عظیم نور عطا فرمانا" فقیہ ابواللیث سمرقندی قدس سرہ القوی نے ارشاد فرمایا کہ بعض روایتوں میں آیا ہے کہ جس نے ستاروں کو دیکھا اور ان کے عجائبات اور اللہ تعالیٰ کی قدرت میں تفکر کر کے مندرجہ ذیل آیت پڑھی تو اس کے نامۂ اعمال میں آسمان کے ستاروں کی تعداد کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی۔ "رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ" (ترجمہ) اے ہمارے پروردگار تو نے اس کو بے کار نہ بنایا تجھکو پاکی ہے ہر عیب سے تو ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچا"

شب قدر دیکھے تو کیا دُعا مانگے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا کہ اگر شب قدر دیکھوں تو کیا کہوں؟ فرمایا یہ دعا مانگو "اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّيْ" اے اللہ بے شک تو معاف فرمانے والا ہے۔ معافی کو پسند فرماتا ہے، تو مجھکو معاف فرما دے"

تعلیمات۔ مضرت اور منفعت دو چیزیں ہیں، ہر سلیم العقل انسان مضرت سے بچنا اور اس کے دور کرنے کی طلب اپنے قلب میں رکھتا ہے۔ منفعت کو حاصل کرنا اور اس کے حصول کی خواہش اپنے دل میں رکھتا ہے بلکہ حیوانات بھی مضرت رساں

چیزوں سے بچتے اور نفع بخش اشیاء کی جانب مائل ہوتے ہیں، یہ باتیں ظاہر ہیں، ان میں غور و فکر کی ضرورت نہیں، ہاں قابلِ غور چیز یہ ہے کہ دفع مضرت اور حصول منفعت میں سے کس کو مقدم رکھا جائے یعنی پہلے مضرت کے دفع کرنے کی جانب توجہ کی جائے پھر حصولِ منفعت کی طرف، یا پہلے منفعت حاصل کریں پھر مضرت دُور کرنے کی طرف متوجہ ہوں، محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دعاء میں مولیٰ تعالیٰ سے نعمتیں مانگنے کے لیے نہیں فرمایا بلکہ کوتاہیوں اور خطاؤں کی معافی طلب کرنے کا حکم دے کہ اس امر کو واضح فرمادیا کہ مضرت کا دفع کرنا منفعت کی تحصیل سے زیادہ اہمیت رکھتا ہے، بندہ کو چاہیے کہ دفعِ مضرت کی طلب کو طلبِ منفعت پر مقدم رکھے (۲) شبِ قدر جو انوار الٰہی کے نزول اور دُعاؤں کے مقبول ہونے کے لیے مخصوص وقت ہے اس میں معافی طلب کرنے کا حکم دے کر ہمیں یہ تعلیم بھی فرمادی کہ افضل اوقات میں اہم ترین مرادیں طلب کرنا چاہیے (۳) اس ارشاد فرمودہ دُعاء میں ہمیں طریقِ سوال کی یہی تعلیم دی گئی کہ جس سے سوال کیا جائے سائل کو یہ چاہیے کہ پہلے مقام کے مناسب صفات کے ساتھ اس کی تعریف کرے جیسا کہ اس دُعاء میں مولیٰ تعالیٰ کو صفتِ عفو کے ساتھ سراہا گیا پھر اُس سوال کو پیش کرے تاکہ سوال کے پورا ہونے میں تاخیر نہ ہو، اور سائل منزلِ مقصود تک جلد تر پہنچ جائے۔

اچھّا خواب دیکھے تو کیا کرے

سرکارِ کونین تاجدارِ دارین صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب اچھا خواب دیکھیں تو بیدار ہونے پر اللہ تعالیٰ کی حمد بجا لائیں اور کہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اور صرف دوست

یا عالم سے بیان کریں، علمِ تعبیر کے جاننے والے ائمہ فرماتے ہیں کہ خواب نہ عورت سے بیان کیا جائے نہ دشمن سے۔

بُرا خواب دیکھے تو کیا کرے

محبوبِ خدا سرکار مصطفےٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ جب بُرا خواب دیکھیں تو بیدار ہونے کے بعد بائیں جانب تین مرتبہ "تھو تھو" کر دیں اور تین مرتبہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھیں اور کروٹ بدل لیں اور کسی سے بیان نہ کریں تو نقصان نہ پہنچے گا۔

جس سے خواب بیان کریں وہ کیا کہے

فاروق اعظم امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہر بصرہ میں بحیثیت حاکم مقرر فرمایا تھا انھیں ایک مراسلہ تحریر فرمایا کہ مسلمانوں میں سے جب کوئی خواب دیکھ کر اپنے بھائی سے بیان کرے تو بھائی کو چاہیے کہ یوں کہے "خَیْرٌ لَنَا وَشَرٌّ لِاَعْدَائِنَا" (ترجمہ) یہ ہمارے لیے بہتر ہو اور دشمنوں کے لیے بُرا مقامِ غور ہے کہ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں اسلامی آداب کس قدر اہمیت رکھتے تھے کہ دار الخلافہ کی جانب سے جو مراسلہ جا رہا ہے اس میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کو یہ اسلامی طریقہ تعلیم کر دیں اس کے بعد ہر مسلمان کو چاہیے کہ اپنے نفس کا جائزہ لے کہ اسلامی آداب کی طرف رغبت رکھتا ہے یا غیر مسلم اقوام کے طریقوں کو پسند کرتا ہے۔ علم تعبیر کے جاننے والے ائمہ فرماتے

ہیں کہ تعبیر دینے والے کو چاہیے کہ بروقت طلوع آفتاب اور بوقت غروب اور زوال کے وقت اور رات میں تعبیر نہ دے۔ (فتح الباری شرح بخاری شریف)

جھوٹا خواب بیان کرنے کا حکم

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ اشرفِ انبیاء حبیبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے جھوٹ خواب بیان کیا تو بروز قیامت اس وقت تک عذاب میں گرفتار رہنے کا مستحق ہوگا جب تک جو کے دو دانوں میں گرہ لگائے اور گرہ ہرگز نہ لگا سکے گا۔ اور جو شخص ایسے لوگوں کی باتوں کی طرف کان لگائے گا جو اس کو سنانا نہیں چاہتے تو قیامت کے دن اس کے کانوں میں سیسا پگھلا کر ڈالا جائے گا اور جو شخص تصویر بنائے گا تو قیامت میں اس وقت تک عذاب میں مبتلا رہنے کا سزاوار ہوگا جب تک اُس میں رُوح پھونکے اور ہرگز نہ پھونک سکے گا۔ (بخاری شریف)

سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خواب

یہ یاد رہے کہ انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسّلام کے خواب وحی ہوتے ہیں حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مالک کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بعد نماز فجر فرمایا تم میں سے کسی نے خواب دیکھا ہے۔ حاضرین نے عرض کیا نہیں فرمایا لیکن میں نے دیکھا ہے کہ میرے پاس دو آدمی آئے اور ہاتھ پکڑ کر زمین شام کی طرف مجھے لے چلے۔ تو دیکھا کہ ایک آدمی بیٹھا ہے اور ایک کھڑا ہے جس کے ہاتھ

ہیں لوہے کا آنکڑا ہے اُس بیٹھے ہوئے کے جبڑے میں اس طرح داخل کرتا ہے کہ چیرتا ہوا گُدّی تک پہنچتا ہے پھر نکال کر دوسرے جبڑے میں داخل کرتا ہے اس وقت تک پہلا جبڑا اصلی حالت پر آجاتا ہے پھر اس سے نکال کر اُس میں اور اس سے نکال کر اس میں یہی عمل جاری ہے۔ میں نے دریافت کیا۔ یہ کیا ہے تو ان دونوں آدمیوں نے کہا کہ چلیے چنانچہ ہم چلے یہاں تک کہ ایک ایسے آدمی کے پاس پہنچے جو چت لیٹا ہوا ہے اور ایک آدمی اس کے سر کے قریب کھڑا ہے جس کے ہاتھ میں ایک پتھر ہے اس کو لیٹے ہوئے کے سر پر اس قدر زور سے مارتا ہے کہ سر کچل جاتا ہے۔ پھر پتھر کو اٹھا کر لاتا ہے اس وقت تک سر اپنی اصلی حالت پر آجاتا ہے پھر پتھر سے سر کو کچل دیتا ہے یہی عمل جاری ہے۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے اُنھوں نے کہا کہ چلیے۔ چنانچہ ہم چلے یہاں تک کہ تنور کے مانند ایک غار دیکھا جو اوپر سے تنگ اور نیچے سے بہت کشادہ تھا۔ اس میں آگ جل رہی تھی۔ اندر کچھ برہنہ مرد اور عورتیں تھیں۔ آگ کے شعلے جب بلند ہوتے تو وہ مرد اور عورتیں ان کے ساتھ غار کے منھ تک پہنچتے اور شعلوں کے پست ہونے سے پھر اندر چلے جاتے۔ میں نے دریافت کیا یہ کیا ہے۔ تو انھوں نے کہا کہ چلیے۔ چنانچہ چلے۔ یہاں تک کہ ایک خون کی نہر پر پہنچے۔ اس میں ایک آدمی تھا اور ایک آدمی کنارے پر جس کے سامنے پتھر پڑا ہوا تھا۔ اندر والا آدمی کنارے کے قریب پہنچ کر جب نکلنا چاہتا تو یہ کنارے والا اس قدر زور سے اس کے منھ پر پتھر مارتا کہ جہاں تھا وہیں پہنچ جاتا پھر وہ کنارے کی طرف نکلنے کے واسطے آتا یہ پھر پتھر مارتا یہی عمل طرفین سے جاری تھا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کیا ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ چلیے۔ چنانچہ چلے حتیٰ کہ ایک سرسبز باغ میں

پہنچے اس میں ایک بڑا درخت تھا جس کی جڑ میں ایک بوڑھے آدمی اور کچھ بچے تھے اس درخت کے قریب ایک آدمی آگ جلا رہا تھا۔ میرے دونوں ساتھی مجھ کو لے کر اس درخت پر چڑھ گئے اور درخت کے درمیان ایک مکان تھا اس میں مجھ کو داخل کر دیا۔ ایسا خوبصورت مکان میں نے نہ دیکھا تھا۔ اس میں بوڑھے اور جوان مرد تھے بچے اور عورتیں بھی تھیں۔ پھر مجھ کو اس مکان سے نکال کر درخت کے اوپر چڑھے اور ایسے مکان میں داخل کیا جو اس سے بہترین تھا۔ اس میں بوڑھے اور جوان تھے میں نے ان دونوں ساتھیوں سے کہا کہ تم نے مجھے رات بھر گھمایا بتاؤ میں نے جو کچھ دیکھا وہ کیا ہے تو انھوں نے بتایا کہ جس آدمی کے جبڑے چیرے جا رہے تھے وہ جھوٹا ہے کہ جھوٹی بات کہہ دیتا تھا۔ سننے والے اس بات کو اوروں سے بیان کرتے وہ دوسروں سے یہاں تک دنیا بھر میں پھیل جاتی۔ قیامت تک اس پر یہی عذاب کیا جائے گا۔ اور جس کا سر کچلتا ملاحظہ فرمایا تھا یہ وہ شخص ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم قرآن عطا فرمایا نہ رات میں اس کی تلاوت کی نہ دن میں اُس کے احکام پر عمل کیا قیامت تک اس پر یہی عذاب ہوتا رہے گا۔ اور جن کو اس غار میں ملاحظہ فرمایا تھا یہ وہ مرد اور عورتیں ہیں جنھوں نے دُنیا میں زناکاری کی تھی اور جس کو خون کی نہر میں ملاحظہ فرمایا وہ سود خوار ہے۔ اور اس بڑے درخت کی جڑ میں جو بوڑھے آدمی تھے وہ حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں اُن کے پاس جو بچے تھے وہ لوگوں کی اولاد ہیں۔ اور اس درخت کے قریب جو صاحب آگ جلا رہے تھے وہ مالک خازن جہنم ہیں۔ اور جس مکان میں آپ پہلی مرتبہ داخل ہوئے تھے وہ عام مسلمانوں کا مکان ہے اور یہ مکان شہیدوں کے واسطے ہے میں جبرئیل ہوں اور یہ میکائیل ہیں آپ سر اٹھائیے۔ حضور فرماتے ہیں کہ میں نے سر اٹھایا

تو ایک سفید ابر نظر آیا۔ ان دونوں نے عرض کیا کہ یہ حضور کا مقام ہے آپ نے فرمایا کہ چھوڑو تاکہ میں داخل ہو جاؤں۔ عرض کیا کہ ابھی آپ کی عمر باقی ہے جب پوری ہو جائے گی تو اس میں تشریف لے جائیں گے۔ (بخاری شریف)

سونے سے بیدار ہو تو کیا کرے

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب خواب سے بیدار ہوتے تو یہ کلمہ فرماتے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِی اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ۔ ترجمہ۔ سب خوبیاں اللہ تعالیٰ کے لیے جس نے موت (خواب) کے بعد ہمیں حیات (بیداری) عطا فرمائی اور روز قیامت اعمال کی جزاء کے واسطے اسی کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لیے مُردوں کو زندہ کر کے قبر سے نکالا جائیگا۔

تعلیمات :۔ اس نبوی عمل میں ہمارے لیے چند چیزوں کی تعلیم ہے۔ (۱) یہ کہ وصول نعمت پر اپنے منعم کا شکر بجالائے تاکہ حسب وعدہ قرآنی مزید نعمتیں پائے (۲) منعم کی بوجہ نعمت تعظیم کرنے کو شکر کہتے ہیں۔ یہ تعظیم قلب سے ہو یا زبان سے یا دیگر اعضائے جس طرح سے بھی ہوگی شکر ادا ہو جائے گا۔ مگر جو تعظیم زبان سے کی جائے وہ اعلیٰ درجہ کا شکر ہے۔ اس لیے کہ یہ نعمت کو زیادہ آشکارا کرتی ہے۔ بخلاف قلبی تعظیم کے کہ وہ خود مخفی چیز ہے۔ نیز تعظیم زبان کی دلالت ثبوت نعمت پر ظاہر تر ہے۔ ذکی بلید ہر شخص اس پر مطلع ہو سکتا ہے۔ بشرطیکہ معانی الفاظ سے واقفیت رکھتا ہو۔ بخلاف دیگر اعضاء کی تعظیم کے کہ اس کی دلالت ایسی نہیں۔ نظر بر آں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اَلْحَمْدُ رَأْسُ الشُّکْرِ مَا شَکَرَ اللّٰهَ مَنْ

لَمْ يَحْمَدْهُ۔ یعنی زبان سے تعظیم کرنا اعلیٰ درجہ کا شکر ہے۔ جس نے زبان سے تعظیم نہ کی اس نے اللہ تعالیٰ کا اعلیٰ درجہ کا شکر ادا نہ کیا۔ یہ تو ارشادِ نبوی ہے اور وہ عمل تھا کہ نعمت بیداری پانے پر اپنے منعم حقیقی کی مذکورہ بالا کلمات کے ساتھ زبان سے تعظیم بجالائے۔ پس نبوی قول اور نبوی عمل دونوں سے ہمیں یہ تعلیم دی گئی کہ حصول نعمت پر شکر کا اعلیٰ درجہ اختیار کریں۔ (۳) سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ان کلمات میں بیداری کا تذکرہ فرماکر یہ تعلیم بھی فرمادی کہ کلمات شکر میں اس نعمت کا بھی ذکر کردینا چاہیے جس کے حصول پر شکریہ ادا کیا جارہا ہے اس لیے کہ ذکر نعمت سے منعم کی محبت بڑھتی اور خلوص پیدا ہوتا ہے۔ (۴) عربی زبان میں لفظ نا جمع کی ضمیر (پڑھو ناؤن) ہے جب متکلم اپنے ساتھ کسی حیثیت سے اوروں کو شریک کرنا چاہتا ہے تو اس وقت جمع کی ضمیر استعمال کی جاتی ہے۔ مثلاً بندہ مولا تعالیٰ سے دعا کرتا ہے۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ہم کو سیدھا راستہ دکھا۔ یعنی سیدھے راستے کی طلب میں۔ بندے نے اپنے ساتھ دوسرے دینی بھائیوں کو بھی شریک کرلیا۔ اسی واسطے اِهْدِنَا میں ضمیر جمع ذکر کی اور اگر کسی حیثیت سے دوسروں کو شریک کرنا مقصود نہ ہوتا تو اِهْدِنِي الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ کہا جاتا جس کا ترجمہ یہ ہوتا "مجھکو سیدھا راستہ دکھا" اور کبھی دوسروں کو اپنے ساتھ ثواب میں شریک کرنے کے لیے متکلم جمع کی ضمیر استعمال کرتا ہے۔ مثلاً مسلم نے کہا۔ نَحْمَدُ اللّٰهَ تَعَالٰی ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں تو چونکہ اللہ تعالیٰ کی حمد میں جو کلمہ مسلم کی زبان سے نکلتا ہے اس پر ثواب ملتا ہے اس لیے یہاں پر جمع کی ضمیر استعمال کرنے سے مقصود یہ ہے کہ ان کلمات کے ثواب میں دوسروں کو شریک کرلیا جائے۔ اگر یہ مقصود نہ ہوتا تو واحد کی ضمیر لائی جاتی اور اَحْمَدُ اللّٰهَ تَعَالٰی کہا جاتا اور

ترجمہ یہ ہوتا " میں اللہ تعالیٰ کی حمد کرتا ہوں. پس نظر برآں رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا کلمات شکر جمع کی ضمیر کے ساتھ اَحیانا اور اماتنا فرما کر ان کے ثواب میں اپنے ساتھ اپنی امت کو بھی شریک فرمالیا تو ہمیں اس عمل نبوی سے یہ تعلیم حاصل ہوئی کہ مسلم کا اخلاقی اور مذہبی فرض ہے کہ اپنے دینوی بھائیوں کی ہمدردی اور خیر خواہی میں فروگذاشت نہ کرے۔ ان کو ہر ممکن طریقے سے نفع پہنچانے کی سعی عمل میں لائے حتیٰ کہ کلمات حمد و شکر میں بھی اُن کو شریک کرلے۔

ایصال ثواب کا ایک طریقہ یہ بھی ہے اسی واسطے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بروقت بیعت یہ شرط بھی فرمالیتے کہ بیعت ہونے والا ہر مسلم کی خیر خواہی کرے گا۔ بخاری شریف میں ہے کہ جریر ابن عبداللہ بجلی نے فرمایا کہ میں نے حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں پر اس شرط سے بیعت کی تھی کہ نماز پڑھتا رہوں گا زکوٰۃ دیتا رہوں گا اور ہر مسلمان کی خیر خواہی کرتا رہوں گا۔ چنانچہ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ دیگر شرطوں کے ساتھ تازیست اس شرط کو بھی کامل طور پر پورا فرماتے رہے ایک مرتبہ اپنے غلام کو گھوڑا خریدنے کے واسطے حکم فرمایا۔ غلام نے ایک گھوڑا تین سو روپیہ میں خریدا اور گھوڑے والے کو ہمراہ لے کر واپس آیا تاکہ اُس کو قیمت دلوا دی جائے۔ حضرت جریر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے گھوڑے والے سے فرمایا کہ تمہارا گھوڑا تین سو روپے سے زائد قیمت کا ہے۔ اس کو چار سو میں فروخت کرتے ہو، اُس نے کہا آپ کو اختیار ہے۔ آپ نے فرمایا یہ چار سو روپے سے بھی زائد کا ہے پانچ سو میں فروخت کرتے ہو۔ اس نے کہا آپ مختار ہیں۔ آپ قیمت بڑھاتے گئے وہ راضی ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ اُس کو آٹھ سو میں خرید فرمایا۔ لوگوں نے کہا آپ نے یہ کیا کیا۔ جب وہ تین سو میں دے چکا تھا پھر قیمت بڑھانے

کے کیا معنیٰ۔ آپ نے فرمایا میں نے رحمتِ عالم صلّی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر اِس شرط سے بیعت کی تھی کہ ہر مسلمان کی خیر خواہی کروں گا تو اس کو پورا کر رہا ہوں۔ سُبحان اللہ این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند۔ برادرانِ اسلام! اس واقعہ کو پڑھنے یا سننے کے بعد ہر مسلم مرد اور ہر مسلم خاتون کا فرض ہے کہ اپنے اپنے دل کے گوشوں پر گہری نظر ڈال کر معلوم کریں کہ ان میں سے کسی اپنے مسلمان بھائی کی بدخواہی کا ارادہ یا اس کو ضرر پہنچانے کا خیال تو پوشیدہ نہیں ہے اگر ہو تو فوراً قلب کو اس سے پاک کرلیں اور حضورِ قلب کے ساتھ بارگاہِ الٰہی میں عرض کریں یا ربّ محمّدٌ شبِ معراج کے دولھا کا صدقہ یا ربّ مُحمّدٌ کشورِ رسالت کے بادشاہ کا صدقہ یا ربّ مُحمّدٌ سبز گنبد والے آقا کا صدقہ حضرتِ جریر کی طرح ہمارے دلوں کو بھی مسلمان بھائیوں کی خیر خواہی کے جذبات سے لبریز فرمادے اور ان کی طرح تازیست اس پر عامل رہنے کی توفیق عطا فرما آمین! (۵) سیدِ عالم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اِن کلمات شکر کے اخیر میں وَاِلَیۡہِ النُّشُوۡرُ فرما کر مسئلہ معاد پر تنبیہ فرمادی اور یہ تعلیم دی کہ جو ذات نیند طاری کرنے کے بعد بیدار کرنے پر قادر ہے وہ اس پر بھی قادر ہے کہ دنیا میں موت دینے کے بعد قیامت کے دن زندہ فرمائے اس لیے کہ نیند بھی ایک قسم کی موت ہے۔ اور یہ تعلیم بھی فرمائی کہ ہر انسان کو مرنے کے بعد زندہ ہو کر اپنے اعمال کی جزا پانی ہے۔ عاقل کا فرض ہے کہ اس کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے عمل کرے کبھی اس سے غافل نہ ہو۔

نمازِ تہجّد

نمازِ عشاء کے بعد اور فجرِ صادق سے پہلے اس درمیان میں سونے کے بعد جو نوافل

پڑھے جائیں ان کو نماز تہجد کہتے ہیں کم سے کم اس کی دو رکعتیں ہیں اور زیادہ سے زیادہ آٹھ۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تحقیق پر چار چار کر کے پڑھنا افضل ہے حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ نماز فرض تھی۔ امت سے فرضیت منسوخ ہو گئی اب سنت ہے۔

نماز تہجّد کی فضیلت

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر تہجد پڑھنے والوں کا تذکرہ فرمایا۔ اکیسویں پارہ میں سورۂ سجدہ کے دوسرے رکوع میں اس طرح ذکر فرمایا۔ تَتَجَافٰی جُنُوْبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَّ طَمَعًا وَّ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا اُخْفِیَ لَهُمْ مِّنْ قُرَّةِ اَعْیُنٍ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ یعنی شب میں ان کے پہلو بستروں سے علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ ناراضگی کے خوف اور رحمت کی طمع میں اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں اور ہماری دی ہوئی دولت سے ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں تو آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچانے والی نعمتیں جو اُن کے واسطے پوشیدہ رکھی گئی ہیں اُن کا کسی نفس کو علم نہیں۔ حتیٰ کہ فرشتے بھی اُن سے لاعلم ہیں۔

حدیث میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت میں جب تمام اوّلین و آخرین کو جمع فرمائے گا تو تو منادی ایسی آواز سے ندا کرے گا جس کو تمام مخلوق سنے گی کہ ابھی سب کو معلوم ہوا جاتا ہے کہ آج مولیٰ تعالیٰ کے کرم کا زیادہ حقدار کون ہے۔ پھر منادی واپس آکر کہے گا وہ حضرات کھڑے ہو جائیں جن کے پہلو شب میں بستر سے علیحدہ ہو جاتے تھے۔ ایسے بندے کم تعداد میں ہوں گے۔ پھر لوٹ کر منادی آئے گا اور کہے گا وہ حضرات بھی کھڑے ہو جائیں جو تنگدستی اور بیماری میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعلیٰ درجہ کا شکریہ پیش کیا

کرتے تھے اور یہ بھی قلیل ہوں گے۔ پھر ان سب کو جنت میں لیجائیں گے اس کے بعد باقی لوگوں کا حساب ہوگا۔ (تفسیر کشاف)

حدیث سرکارِ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ شیطان سوتے وقت گدی پر تین گرہ لگا دیتا ہے، ہر ایک گرہ کی جگہ یہ کلمات پڑھ پڑھ کر دم کرتا ہے۔ عَلَيْكَ لَيْلٌ طَوِيْلٌ فَارْقُدْ ترجمہ۔ بڑی رات پڑی ہے سوتا رہ۔ پس اگر بندہ شب میں بیدار ہوا اور ذکر الٰہی کیا تو ایک گرہ کھل جاتی ہے پھر وضو کیا تو دوسری گرہ کھل جاتی ہے پھر نماز پڑھی تو تیسری گرہ کھل جاتی ہے پھر صبح کو بندہ بشاش ہوتا ہے اور اگر شب میں بیدار نہ ہوا تو قلب میں انقباض اور طبیعت کسلمند ہوتی ہے۔

سرکارِ دارین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوہریرہ تم چاہتے ہو کہ حالت حیات و ممات میں، قبر میں اور قبر سے اٹھتے وقت قیامت کے دن تم پر اللہ تعالیٰ کی رحمت ہو تو رات میں اُٹھ کر اپنے رب کو راضی کرنے کے لیے نماز پڑھو۔ اے ابوہریرہ اپنے گھر کے گوشوں میں نماز پڑھو تو تمھارے گھر کا نور آسمان میں پہنچے گا جیسے کہ ستاروں کا نور زمین والوں کو محسوس ہوتا ہے۔

حدیث نیز فرمایا رات کی نماز اختیار کرو کہ یہ تم سے پہلے نیک بندوں کا طریقہ ہے اور قربِ الٰہی کے حصول کا ذریعہ ہے، گناہ معاف ہونے کا سبب اور بدن کی بیماریاں دور ہونے کے لیے موجب ہے اور گناہوں سے روکنے والا ہے۔

حدیث سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا کہ اگر تم کسی سفر کا ارادہ کرو تو اس کے لیے سامان کروگے عرض کیا جی ہاں۔ فرمایا۔ تو سفرِ قیامت کے لیے سامان کرنا زیادہ اہم ہے۔ ہم ایسی چیزیں تعلیم کردیں جو اُس

دن تمہیں نفع پہنچائیں۔ عرض کیا۔ میرے ماں باپ حضور پر قربان ہوں تعلیم فرمایئے۔ فرمایا سخت گرمی کے دن روزہ رکھا کرو۔ قیامت کی گرمی سے محفوظ ہونے کے لیے۔ شب کی تاریکی میں دو رکعت پڑھا کرو قبر کی وحشت دور ہونے کے واسطے حج کیا کرو تاکہ تمھارے عظیم الشان کام بحسن وبخوبی انجام پائیں۔ مسکین پر صدقہ کرو۔ اتنی طاقت نہ ہو تو اچھا کلمہ زبان سے نکالو یہ بھی صدقہ کرنا ہے یا بُری بات کہنے سے زبان روکو یہ بھی صدقہ کرنا ہے۔

حدیث۔ اشرف انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اس بندے پر رحم فرمائے جس نے شب میں اٹھ کر نماز پڑھی پھر اپنی بیوی کو بیدار کیا تو اُس نے بھی نماز ادا کی اور اگر بیوی انکار کرے تو اس کے چہرے پر پانی چھڑک دے۔ اسی طرح عورت کے لیے بھی دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اس عورت پر رحم فرمائے جس نے شب میں بیدار ہو کر نماز پڑھی پھر اپنے شوہر کو بیدار کیا تو اس نے بھی نماز ادا کی اور اگر شوہر انکار کرے تو عورت اس کے چہرے پر پانی چھڑک دے۔ کیسے خوش نصیب ہیں وہ مرد عورت جو محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس دعا کا مصداق بنیں۔

حدیث حضور پُر نُور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک شخص کا تذکرہ کیا گیا جو رات بھر سویا یہاں تک کہ صبح ہو گئی فرمایا یہ ایسا شخص ہے جس کے کان میں شیطان پیشاب کر گیا جس کی وجہ سے شب کی برکتوں سے محروم رہا۔

حدیث حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب میں اس قدر قیام فرماتے کہ پائے مبارک متورم ہو کر پھٹ جاتے۔ ایک مرتبہ میں نے عرض کیا حضور اتنی تکلیف برداشت کیوں فرماتے ہیں جب کہ

اللہ تعالیٰ نے حضور کے صدقے میں حضور کے اگلے پچھلے جملہ متعلقین کی لغزشیں اور ان کے گناہ معاف فرما دیئے۔ فرمایا تو کیا میں بندہ شکر گذار نہ ہوں یعنی شب بیداری اور اس میں یہ سخت ترین ریاضت پروردگارِ عالم کے اس احسان عظیم کا شکریہ ہے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک ہونے والے میرے تمام متوسلین کی لغزشوں اور خطاؤں کی مغفرت میری وجہ سے فرما دی۔ یوسف ابن مہران رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ زیر عرش ایک فرشتہ بہ شکل مرغ ہے جس کے پنجے موتیوں کے اور کانٹا سبز زمرد کا۔ جب رات کا پہلا تہائی حصہ گذر جاتا ہے تو اپنے بازو پھڑ پھڑا کر بولتا اور کہتا ہے۔ چاہیے کہ قیام کرنے والے قائم ہو جائیں اور جب نصف رات گذر جاتی ہے تو پہلے کی طرح بازو پھڑ پھڑا کر کہتا ہے کہ تہجد پڑھنے والے اٹھ بیٹھیں اور جب دو تہائی رات گذر جاتی ہے تو پھر بازو پھڑ پھڑا کر کہتا ہے چاہیے کہ نماز پڑھنے والے اٹھ جائیں اور جب فجر طلوع ہوتی ہے تو بازو پھڑ پھڑا کر کہتا ہے کہ غفلت والے اپنے گناہوں کے ساتھ اٹھ بیٹھیں (احیاء العلوم) اور اگر فجر سے پیشتر اٹھ کر معبود حقیقی کی جناب میں سر بسجود ہو جاتے اور استغفار کرتے تو وہ اپنی رحمت سے مغفرت فرما دیتا گناہ باقی نہ رہتے۔ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نصف شب بیدار رہتے۔ ایک مرتبہ کچھ لوگوں کے پاس سے آپ کا گذر ہوا تو انھوں نے آپ کو دیکھ کر کہا کہ یہ تمام شب بیدار رہتے ہیں آپ نے دل میں کہا کہ شرم کی بات ہے کہ لوگ میرے متعلق ایسی چیز بیان کریں جو میں نہیں کرتا۔ اس کے بعد تمام شب میں بیدار رہنا شروع کر دیا اور چینتالیس برس تک عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا فرمائی (مثنوی)

چشمہائے عاشقاں را خواب نیست   یک زماں آں چشمہائے آب نیست

خواب را با دیدۂ عاشق چہ کار ❊ چشم او چوں شمع باید اشکبار

مسلم خواتین غور فرمائیں۔ خواجہ حسن صالح رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کے پاس ایک کنیز تھی جس کو فروخت فرما دیا جب وہ خریدنے والے کے یہاں پہنچیں تو رات آدھی گزرنے پر اٹھ بیٹھیں اور بآواز بلند کہنے لگیں کہ اے گھر والو نماز۔ نماز! انھوں نے متعجب ہو کر دریافت کیا کہ کیا صبح ہو گئی اُن کنیز نے فرمایا کہ آپ لوگ فرض نماز کے سوا اور نماز نہیں پڑھتے۔ انھوں نے کہا۔ نہیں۔ کنیز صبح کو حسن صالح کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ آپ نے ایسے لوگوں کے ہاتھ مجھے فروخت فرمادیا جو نماز تہجد نہیں پڑھتے۔ مجھے واپس فرمالیں۔ چنانچہ خواجہ نے واپس فرمالیا۔ عبداللہ حسین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں میرے پاس ایک کنیز تھی میں نے آدھی رات گذرنے پر دیکھا کہ سجدہ میں پڑی کہہ رہی ہیں الٰہی میرے ساتھ جو تجھکو محبت ہے اس کے وسیلے سے میری مغفرت فرمادے۔ میں نے کہا کہ یوں نہ کہو! بلکہ یوں کہو کہ مجھ کو جو تیرے ساتھ محبت ہے الٰہی اس کے وسیلے سے میری مغفرت فرمادے اس لیے کہ ہو سکتا ہے کہ وہ تم سے محبت نہ فرماتا ہو۔ کنیز نے کہا کہ خاموش رہو۔ اس کو میرے ساتھ محبت ہے جبھی تو مجھ کو دارالشرک سے نکال کر دارالاسلام میں پہنچایا۔ وہ مجھ سے یقیناً محبت فرماتا ہے۔ جبھی تو مجھ کو بیدار کر کے اپنی جناب میں سجدے کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور آپ کو بستر پر سوتا رکھا۔ عبداللہ حسین علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اس گفتگو سے متاثر ہو کر میں نے اُن سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے میں نے تم کو آزاد کر دیا۔ کنیز نے کہا کہ اے میرے آقا تم نے میرے ساتھ بُرا کیا اب تک مجھے دو اجر ملتے تھے ایک تمھاری خدمت کا اور ایک اپنے مالک حقیقی کی خدمت کا اب ایک ہی رہ گیا یہ کہہ کر اس کنیز نے ایک چیخ مار کر

کہاکہ یہ تو میرے مجازی مالک کی جانب سے آزادی ہے تو حقیقی مالک کی جانب سے آزادی کیسی ہوگی۔ پھر زمین پر گریں اور جان بحق ہوگئیں بشارت عظیمہ یہ کہ تہجد پڑھنے والے بلاحساب جنت میں جائیں گے۔

دولت تہجّد پانیکے شرائط

شب میں بیدار ہوکر عبادت میں مشغول ہونا بہت دشوار ہے مگر جو لوگ مندرجہ ذیل شرائط کے پابند ہوتے ہیں اُن کو ہر شب یہ دولت حاصل ہوتی ہے اس کے حصول کے واسطے چار شرطیں ظاہری ہیں اور چار باطنی۔ ظاہری یہ ہیں (۱) کم کھانا کہ زیادہ کھانے سے پانی زیادہ پیا جائے گا جس سے نیند غالب ہوگی اور شب میں اٹھنا گراں ہوگا (۲) دن میں اس قدر شاق کام نہ کرے جس سے اعضاء میں ماندگی اور اعصاب میں کمزوری پیدا ہوجائے اس لیے کہ اس سے بھی نیند کا غلبہ ہوتا ہے (۳) دن میں قیلولہ ترک نہ کرے کہ قیامِ شب میں مدد پہنچانے کے واسطے مسنون ہے (۴) تمام شرطوں سے اہم شرط یہ ہے کہ گناہوں کا ارتکاب نہ کرے کہ اس سے قلب میں قساوت پیدا ہوتی ہے جو بندے اور اسبابِ رحمت کے درمیان حائل ہوجاتی ہے۔ امام ثوری رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں ایک گناہ کے باعث پانچ مہینے تک قیام شب سے محروم رہا۔ لوگوں نے دریافت کیا کہ وہ گناہ کیا تھا۔ فرمایا میں نے ایک شخص کو روتے دیکھ کر اپنے دل میں کہا کہ یہ ریاکار ہے۔

باطنی شرطیں یہ ہیں (۱) قلب کو کینۂ مسلم سے پاک اور فضول افکار دنیوی سے صاف رکھے ورنہ بیداری نصیب بھی ہوئی تو حالت نماز بھی خیالات قلب میں

آئیں گے (۲) قلب میں خوفِ الٰہی کے ساتھ آرزوؤں کی کمی ہو (۳) آیاتِ قرآنی واحادیثِ نبوی اور اسلاف کے مقالات سے قیامِ شب کی فضیلت معلوم کرے تاکہ رغبت مستحکم ہو جائے (۴) حبِ الٰہی اور یہ اعتقاد رکھے کہ میں اپنے رب سے مناجات کر رہا ہوں اور وہ میرے احوال پر مطلع ہے۔ یہ باطنی شرطوں میں سب سے اہم شرط ہے۔

کپڑے پہنے تو کیا پڑھے

نیند سے بیدار ہو کر کپڑے پہنے تو بارگاہ الٰہی میں مندرجہ ذیل کلمات بطورِ شکریہ ادا کرے۔ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگلے پچھلے سب گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ ھٰذَا وَرَزَقَنِیْہِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّۃٍ۔ ترجمہ۔ سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھ کو یہ کپڑا پہنایا اور میری قوت وطاقت کے بغیر مجھ کو یہ عطا فرمایا۔

کپڑے پہننے کا اسلامی طریقہ

جن کپڑوں میں پہنتے وقت دائیں بائیں جانب ہوتی ہے اور اُن میں پہلے دائیں جانب پہنے پھر بائیں۔ مثلاً کرتا پہنتا ہے تو پہلے دائیں آستین پہنے پھر بائیں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم کپڑے پہنو تو دائیں جانب سے ابتدا کرو۔ پائجامہ کو بیٹھ کر پہنے اور عمامہ کھڑے ہو کر باندھے۔ عمامہ کی مقدار چھ گز ہے۔

کپڑے اتارے تو کیا پڑھے

یہ پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ۔ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے نام پاک کی مدد سے کپڑا اتارتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مسلم کپڑے اتارنے کا ارادہ کرے تو ان کلمات کو پڑھ لے بدن کے جن حصّوں کا چھپانا ضروری ہے اُن حصّوں اور جنوں کی نگاہوں کے درمیان ان کلمات کے پڑھنے سے پردہ قائم ہو جاتا ہے۔ پھر جنوں کو وہ حصّے نظر نہیں آتے اس لیے مسلم اُن کے ضرر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک مرد کو چھپانا ضروری ہے۔ چہرے اور ہتھیلیوں کے سوا سارے بدن کا چھپانا عورت پر لازم ہے لیکن بوجہ فتنہ غیر محرم کے سامنے منھ کھولنا منع ہے۔

کپڑے اتارنے کا اسلامی طریقہ

جن کپڑوں میں دائیں بائیں جانب ہیں اتارتے وقت بائیں جانب پہلے اتارے پھر دائیں جانب مثلاً کرتا اُتارتے وقت پہلے بائیں آستین اتارے پھر دائیں ایسے ہی پاجامہ کا بایاں پائنچہ پہلے اتارے پھر دایاں اور پاجامہ کو بیٹھ کر اُتارے۔

نیا کپڑا پہنے تو کیا پڑھے

جلیل القدر صحابی حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب کسی قسم کا نیا کپڑا پہنتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ

اَلحَمدُ کَمَا کَسَوتَنِیهِ اَسئَلُکَ مِن خَیرِہٖ وَخَیرِ مَا هُوَ لَهٗ وَاَعُوذُبِکَ مِن شَرِّہٖ وَشَرِّ مَا هُوَ لَهٗ۔ ترجمہ۔ اے اللہ تیرے لیے حمد ہے کہ تو نے مجھ کو یہ نیا کپڑا پہنایا میں تجھ سے اس کی خیر اور جس کام کے لیے یہ ہے اس کی خیر مانگتا ہوں اور اس کی شر سے اور جس کام کیلیے یہ ہے اس کی شر سے تیری پناہ طلب کرتا ہوں۔

تعلیمات:۔ جس طرح دنیا کی دوسری چیزوں میں خیر اور شر دونوں کو دخل ہے نبوی ارشاد سے معلوم ہوا کہ کپڑے میں بھی خیر اور شر دونوں ہوتی ہیں۔ کپڑے میں خیر یہ ہے کہ آرام پہنچائے تکلیف دہ چیزوں سے محفوظ رکھے۔ شر یہ ہے کہ اس سے کسی قسم کی تکلیف پہنچے۔ مثلاً کپڑے میں پاؤں اُلجھا اور ٹھوکر کھا کر گر پڑا۔ جس مقصد کے لیے کپڑا پہنا ہے اس میں بھی خیر اور شر دونوں ہوتی ہیں۔ کپڑے کو بدن چھپانے یا زیب و زینت کی نیت سے استعمال کیا تو یہ خیر ہے اور اگر تکبر یا ریا کاری کی نیت سے استعمال کیا تو یہ شر ہے (۲)، اس نبوی ارشاد سے ہمیں یہ تعلیم بھی حاصل ہوئی کہ مسلم کا تعلق اپنے معبود حقیقی کے ساتھ اتنا قوی ہونا چاہیے کہ زندگی کی ہر چھوٹی سے چھوٹی ضرورت انجام دیتے وقت توجہ اسی کی جانب رہے یہاں تک کہ کپڑے پہنتے وقت اس سے غافل نہ ہو۔ (۳)، یہ تعلیم بھی حاصل ہوئی کہ نعمت ملنے پر پہلے مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ میں اعلیٰ درجہ کا شکریہ پیش کرے تاکہ حسب وعدہ الٰہی مزید نعمتوں کے پانے کا مستحق بنے پھر دوسری حاجتوں کے طلب کرنے کی طرف متوجہ ہو۔

کپڑوں کے مسائل

سرخ کپڑا پہننا مردوں کے لیے مکروہ ہے۔ بشرطیکہ کم میں رنگا ہو، ورنہ جائز

ب. جلیل القدر صحابی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک شخص سرخ کپڑے پہنے گذرا اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا۔ حضور نے سلام کا جواب نہ دیا (ترمذی شریف)۔ زعفران میں رنگے ہوئے کپڑے بھی مرد کے واسطے مکروہ ہیں۔ عورتوں کے واسطے مکروہ نہیں۔ باریک کپڑے پہنا جن سے بدن نظر آئے عورت کے لیے درست نہیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ میری بہن اسماء حضور کی خدمت میں باریک کپڑے پہن کر حاضر ہوئیں۔ حضور نے ان کی جانب سے منھ پھیر لیا اور فرمایا اے اسماء عورت جب بالغ ہو جائے تو چہرہ اور کفِ دست کے سوا بدن کے کسی حصہ کا دیکھا جانا درست نہیں۔ پائجامہ یا تہبند اتنا دراز کہ ٹخنوں کے نیچے پہنچے مرد کے واسطے مکروہ ہے سرورِ کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مومن کا ازار نصف پنڈلی تک ہونا چاہیے اور اگر ٹخنوں تک ہو تب بھی کوئی حرج نہیں اور جو ٹخنوں کے نیچے ہو وہ دوزخ میں جائے گا۔ یہ کلمہ تین مرتبہ فرمایا اور جو شخص تکبر اور شیخی سے ازار دراز کرے گا اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کی جانب نظرِ رحمت نہ فرمائے گا۔ عمامہ یعنی پگڑی۔ ٹوپی کے اوپر باندھنا چاہیے۔ حبیبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہمارے اور مشرکین کے درمیان یہ فرق ہے کہ ہم ٹوپی پر عمامہ باندھتے ہیں اور وہ بغیر ٹوپی کے۔

قومی امتیاز

قوم مسلم کی پستی کا ایک اہم سبب یہ بھی ہے کہ اس نے اپنے قومی امتیاز کو ترک

کر دیا۔ دوسروں کو اپنے اندر جذب کرنے کے بجائے خود اُن کے اندر جذب ہو گئی۔ ہر قوم کی بقا اُس کے امتیازات کے ساتھ وابستہ ہے امتیازات کے ختم ہونے سے قوم فنا ہو جاتی ہے دوسری اقوام کی نگاہوں میں اس کی وقعت باقی نہیں رہتی۔ اسی نکتہ پر متنبہ کرنے کے لیے سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُمْ یعنی جو شخص جس قوم کے ساتھ مشابہت اختیار کرے گا وہ اُسی قوم میں شمار کیا جائے گا۔ خواہ مشابہت اعمال میں ہو یا اخلاق میں یا لباس میں یا کسی اور چیز میں۔ ابھی ابھی گذرا کہ قومی امتیاز کی اہمیت ملحوظ رکھتے ہوئے یہ گوارا نہ فرمایا کہ مسلم غیر مسلم کے ساتھ عمامہ باندھنے میں بھی مشابہ ہو اور صاف صاف فرما دیا کہ عمامہ کے بارے میں ہمارا قومی امتیاز یہ ہے کہ ٹوپی پر باندھا جائے تاکہ مسلم قوم اپنے لباس میں بھی غیر مسلم سے ممتاز رہے۔ عبداللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں مجھے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دو کپڑے پہنے ہوئے دیکھا جو گلاب کے زیرے میں رنگے ہوئے تھے یعنی زرد تھے تو فرمایا بیشک یہ کافروں کا لباس ہے آئندہ نہ پہننا۔ انھیں حضور کی ناگواری کا احساس ہوا مکان پر واپس آئے اور اُن دونوں کپڑوں کو جلا دیا۔ دوسرے دن خدمت میں حاضر ہوئے دریافت فرمایا وہ کپڑے کیا ہوئے۔ عرض کیا ان کو جلا دیا گیا۔ فرمایا اپنے گھر کی عورتوں میں سے کسی کو دیدیئے ہوتے کہ عورتوں کے لیے زرد کپڑوں کے پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ آہ مقامِ غور ہے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے رنگ میں بھی کفار کے ساتھ مشابہت گوارا نہ فرمائی اور آج ہماری حالت اس قدر ناگفتنی ہو چکی ہے کہ غیروں کی معاشرت وضع قطع اور لباس میں ڈوب گئے ہیں اسلامی طریقے چھوڑتے چلے جا رہے ہیں۔ انھیں

حالات سے متاثر ہوکر اقبال نے کہا تھا یہ اشعار

کون ہے تارک آئین رسول مختار ❊ مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار
شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود ❊ ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود
کس کی نظروں میں سمایا ہے شعار اغیار ❊ ہو گئی کس کی نگہ طرز سلف سے بیزار
وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود ❊ یہ مسلماں ہیں جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود
قلب میں سوز نہیں روح میں احساس نہیں ❊ کچھ بھی پیغام محمدؐ کا تمھیں پاس نہیں
یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی ہو افغان بھی ہو ❊ تم سبھی کچھ ہو بتاؤ کہ مسلمان بھی ہو

بزرگان دین کے کپڑے

اپنے پاس رکھنا حصول برکت کے لیے مفید ہے۔ انھیں دھوکر پانی اگر مریضوں کو استعمال کرایا جائے تو شفاء حاصل ہوتی ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت اسماء نے ایک جُبّہ نکالا اور فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا جُبّہ ہے جو حضرت عائشہ کے پاس تھا جب اُن کا وصال ہوا تو میرے پاس آیا۔ تو اب ہم بغرض حصول شفاء اسے دھوکر مریضوں کو پلاتے ہیں۔

جوتے پہننے اور اتارنے کا اسلامی طریقہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی جوتہ پہنے تو پہلے دایاں پھر بایاں اور جب اتارے تو پہلے بایاں پھر دایاں۔ نیز فرمایا کہ ایک جوتہ پہن کر نہ چلے یا دونوں

پہنے یا دونوں اتار دے۔

زرد جوتا پہننا

پسندیدہ ہے۔ مولائے مشکل کشا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو زرد رنگ کا جوتا پہنے گا اس کے افکار میں کمی ہوگی۔

سیاہ جوتا پہننا

ناپسندیدہ ہے۔ جلیل القدر صحابی عبداللہ بن زبیر اور امام جلیل محمد بن کثیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سیاہ جوتا پہننے سے منع فرماتے تھے۔ اس لیے کہ اس سے افکار پیدا ہوتے ہیں (روح البیان شریف)

بیت الخلا جانے کا اسلامی طریقہ

داخل ہونے سے پہلے پڑھے بِسْمِ اللّٰہِ اس لیے کہ مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم میں سے جب کوئی بیت الخلا میں جانے کا ارادہ کرے تو بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ لے۔ جنوں کی نگاہوں اور بدن کے اس حصہ کے درمیان پردہ قائم ہو جائے گا۔ جس کا چھپانا ضروری ہے۔ پھر شیاطین اور جن نقصان نہ پہنچا سکیں گے۔ بیت الخلا میں جاتے وقت پہلے بایاں پاؤں داخل کرے اور قضائے حاجت کے لیے اس طرح بیٹھے کہ نہ قبلہ کو منہ ہو اور نہ پشت۔ شرم گاہ کو نہ داہنے ہاتھ سے چھوئے نہ داہنے ہاتھ سے استنجا کرے حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

فرماتے ہیں کہ حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب دو شخص پاخانے کو جائیں اور ستر کھول کر باتیں کریں تو اللہ تعالیٰ ان پر غضب فرماتا ہے۔ ننگے سر پیشاب پاخانے کو جانا مکروہ ہے۔

بیت الخلاء سے نکلنے کا اسلامی طریقہ

نکلتے وقت داہنا پاؤں پہلے نکالے اور یہ کلمہ پڑھے۔ غُفْرَانَکَ یعنی اے اللہ میں تجھ سے مغفرت طلب کرتا ہوں کہ اتنی دیر تیرے ذکر سے ساکت رہا۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب بیت الخلا سے باہر تشریف لاتے تو کلمہ مذکورہ فرماتے۔

پیشاب سے نہ بچنے کی سزا

حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ ان دونوں قبر والوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی ایسی چیز کی بنا پر عذاب نہیں ہو رہا جس سے بچنا دشوار ہوتا۔ ایک پر اس لیے عذاب ہو رہا ہے کہ پیشاب سے نہ بچتا تھا اور دوسرے پر اس لیے کہ چغلی کھاتا تھا۔ پھر رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کھجور کی ایک تر شاخ لے کر اس کے دو حصے کیے اور ہر قبر پر ایک ایک حصہ نصب فرما دیا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ عمل کس لیے کیا۔ فرمایا شاخیں جب تک خشک نہ ہوں گی بے شک عذاب میں کمی ہوتی رہے گی۔ (بخاری شریف، وہ مسلم مرد اور وہ مسلم خواتین

خصوصیت سے توجہ فرمائیں جو پیشاب کر کے بغیر استنجے کے پائجامہ باندھ لیتے ہیں۔
تعلیمات:۔ (۱) اس واقعہ سے نبوی آنکھوں کی امتیازی شان ظاہر ہوتی ہے کہ مولیٰ تعالیٰ نے انھیں وہ مخصوص بینائی عطا فرمائی ہے جس سے زمین کے اندرونی حالات بھی نظر آتے ہیں۔ دوسرے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ السلام کی آنکھوں کو بھی یہ امتیاز بخشا گیا تھا۔

بسم اللہ شریف کی برکت

حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک قبر کے پاس سے گذرے۔ ملاحظہ فرمایا کہ عذاب کے فرشتے مردے پر عذاب کر رہے ہیں۔ یہ ملاحظہ فرماتے تشریف لے گئے۔ اپنی ضروریات سے فارغ ہو کر واپسی میں پھر ادھر سے گذرے۔ ملاحظہ فرمایا کہ اُسی مردے کے پاس رحمت کے فرشتے موجود ہیں اور ان کے ساتھ نورانی طباق ہیں۔ متعجب ہو کر بارگاہ الٰہی میں عرض کیا وحی آئی کہ اے عیسیٰ یہ بندہ گنہگار تھا اسی واسطے انتقال کے بعد سے اب تک عذاب میں گرفتار رہا۔ اُس نے اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑا تھا۔ اس کے لڑکا پیدا ہوا جس کو وہ پرورش کرتی رہی یہاں تک کہ جب وہ بڑا ہوا تو اس کو معلّم کے سپرد کر دیا ابھی معلّم نے اس کو بسم اللہ پڑھائی اس نے پڑھی تو مجھے شرم آئی کہ میں اپنے بندے پر زمین کے اندر عذاب کروں درانحالیکہ اس کا بیٹا زمین کے اوپر میرا نام لیتا ہو اس لیے عذاب کو رحمت سے بدل دیا گیا (تفسیر کبیر)

نبوی آنکھوں کی خصوصیت

آنکھوں سے کسی چیز کو دیکھنے کے لیے دو شرطیں ہیں۔ ایک یہ کہ روشنی ہو تاریکی میں آنکھوں سے کوئی چیز نظر نہ آئے گی۔ دوسری شرط یہ ہے کہ جس چیز کو دیکھنا چاہتے ہیں وہ آنکھوں کے سامنے ہو اگر سامنے نہیں پسِ پشت ہے ہرگز نظر نہ آئے گی۔ مگر محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی آنکھوں کے واسطے ان میں سے کوئی شرط نہ تھی۔ امّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور کو جس طرح روشنی میں نظر آتا تھا اسی طرح تاریکی میں۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حبیبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اِسْتَوُوْا اِسْتَوُوْا اِسْتَوُوْا فَوَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ اِنِّیْ لَاَرَاکُمْ مِنْ خَلْفِیْ کَمَا اَرَاکُمْ مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ۔ یعنی نماز کے وقت صفوں کو سیدھا کرو سیدھا کرو سیدھا کرو اس لیے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے بیشک میں تم کو پیچھے سے دیکھتا ہوں جیسے کہ سامنے سے (ابو داود شریف) بلکہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان چیزوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے تھے جو لاکھوں میل کی مسافت پر آسمانی حجابات میں پوشیدہ ہیں۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضور پُر نور نے فرمایا وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَنْظُرُ اِلٰی حَوْضِیَ الْاٰنَ۔ یعنی خدا کی قسم بیشک میں اس وقت اپنے حوضِ کوثر کو دیکھ رہا ہوں اور ان خدا نما آنکھوں کی اعلیٰ درجہ کی خصوصیت یہ ہے جو کسی آنکھ کو نصیب ہوئی اور نہ تا قیامت نصیب ہو کہ انھوں نے شبِ معراج میں ذاتِ الٰہی کو دیکھا جس کے دیکھنے کی تاب و طاقت آخرت سے پہلے کسی مخلوق

کو نہیں دی گئی۔ شعر ؎

موسیٰ زہوش رفت بیک پرتوِ صفات تو عین ذات می نگری در تبسے

(۲) اس واقعہ سے یہ تعلیم بھی حاصل ہوئی کہ سبز و شاداب چیزوں کے قبر پر رکھ دینے سے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے علمائے ربانی نے اس کی وجہ یہ بیان فرمائی ہے کہ نباتات جب تک خشک نہ ہوں زندہ رہتے ہیں اور اپنی مخصوص زبان سے اپنے پیدا کرنے والے کی تسبیح کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے خاص بندوں کی سمجھ میں آتی ہے تسبیح ذکر الٰہی ہے اور ذکر الٰہی کی برکت سے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے اور کبھی عذاب بالکل موقوف کر دیا جاتا ہے جیسا کہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ سے ظاہر ہوا۔

سوال۔ سبز و شاداب نباتات کے قبر پر رکھنے سے جب عذاب میں تخفیف ہوتی ہے تو انھیں لوگوں کی قبر پر رکھنا چاہیے جن کے متعلق ظن غالب ہو کہ اپنے گناہوں کی وجہ سے عذاب میں گرفتار ہوں گے تاکہ ان کے رکھنے سے عذاب میں کمی ہو جائے اور جن بندوں کے متعلق یہ گمان نہیں کیا جا سکتا جیسے کہ اولیاء و شہداء ان کے مزارات پر پھول وغیرہ نباتات رکھنے سے کیا فائدہ۔

جواب! فائدہ یہ ہے کہ نباتات جب تک خشک نہیں ہوتے ذکر الٰہی کرتے رہتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ کے یہ محبوب بندے سنتے ہیں اور ذکر الٰہی سے ان کے قلوب کو خاص فرحت اور روحانی سکون حاصل ہوتا ہے تو یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ ہم اپنے کسی بزرگ کی خدمت میں عطر پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں تو جس طرح عطر سے قلب میں فرحت محسوس ہوتی ہے اسی طرح اولیاء کرام کو نباتات

کی تسبیح سے روحانی لذت و سرور حاصل ہوتا ہے اسی واسطے نبوی عمل کو پیش نظر رکھتے ہوئے جلیل القدر صحابی بریدہ ابن حصیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے وصیت فرمائی تھی کہ میری قبر پر کھجور کی دو سبز شاخیں رکھدی جائیں (فتح الباری)

نبوی بول و براز

ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی بھانجی امیمہ بنت رُقیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتی ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس ایک کھجور کی لکڑی کا پیالہ تھا جس تخت پر آپ شب میں آرام فرماتے تھے اس کے نیچے رکھا رہتا تھا۔ شب میں جب ضرورت ہوتی تو اس میں پیشاب فرمالیا کرتے تھے۔ مورخین بیان فرماتے ہیں کہ ایک صاحب نے نادانستہ طور پر پیاس کی شدت میں اس پیالے کے پیشاب کو پانی خیال کر کے پی لیا جب تک زندہ رہے ان کے بدن سے خوشبو آتی رہی بلکہ چند پشتوں تک ان کی اولاد کے بدن میں بھی خوشبو باقی رہی۔ ایک مرتبہ اپنی خادمہ حضرت ام ایمن رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا پیالے میں پیشاب ہے اس کو پھینک آؤ، وہ پیالے کو وہاں سے اٹھالے گئیں اور پھینکنے کے بجائے پیشاب کو پی لیا واپس آنے پر فرمایا پیشاب کیا ہوا۔ عرض کیا پیاس لگی تھی اس لیے پی لیا۔ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہمارا پیشاب ناپاک ہوتا ہے ناپاک چیز کو کیوں پیا جاؤ منہ کو پاک کرو آئندہ ایسا نہ کرنا بلکہ مسکرائے اور فرمایا کہ تمھارے پیٹ میں کبھی درد نہ ہوگا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ تا زیست انھیں پیٹ کے درد کی شکایت نہیں ہوئی۔ ام یوسف نامی ایک اور خادمہ تھیں۔ انھوں نے بھی آپ کا مبارک پیشاب پی لیا۔ فرمایا کبھی بیمار نہ پڑو گی عمر بھر تندرست رہیں

آخری وقت میں علالت پیش آئی جو موت کے لیے بہانہ تھی اور اسی میں انتقال فرمایا۔ نظر براں علماء نے فرمایا کہ آپ کا "بول و براز" پاک اور طیب و طاہر تھا۔ بدن مبارک سے بول و براز خارج ہوتے وقت خوشبو مہکتی تھی۔ زمین بول و براز کو نگل جاتی تھی۔ زمین کی ظاہری سطح پر مطلق اثر نہ رہتا تھا۔ (اشعۃ اللمعات وغیرہ)

وضو کے تاریخی حالات

قرآن پاک میں سورہ مائدہ کی وہ آیت کریمہ جس میں وضو کا بیان ہے اگرچہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی۔ مگر وضو اس سے پیشتر مکہ مکرمہ میں فرض ہو چکا تھا بلکہ وضو سابق شریعتوں کے اُن احکام سے ہے جو اس شریعت میں بھی برقرار ہیں اسی واسطے وضو اِس اُمت کے خصوصیات سے نہیں۔ پہلی اُمتوں میں بھی تھا لیکن اس اُمت کی یہ خصوصیت ہے کہ قیامت کے دن وضو کی وجہ سے اُس کے منہ ہاتھ پاؤں چمکیں گے۔ دوسری امتوں کو یہ امتیازی شان حاصل نہ ہوگی۔

سوال:۔ جب وضو کا حکم پہلے سے چلا آرہا ہے تو آیت وضو کے نازل ہونے سے کیا فائدہ۔

جواب:۔ ایک فائدہ یہ ہے کہ امت وضو کے بارے میں بایں خیال تساہل نہ کرے کہ وضو مستقل عبادت تو ہے نہیں نماز کے تابع ہے۔ لہذا اس کی اہمیت ظاہر کرنے کے لیے اس کے بیان میں مستقل آیت نازل فرمادی گئی اگرچہ اس کا حکم پہلے سے ثابت تھا۔ اسی واسطے نماز پنجگانہ کی فرضیت سے پیشتر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور صحابہ کرام مکہ مکرمہ میں دو رکعت صبح اور دو رکعت شام

وضو کے ساتھ ادا فرماتے تھے۔

وضو سے صغیرہ اور کبیرہ گناہ دُھل جاتے ہیں

رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ مسلمان بندہ جب وضو کرتا ہے تو کُلی کرنے سے منھ کے گناہ چھوٹے ہوں یا بڑے سب دُھل جاتے ہیں اور جب ناک میں پانی ڈال کر صاف کرتا ہے تو ناک کے گناہ چھوٹے ہوں یا بڑے سب دھل جاتے ہیں اور جب چہرہ دھوتا ہے تو اس کے گناہ دُھل جاتے ہیں یہاں تک کہ پلکوں کے اور جب ہاتھ دھوتا ہے تو ہاتھوں کے گناہ دُھل جاتے ہیں یہاں تک کہ ناخنوں کے اور جب سر کا مسح کرتا ہے تو سر کے گناہ یہاں تک کہ کانوں کے اور جب پاؤں دھوتا ہے پاؤں کے گناہ چھوٹے بڑے سب دھل جاتے ہیں۔ یہاں تک کہ پاؤں کے ناخنوں کے حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت عظیمہ بیان کر کے فرمایا لَا تَغْتَرُّوْا۔ یعنی اس پر مغرور نہ ہو جانا کہ گناہوں کا ارتکاب شروع کر دو۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ وضو میں سب دھل جائیں گے۔

اولیاء آنکھوں سے گناہ دُھلتے دیکھتے ہیں

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب لوگوں کا آپ وضو دیکھتے تو بعینہ ان گناہوں کو پہچان لیتے جو دھل کر پانی کے ساتھ گرتے اور جدا جدا جان لیتے کہ یہ دھوون گناہ کبیرہ کا ہے یا صغیرہ کا یا خلاف اولیٰ کا۔ بلاتفاوت اسی طرح جیسے اجسام کو کوئی مشاہدہ کرتا ہے ایک مرتبہ کوفہ کی جامع مسجد کے حوض پر تشریف لے گئے ایک جوان وضو کر رہا تھا اُس کا پانی جو ٹپکا امام نے اُس پر نظر فرمائی اور جوان

سے فرمایا اے میرے بیٹے ماں باپ کو ایذا دینے سے توبہ کر اُس نے فوراً عرض کی میں اللہ عزّوجل کی جناب میں اس سے توبہ کرتا ہوں۔ ایک اور شخص کا دھووَن دیکھ کر فرمایا شراب پینے سے اور آلات لہو ولعب سننے سے توبہ کر۔ وہ بھی اُسی وقت تائب ہوگیا۔ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہٗ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت علی خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ گناہوں کے دھووَن جُدا جُدا پہچانتے کہ یہ حرام کا ہے یا مکروہ کا یا خلاف اولیٰ کا۔ ایک بار میں اُن کے ساتھ جامع ازہر کے حوض پر گیا۔ حضرت نے استنجا کرنا چاہا مگر کچھ دیکھ کر لوٹ آئے۔ میں نے سبب پوچھا۔ فرمایا۔ ابھی اُس میں کوئی کبیرہ گناہ دھو گیا ہے اور میں نے اس شخص کو دیکھا تھا جو حضرت سے پہلے یہاں طہارت کر کے جا چکا تھا۔ میں اس کے پیچھے گیا اور اس سے بیان کیا کہ حضرت یوں فرماتے ہیں۔ اس نے کہا واقعی حضرت نے سچ فرمایا مجھ سے زنا واقع ہو گیا تھا۔ پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر تائب ہوگیا (میزان الشریعۃ الکبریٰ)

وضو کے فرائض

چار ہیں۔ منھ دُھونا۔ کہنیوں سمیت دونوں ہاتھ کا دھونا۔ سر کا مسح کرنا ٹخنوں سمیت دونوں پاؤں کا دُھونا۔ یاد رہے کسی عضو کے دھونے کے یہ معنی ہیں کہ اُس عضو کے ہر حصّہ پر کم از کم دو دو بوند پانی بہہ جائے۔ بھیگ جانے یا تیل کی طرح چپڑ لینے یا ایک آدھ بوند بہہ جانے کو دھونا نہ کہیں گے۔ اس سے وضو نہ ادا ہوگا اس امر کا لحاظ بہت ضروری ہے لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے اور نمازیں اکارت جاتی ہیں۔

مسواک کے شرعی اور طبّی فوائد

بعض چیزیں ایسی ہیں جن کا حکم ہر شریعت میں تھا انھیں میں سے مسواک بھی ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ دس چیزیں فطرت سے ہیں۔ (یعنی ان کا حکم ہر شریعت میں تھا)، مونچھیں کترنا۔ داڑھی بڑھانا۔ مسواک کرنا۔ ناک میں پانی ڈالنا۔ ناخن ترشوانا۔ انگلیوں کی چنٹیں دھونا۔ بغل کے بال دور کرنا۔ موئے زیر ناف مونڈھنا۔ استنجا کرنا۔ کلّی کرنا۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو نماز مسواک کر کے پڑھی جائے وہ اس نماز سے کہ بے مسواک پڑھی گئی ستّر حصے افضل ہے۔ نیز فرمایا اس میں دس خوبیاں ہیں۔ منھ کو صاف کرتی ہے۔ مولیٰ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ ہے۔ فرشتوں کے لیے موجب فرحت نگاہ کو روشن کرتی ہے۔ دانتوں کو صاف رکھتی ہے۔ مسوڑھوں کو مضبوط کرتی ہے۔ دانتوں کی زردی دور کرتی ہے۔ کھانے کو ہضم کرتی ہے۔ بلغم کو نکالتی ہے۔ منھ کی بُو کو پاکیزہ کرتی ہے۔ وضو کی ابتدا میں مسواک کرنا مسنون ہے۔ اسی طرح بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔ حدیث میں فرمایا کہ جس نے بسم اللہ کہہ کر وضو کیا سر سے پاؤں تک سارا بدن پاک ہو گیا اور جس نے بغیر بسم اللہ وضو کیا تو اتنا ہی بدن پاک ہوا جس پر پانی گذرا۔

وضو کے متفرق مسائل

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ محبوب خدا صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم جب جُنب ہوتے اور کھانے یا سونے کا ارادہ فرماتے تو نماز کا سا وضو فرما لیتے نیز فرمایا کہ جب تم میں کوئی اپنی بی بی کے پاس جا کر دوبارہ جانا چاہے تو وضو کرے۔

مسئلہ۔ قرآن کریم چھونے کے لیے وضو فرض ہے۔

مسئلہ۔ زبانی قرآن کریم پڑھنے کے لیے وضو مستحب ہے۔

مسئلہ۔ جھوٹ بولنے، گالی دینے، کافر سے بدن چھونے قہقہہ لگانے کے بعد وضو مستحب ہے۔

غسل کا بیان

اِس کی فرضیت مکہ میں نازل ہوئی۔ اس میں تین فرض ہیں (۱) کلّی کرمنہ کے ہر پُرزے گوشے ہونٹ سے حلق کی جڑ تک ہر جگہ پانی بہہ جائے۔ اکثر لوگ یہ جانتے ہیں کہ تھوڑا سا پانی منہ میں لے کر اُگل دینے کو کُلّی کہتے ہیں۔ اگرچہ زبان کی جڑ اور حلق کے کنارے تک نہ پہنچے۔ یوں غسل نہیں ہوتا نہ اس طرح نہانے کے بعد نماز جائز ہے بلکہ فرض ہے کہ داڑھوں کے پیچھے گالوں کی تہ میں دانتوں کی جڑ اور کھڑکیوں میں زبان کی ہر کروٹ میں۔ حلق کے کنارے تک پانی بہے۔ (۲) ناک میں پانی ڈالنا یعنی دونوں نتھنوں کا دُھلنا جہاں تک نرم جگہ ہے۔ پانی کو سونگھ کر اوپر چڑھائے بال برابر جگہ بھی دُھلنے سے نہ رہے ورنہ غسل نہ ہوگا۔ ناک کے اندر رینٹھ سوکھ گئی ہے تو اس کا چھڑانا فرض ہے۔ نیز ناک کے بالوں کا دُھونا فرض ہے۔ بلاق کا سوراخ اگر بند نہ ہو تو اس میں پانی پہنچانا ضروری ہے اور اگر تنگ

ہے تو حرکت دینا ضروری ہے ورنہ نہیں۔ (۳) تمام ظاہر بدن یعنی سر کے بالوں سے پاؤں کے تلوؤں تک جسم کے ہر پرزے ہر رونگٹے پر پانی بہہ جانا۔ اکثر عوام بلکہ بعض پڑھے لکھے یہ کرتے ہیں کہ سر پر پانی ڈال کر بدن پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ غسل ہو گیا۔ حالانکہ بعض اعضا ایسے ہیں کہ جب تک اُن کی خاص طور پر احتیاط نہ کی جائے نہیں دُھلیں گے اور غسل نہ ہو گا۔ چونکہ شرع میں شرم نہیں اس لیے وہ مقامات بیان کیے جاتے ہیں تاکہ مرد و عورت عمل کر کے غسل کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو سکیں۔

آٹھ مقام جن کی احتیاط مردوں پر لازم ہے

(۱) گُندھے ہوئے بال کھول کر جڑ سے نوک تک دُھونا (۲) مونچھوں کے نیچے کی کھال اگرچہ گھنی ہوں (۳) داڑھی کا ہر بال جڑ سے نوک تک (۴) انیثیین کے ملنے کی سطحیں کو بے جُدا کیے نہ دُھلیں گی (۵) انیثیین کی سطح زیریں جوڑ تک (۶) انیثیین کے نیچے کی جگہ جڑ تک (۷) جس کا ختنہ نہ ہوا ہو بہت علماء کے نزدیک اس پر فرض ہے کہ کھال چڑھ سکتی ہو تو حشفہ کھول کر دھوئے (۸) اس قول پر اس کھال کے اندر پانی پہنچانا فرض ہو گا بے چڑھائے۔ اس میں پانی ڈالے کہ چڑھنے کے بعد بند ہو جائے گی۔

دس مقام جن کی احتیاط عورتوں پر لازم ہے

(۱) گندھی چوٹی میں ہر بال کی جڑ تر کرنی۔ چوٹی کھولنی ضروری نہیں مگر جب

ایسی سخت گندھی ہو کہ بے کھولے جڑ تر نہ ہوئیں گی تو کھولنا لازم ہے (۲) ڈھلکی ہوئی پستان و شکم کے جوڑ کی تحریر (۴۔۵۔۶۔۷)، فرج خارج کے چاروں لبوں کی جیبیں جڑ تک (۸)، گوشت پارۂ بالا کا ہر پرت کہ کھولے سے کھل سکے گا (۹)، گوشت پارہ زیریں کی سطح زیریں (۱۰)، اس پارہ کے نیچے کی خالی جگہ غرض فرج خارج کے ہر گوشے پُرزے کا خیال لازم ہے۔

احادیث

(۱) حضرت اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب جنابت کا غسل فرماتے تو ابتدا یوں کرتے کہ پہلے ہاتھ دھوتے پھر نماز کا سا وضو کرتے پھر انگلیاں پانی میں ڈال کر ان سے بالوں کی جڑیں تر فرماتے۔ پھر سر پر تین لپ پانی ڈالتے پھر تمام جلد پر پانی بہاتے (بخاری شریف)

غسل کے بعد وضو کی ضرورت نہیں

(۲) یہی اُمّ المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم غسل کے بعد وضو نہیں فرماتے (۳) حضرت یعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک شخص کو میدان میں نہاتے ملاحظہ فرمایا پھر ممبر پر تشریف لے جا کر حمد الٰہی کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ حیا فرمانے والا اور پردہ پوش ہے۔ حیا اور پردہ کرنے کو پسند فرماتا ہے۔ جب تم میں کوئی

نہائے تو اسے پردہ کرنا لازم ہے (۴) حضرت اُمّ المومنین امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ام سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی یارسول اللہ۔ اللہ تعالیٰ حق بیان کرنے سے حیا نہیں فرماتا تو کیا جب عورت کو احتلام ہو تو اس پر غسل ہے۔ فرمایا ہاں جب کہ پانی (منی) دیکھے یہ سُنکر ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مُنھ ڈھانک لیا اور عرض کیا یارسول اللہ کیا عورت کو احتلام ہوتا ہے۔ فرمایا ہاں۔ (ابو داؤد شریف)

اُمّہاتُ المومنین کی خصوصیت

اُمّہاتُ المومنین کو اللہ تعالیٰ نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے سے پیشتر بھی احتلام سے محفوظ رکھا تھا اس لیے کہ احتلام میں شیطان کی مداخلت ہے اور شیطانی مداخلتوں سے ازواج مطہرات پاک ہیں۔ اسی واسطے ان کو حضرت امّ سُلیم کے اس سوال پر تعجب ہوا (۵) حضرت مولائے مشکل کشا علی مرتضی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس گھر میں تصویر یا کتا یا جنب ہو اس میں رحمت کے فرشتے نہیں جاتے۔

انبیاء کرام کی خصوصیت

انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی احتلام سے محفوظ ہوتے ہیں اور وجہ وہی ہے کہ احتلام میں شیطان کی مداخلت ہوتی ہے اور شیطانی مداخلتوں سے انبیاء کرام پاک ہوتے ہیں۔

سوال۔ حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یاجوج وماجوج تین قسم کے ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جن کا قد ایک سو دس ہاتھ لمبا ہے۔ دوسرے وہ ہیں جو ایک سو بیس ہاتھ لمبے اور اتنے ہی چوڑے ہیں۔ تیسرے وہ ہیں جو اپنے ایک کان کو بچھاتے اور دوسرے کو اوڑھ لیتے ہیں۔ انھیں "یاجوج وماجوج" کے متعلق مورخین فرماتے ہیں کہ یہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں مگر حضرت حوا کے بطن سے نہیں اس لیے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سوتے میں احتلام ہوا۔ احتلام سے جو مادہ نکلا وہ مٹی کے ساتھ مخلوط ہوگیا اُس سے یاجوج وماجوج پیدا ہوئے۔ (فتح الباری وغیرہ) تو پھر یہ کہنا کس طرح درست ہے کہ انبیاء کرام کو احتلام نہیں ہوتا۔

جواب۔ احتلام دو قسم پر ہے۔ قسم اوّل۔ جو اکثر وبیشتر پیش آتی ہے یہ ہے کہ شیطان بحالت خواب مرد یا عورت کی شکل میں نظر آئے اور اس سے صحبت ہو یا صرف چھیڑ چھاڑ جس کی بناپر مادہ نکلے۔ انبیاء کرام اور ازواج مطہرات اس قسم سے پاک ہیں کہ اس میں شیطان کی مداخلت ہے۔ قسم دوم وہ ہے جس میں شیطان کی مداخلت نہ ہو مثلاً مادہ کی تولید زیادہ ہوئی اور طبیعت نے فضلات کی طرح اس کو بھی دفع کر دیا۔ آدم علیہ السلام کا احتلام اسی قسم کا تھا۔

صبح صادق

زبیر بن عوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ ہر صبح کو ہاتف غیبی تمام مخلوقات کو خطاب کرکے کہتا

ہے کہ بادشاہ قدوس کی تسبیح پڑھو۔ اُمّ المومنین حضرت اُمِّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ محبوب دوجہاں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم صبح کے وقت یہ دعا مانگتے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا رِزْقًا طَیِّبًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا۔ ترجمہ۔ اے اللہ میں تجھ سے نفع دینے والے علم اور پاکیزہ روزی اور مقبول عمل کا سائل ہوں۔

علم نافع

تعلیمات۔ وہ ہے جس کی تحصیل کرنے والوں کے حق میں محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص ایسے بندوں کو دیکھنا چاہے جن کو اللہ تعالیٰ نے نارِ دوزخ سے آزاد فرمایا ہے تو وہ علم دین کے طلبہ کو دیکھ لے اس ذات کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں نفسِ محمد ہے بسلسلۂ تحصیل علم جب طالب علم کی کسی عالِم کے پاس آمد و رفت ہوتی ہے تو ہر قدم پر ایک سال کی عبادت کا ثواب اس کے واسطے لکھا جاتا ہے اور جنّت میں ہر قدم کے بدلے اس کے لیے ایک شہر تعمیر ہوتا ہے زمین پر چلتا ہے تو زمین اس کے واسطے دعاءِ مغفرت کرتی ہے۔ صبح و شام اس کے لیے مغفرت ہوتی رہتی ہے۔

عُلمائے ربّانی

جن حضرات کو علم نافع حاصل ہوتا ہے اُن کو علمائے ربانی کہتے ہیں جو اپنے لیل و نہار کو مخلوق کی علمی خدمات میں صرف کرتے ہیں۔ ان کی علامت یہ ہے کہ اسلامی مفاد کے خلاف اغیار کے ہاتھوں پر کسی قیمت میں فروخت نہیں ہوتے بلکہ اپنے سچے

عمل سے اغیار کو اسلام کا خادم بنا دیتے ہیں ایسے علماء کا مرتبہ ظاہر کرنے کے لیے ایک مرتبہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

والد کے چہرے کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔ کعبہ مکرمہ کی جانب نظر کرنا عبادت ہے۔ قرآن پاک میں نظر کرنا عبادت ہے اور عالم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔ (مگر عالم کی یہ خصوصیت ہے)، کہ اس کے حق میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس نے عالم کی زیارت کی تو اس نے گویا میری زیارت کی اور جس نے عالم سے مصافحہ کیا تو گویا اس نے مجھ سے مصافحہ کیا اور جو عالم کے پاس بیٹھا تو گویا میرے پاس بیٹھا اور جو دنیا میں میرے پاس بیٹھا اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بھی اُس کو میرے ساتھ بٹھائے گا۔

(روح البیان) مقامِ غور ہے جس علم کے سیکھنے اور سکھانے والوں کی بارگاہ الٰہی میں عزت و منزلت ہے۔ اس کی جانب مسلم قوم بالخصوص طبقہ رؤسا نے کیسی شدید غفلت اختیار کی ہے۔ الاَمَان الحَفِیظ چونکہ یہ طبقہ فکرِ معاش سے سبکدوش ہوتا ہے نظر براں اس کا اوّلیں فرض تھا کہ اپنی اولاد کو اس علم کے سیکھنے کے واسطے پیش کرتا یا کم از کم اس علم کے سیکھنے اور سکھانے والوں کی ضروریات کو محسوس کرتے ہوئے مخصوص طور پر ان کی اعانت میں حصہ لیتا تو آج یہ منحوس دن دیکھنا نصیب نہ ہوتا کہ علماء کے ایک گروہ نے اگرچہ وہ قلیل ہی سہی دشمنانِ اسلام کے دوش بدوش ہو کر اسلامی مفاد کے خلاف اقدام کیا اور کر رہا ہے جس سے دینی اور دنیوی ہر اعتبار سے قومِ مسلم کو وہ ٹھیس لگی ہے جو سخت دردناک ہونے کے باعث زبان سے بیان کی جا سکتی ہے۔ اور نہ تحریر میں لائی جا سکتی ہے۔ اگرچہ یہ ٹھیس تو اُسی گروہ نے لگائی مگر بایں معنیٰ اُس میں یہ بھی شریک ہیں کہ دینی علوم سے انھوں نے شدید بے توجہی

برتی جس کا نتیجہ اِس شکل میں ظاہر ہوا۔ دینی علوم کی جانب سے غفلت اور دشمنانِ اسلام کے علوم کی طرف رغبت کا یہ عالم کہ اپنی اولاد اپنی دولت کو اُن کے لیے وقف کر دیا ہے۔ اولاد کو انھیں علوم کی تعلیم دلانا فخر سمجھتے ہیں۔ دولت کو اُن پر صرف کرنا حصولِ معراج کا واحد ذریعہ تصور کرتے ہیں۔ انگریزی مدارس قائم کرنے کے لیے ان تھک کوششیں کی جاتی ہیں۔ انگریزی کھیل کود کے واسطے بڑے بڑے چندے بھی دیئے جاتے ہیں جن سے بجز تضیعِ اوقات کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ بلکہ بعض کھیلوں سے بے حیائی پیدا ہو جاتی ہے۔ دینی علوم کے لیے چندہ کرنا تو بہت ہی معیوب ہے کہ اس میں انسلٹ ہوتی ہے۔ چندہ دینے میں بھی ہزار حیلے کیے جاتے ہیں۔ ہمارے اسی قسم کے ناگفتنی حالات ہیں جن کی بنا پر موجودہ عذابِ الٰہی مسلط ہے کہ حسبِ منشاء غذا ملتی ہے نہ پہننے کو کپڑا دستیاب ہوتا ہے نہ امن وامان کے ساتھ سفر کر سکتے ہیں۔ نہ گھر پر رہ کر چین کی نیند سو سکتے ہیں امنِ عامہ میں خلل پڑ گیا ہے۔ اگر اب بھی غفلت کے پردے نہ اُٹھے اور یہی لیل و نہار رہے تو نہ معلوم کیسے شدید عذاب نازل ہو جائیں گے۔ عاقل وہ ہے جو حوادثِ روزگار سے عبرت حاصل کر کے جلد سے جلد اپنے عمل کی اصلاح کے واسطے متوجہ ہو جائے لہٰذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ موجودہ مصائب سے رہائی ملے اور آئندہ آنے والی ہولناک آفتوں سے محفوظ رہیں تو فوراً نا مشروع اعمال سے تائب ہو کر علوم کی خدمت شروع کر دیں اپنے بچوں کو دینی علوم کی تعلیم دلائیں۔ اپنی دولت سے دینی علوم کی خدمت کریں۔ دامے، درمے، قدمے، سخنے جس سے جو خدمت ممکن ہو اُس سے دریغ نہ کیا جائے۔

رزقِ طیّب

غذا وغیرہ ہر وہ چیز جس سے انتفاع حاصل کرنے پر جاندار قادر ہو اس کو "رزق" کہتے ہیں حلال وہ ہے جس کو شریعت جائز فرمائے۔ طیب وہ ہے جس پر قلب مطمئن ہو۔ غذا کو انسانی اعمال واخلاق میں کافی دخل ہے جس طرح پھلوں کا خوش ذائقہ اور بد ذائقہ ہونا تخم سے متعلق ہے کہ جیسا تخم ہوگا ویسا ہی پھل۔ اسی طرح ہمارے اخلاق واعمال کا حسن وقبح ہماری روزمرہ کی غذا سے وابستہ ہے کہ نامشروع غذا سے قلب وقالب دونوں کی تخریب ہوتی ہے۔ بے حیائی، بزدلی، قساوت وغیرہ مذموم اخلاق قلب میں پیدا ہوتے ہیں۔ زنا، چوری، قمار بازی، سود خواری معاصی کا صدور اعضاء سے ہوتا ہے۔ مشروع غذا سے قلب میں حیا، شجاعت، رقت، انکساری وغیرہ اخلاق حسنہ پیدا ہوتے ہیں۔ اعضاء سے اعمال صالحہ صادر ہوتے ہیں۔ طاعات کی ادائیگی سے گرانی نہیں محسوس ہوتی بلکہ عبادات کے لیے اعضاء نرم منقاد ہو جاتے ہیں جس طرح جَو بونے سے گیہوں پیدا ہونے کی امید رکھنا خیال خام ہے۔ اسی طرح نامشروع غذا استعمال کر کے پاکیزہ اخلاق اور نیک اعمال کی توقع کرنا سلیم العقل انسان کا کام نہیں۔ چونکہ نیک اعمال پاکیزہ غذا سے پیدا ہوتے ہیں۔ غذا اُن کے لیے بمنزلہ تخم ہے اس لیے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا دعا میں غذا کو اعمال پر مقدم ذکر فرمایا۔

صدیقی تقویٰ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس ایک غلام تھا جو ہر شب اپنی

مزدوری کے داموں سے کھانے کی کوئی چیز خرید کر لاتا۔ آپ اس کو تناول فرماتے مگر کھانے سے پیشتر یہ دریافت فرمالیتے کہ اس کھانے کو کس طرح اور کہاں سے حاصل کیا۔ ایک شب غلام کھانا لے کر حاضر ہوا آپ نے حسبِ معمول دریافت کئے بغیر اُس میں سے ایک لقمہ کھالیا غلام نے عرض کیا کہ ہر شب سوال فرماتے تھے کہ کھانا کیسے ملا اِس وقت دریافت نہ کیا۔ فرمایا بشت۔ پھر ترک سوال کا عذر بیان فرمایا کہ بھوک کی شدّت کے باعث یہ عجلت ہوئی۔ اچھا اب بتاؤ کہاں سے لائے ہو۔ غلام نے عرض کیا زمانہ جاہلیت میں کچھ لوگوں کے لیے منتر پڑھا تھا جس پر معاوضہ کا وعدہ کر چکے تھے آج اُن کے یہاں تقریب ولیمہ تھی۔ میں نے اُن کو وہ وعدہ یاد دلایا تو انھوں نے یہ کھانا دیا۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن پڑھا اور قے کرنا شروع کر دیا۔ بہت کوشش کی کہ کسی طرح وہ لقمہ قے کے ذریعے نکل آئے۔ چہرہ کا رنگ بدل گیا مگر وہ لقمہ نہ نکلا۔ حاضرین نے مشورہ دیا کہ کچھ پانی پی کر قے کی جائے تو کامیابی ہو جائے گی۔ چنانچہ مشورہ پر عمل فرمایا تو وہ لقمہ خارج ہوگیا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ اس لقمہ کی وجہ سے اس قدر تکلیف برداشت کی جارہی تھی۔ فرمایا میں نے سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر اس جسم پر جنت حرام فرما دی ہے جس نے حرام غذا استعمال کی (تنبیہ الغافلین)

فاروقی احتیاط

امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دودھ نوش فرمایا۔ خوش ذائقہ معلوم ہوا جس نے پیش کیا تھا اس سے دریافت فرمایا یہ دودھ کہاں سے

آیا انھوں نے عرض کیا کہ میں فلاں چشمہ پر گیا تھا۔ وہاں زکوٰۃ کے اونٹ پانی پینے آئے تھے۔ اُن کا دودھ دوہکر تقسیم ہوا مجھ کو جو ملا وہ اس مشکیزہ میں بھر کرلے آیا تو یہ وہی ہے جو آپ نے نوش فرمایا۔ امیر المومنین نے فوراً منھ میں ہاتھ ڈال کر قے کر دیا۔ یہ کمال احتیاط تھی ورنہ شرعاً وہ آپ کے لیے جائز تھا۔ اس لیے کہ صدقہ کا مال اگر فقیر کسی کو پیش کر دے تو اُس کے حق میں ہدیہ ہوتا ہے۔ جس کے استعمال میں اصلاً مضائقہ نہیں۔ (مشکوٰۃ شریف) سیدعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے دعائے مذکور میں علم نافع۔ رزق طیب۔ عمل مقبول۔ ان تین چیزوں کا ذکر فرمایا۔ وجہ یہ ہے کہ نفس انسانی کا کمال علم و عمل پر موقوف ہے۔ جب تک یہ دونوں حاصل نہ ہوں بندہ اخلاق الٰہی کا کما حقہٗ مظہر نہیں ہو سکتا۔ عمل مقبول سے پیشتر رزق طیب کو اس لیے ذکر فرمایا کہ عمل مقبول اس کا نتیجہ ہے۔

عمل مقبول

وہ ہوتا ہے جو طیب ہو اور طیب وہ ہوتا ہے جو محض اللہ کے لیے کیا جائے اور عامل ممنوعات سے مجتنب ہو خالد بن صعدان نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا وہ حدیث بیان فرمایئے جو خود آپ نے سیدعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سن کر محفوظ فرمائی ہو۔ اور اُس وقت سے آج تک اس کو پیش نظر رکھا ہو۔ یہ سن کر حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آبدیدہ ہو گئے فرمایا میں ایک مرتبہ حضور کے ساتھ ایک سواری پر سوار تھا۔ میں نے عرض کیا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ یارسول اللہ کچھ بیان فرمایئے۔ آپ نے آسمان کی جانب نظر فرما کر یہ کلمات

پڑھے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ یَقْضِیْ فِیْ خَلْقِہٖ بِمَا اَحَبَّ. سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں کہ اپنی مخلوق میں جو حکم چاہتا ہے نافذ فرماتا ہے۔ پھر فرمایا ایسی بات بیان کرتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی امت سے بیان نہیں فرمائی۔ اگر تم نے اس کو محفوظ رکھا تو نفع دے گی اور اگر سن کر محفوظ نہ کیا تو بروز قیامت بارگاہِ الٰہی میں تمھارے پاس حُجت نہ رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی تخلیق سے پہلے سات فرشتے پیدا فرمائے۔ اُن میں سے ہر آسمان کے دروازے پر ایک فرشتہ مقرر فرمادیا۔ بندہ کے صبح سے شام تک کے اعمال کراماً کاتبین لکھ کر لے جاتے ہیں جن میں آفتاب کی طرح چمک دمک ہوتی ہے۔ جب پہلے آسمان پر پہنچتے ہیں تو دربان کہتا ہے۔ ٹھیرو اِن اعمال کو عامل کے منھ پر مار دو اور کہہ دو اللہ تعالیٰ تیری مغفرت نہ فرمائے۔ میں غیبت پر نگراں ہوں اِن اعمال کا کرنے والا مسلمان کی غیبت کرتا ہے لہذا اِس کے اعمال کو یہاں سے آگے نہ بڑھنے دوں گا کراماً کاتبین اسی طرح ایک بندہ کے اعمال لے کر دوسرے آسمان تک پہنچتے ہیں۔ وہاں کا دربان کہتا ہے ٹھیرو اِن کو عامل کے منھ پر مار دو اور کہو کہ اللہ تیری مغفرت نہ فرمائے۔ اِن اعمال سے دنیا حاصل کرنا مقصود تھا۔ میں یہاں سے آگے نہ جانے دوں گا۔ ایک بندہ کے اعمال صدقہ اور بکثرت نمازیں بڑی خوشی کے ساتھ فرشتے تیسرے آسمان تک لے کر پہنچتے ہیں دربان کہتا ہے ٹھیرو اِن کو عامل کے منھ پر مار دو اور کہو اللہ تیری مغفرت نہ کرے۔ یہ لوگوں سے تکبر کے ساتھ پیش آتا ہے۔ ان اعمال کو یہاں سے آگے نہ بڑھنے دیا جائے گا۔ ایک بندے کے ستاروں کی طرح چمکتے اعمال چوتھے آسمان تک لے کر فرشتے پہنچتے ہیں۔ دربان کہتا ہے ٹھیرو ان کو عامل کے منھ پر مار دو

اور کہو کہ اللہ تیری مغفرت نہ فرمائے۔ یہ خود بینی میں گرفتار ہے اِس کے اعمال یہاں سے آگے نہ جانے دیئے جائیں گے۔ اور تین روز تک اس عامل پر دربان لعنت کرتا رہتا ہے۔ ایک بندے کے اعمال فرشتوں کی جماعتوں کے ساتھ پانچویں آسمان تک لے جاتے ہیں۔ دربان کہتا ہے ٹھہرو اِن کو عامل کے منہ پر مار دو یہ علم دین حاصل کرنے والوں اور نیک بندوں کے ساتھ حسد کرتا اور ان کے حق میں بُرے الفاظ زبان سے نکالتا ہے۔ اِس کے اعمال یہاں سے آگے نہ جانے دوں گا۔ فرشتے ایسے شخص پر تازیست لعنت کرتے رہیں گے۔ ایک بندے کے اعمال چھٹے آسمان تک پہنچتے ہیں۔ دربان کہتا ہے ٹھیرو اِن کو عامل کے منہ پر مارو کہ اِس کے قلب میں قساوت ہے بندگان خدا کو مصیبت میں مبتلا دیکھ کر خوش ہوتا ہے۔ اس کے عمل یہاں سے آگے نہ جانے پائیں گے۔ ایک بندے کے اعمال ساتویں آسمان تک پہنچتے ہیں۔ دربان کہتا ہے کہ ٹھیرو ان کو عامل کے منہ پر مار دو اس نے یہ عمل اس لیے کیے ہیں کہ شہر بہ شہر شہرت ہو لوگ اپنی مجالس میں ان کا چرچا کریں۔ لہذا یہاں سے آگے نہ جانے پائیں گے۔ ایک بندے کے اعمال عرش تک پہنچتے ہیں۔ ساتوں آسمانوں کے فرشتے ہمراہ ہوتے ہیں اور اس آدمی کے موافق گواہی دیتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس نے یہ اعمال مجھے خوش کرنے کے لیے نہیں کیے ہیں۔ ریاکاری مقصود ہے تو فرشتے کہتے ہیں۔ اِس پر ہماری لعنت اور تیری لعنت۔ آسمان والے فرشتے کہتے ہیں اِس پر اللہ کی لعنت۔ ساتوں زمین اور آسمان کی لعنت اور ہماری لعنت۔ یہ سن کر حضرت معاذ روئے اور عرض کیا یارسول اللہ میں کیا کروں فرمایا اپنے نبی کی اقتدا کرو۔ ایمان پر قائم رہو اگرچہ

عمل میں تقصیر ہو۔ اپنے بھائیوں کے حق میں زبان نہ کھولو۔ اپنے بھائیوں کی مذمت کو اپنے تقدس کا ذریعہ نہ بناؤ۔ اپنے بھائیوں کو گرا کر بلندی حاصل نہ کرو اور لوگوں کو دکھانے کے واسطے عمل نہ کرو۔ (تنبیہ الغافلین)

تیمّم کا بیان

وَاِنْ کُنْتُمْ مَّرْضٰٓی اَوْ عَلٰی سَفَرٍ اَوْ جَآءَ اَحَدٌ مِّنْکُمْ مِّنَ الْغَآئِطِ اَوْ لٰمَسْتُمُ النِّسَآءَ فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَیَمَّمُوْا صَعِیْدًا طَیِّبًا فَامْسَحُوْا بِوُجُوْھِکُمْ وَاَیْدِیْکُمْ۔

(ترجمہ) اگر تم بیمار ہو یا سفر میں یا تم میں کا کوئی پائخانہ سے آیا یا عورتوں سے جماع کیا اور پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا قصد کر کے اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کرو (سورہ مائدہ) ماہ شعبان المعظم ۵ھ میں غزوہ بنی المصطلق سے واپسی پر جس کو غزوہ مریسیع بھی کہتے ہیں مقام بیدا یا "ذات الجیش" میں اس کا حکم نازل ہوا۔ یہ دونوں مقام مدینہ منورہ اور مکہ مکرمہ کے درمیان واقع ہیں۔ اس حکم کے نزول کا سبب مورخین نے یہ بیان کیا کہ اُمّ المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ہیکل ٹوٹ کر گر گئی تھی۔ اس کو تلاش کرنے کے واسطے مقام بیدا یا ذات الجیش میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے مع لشکر اسلام اقامت فرمائی اُمّ المومنین فرماتی ہیں کہ اس مقام پر پانی نہ تھا نہ لشکریوں کے ساتھ نظر براں لوگوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آکر عرض کیا آپ نہیں دیکھتے کہ صدیقہ نے کیا کیا حضور کو اور سب کو ٹھیرا لیا نہ یہاں پر پانی ہے نہ لوگوں کے ساتھ۔ یہ سن کر ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت صدیقہ کے پاس تشریف

لائے. درانحالیکہ حضور پُرنور اپنا سرمبارک اُن کے زانوں پر رکھ کر آرام فرمارہے تھے۔ اور ان پر عتاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تو نے رسول اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور لوگوں کو روک لیا۔ حالانکہ نہ یہاں پر پانی ہے نہ لوگوں کے ساتھ۔ اور اُن کی کوکھ میں اپنے ہاتھ سے کونچنے لگے. وہ فرماتی ہیں کہ حضور پُرنُور کے آرام فرمانے کے باعث میں نے جنبش نہ کی. جب صبح ہوئی حضور اٹھے۔ اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمائی۔ لوگوں نے تیمّم کیا۔ اُس پر اُسَیدُ بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے آلِ ابوبکر یہ تمھاری پہلی برکت نہیں "یعنی ایسی برکتیں تم سے ہوتی ہی رہتی ہیں. اُمّ المومنین فرماتی ہیں کہ جب میری سواری کا اونٹ اُٹھایا گیا تو وہ بیکل اُس کے نیچے ملِی. سُبْحَانَ اللہ مولیٰ تعالیٰ نے محبوبہ محبوب کی بدولت حکم تیمم نازل کرکے کس قدر عظیم الشان تخفیف فرمادی جو گذشتہ اُمتوں کو حاصل نہ تھی اسی واسطے تیمّم اِس امّت کے خصوصیات سے ہے۔

تیمّم میں فرض تین ہیں

(۱) نیّت حصول طہارت کا دل سے ارادہ نیّت کہلاتا ہے. پس اگر کسی نے ہاتھ مٹّی پر مار کر منھ اور ہاتھوں پر پھیر لیا اور نیّت نہ کی تیمّم نہ ہوگا. (۲) سارے منھ پر ہاتھ پھیرنا اس طرح کہ کوئی حِصّہ باقی نہ رہ جائے۔ اگر بال برابر بھی کوئی جگہ رہ گئی تیمم نہ ہوا۔ (۳) دونوں ہاتھ کا کہنیوں سمیت مسح کرنا اس میں بھی یہ خیال رکھنا ضروری ہے کہ ذرہ برابر باقی نہ رہے ورنہ تیمّم نہ ہوگا۔

مسئلہ انگوٹھی چھلے پہنے ہو تو اُنھیں ہٹاکر اُن کے نیچے ہاتھ پھیرنا فرض ہے۔

عورتوں کو اس میں زیادہ احتیاط درکار ہے۔ کنگن چوڑیاں جتنے زیور پہنے ہوں سب کو ہٹا کر ہاتھ پھیریں۔

تیمّم کا اسلامی طریقہ

بسم اللہ کہکر دونوں ہاتھوں کو زمین پر مارے ۔ انگلیاں کھلی رہیں۔ پھر ایک ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ کو دوسرے ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ پر مار کر دونوں ہاتھوں کو جھاڑ کے پہلے منھ کا مسح کرے اور داڑھی میں خلال۔ پھر دوبارہ زمین پر دونوں ہاتھ مارے اور اُن کو لٹا لیں۔ کو جھاڑ کر پھر داہیں ہاتھ کا مسح اِس طرح کیا جائے کہ بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے علاوہ چار انگلیوں کا پیٹ داہنے ہاتھ کی پشت پر رکھے اور انگلیوں کے سروں سے کہنی تک لے جائے پھر وہاں سے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی سے داہنے کے پیٹ کو مس کرتا ہوا گٹے تک لائے اور بائیں انگوٹھے کی پشت کو مسح کرے اور اسی طرح داہنے ہاتھ سے بائیں کا مسح کرے پھر انگلیوں میں خلال۔

مسئلہ: تیمم اُسی چیز سے ہو سکتا جو جنس زمین سے ہو اور جو چیز زمین کی جنس سے نہیں اُس سے تیمم جائز نہیں۔

مسئلہ: جس جگہ سے ایک نے تیمّم کیا دوسرا بھی کر سکتا ہے یہ جو مشہور ہے کہ مسجد کی زمین یا دیوار سے تیمّم ناجائز یا مکروہ ہے غلط ہے۔

مسئلہ: سلام کا جواب دینے اور درود شریف وغیرہ وظائف پڑھنے اور سونے اور بے وضو کے مسجد میں جانے اور زبانی قرآن شریف پڑھنے کے لیے تیمّم جائز ہے۔ اگرچہ پانی پر قدرت ہو مگر اس تیمّم سے نماز جائز نہیں۔

مسئلہ:۔ قیدی کو قید خانے والے وضو نہ کرنے دیں تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے پھر اُس نماز کا اعادہ کرے۔

مسئلہ:۔ جن چیزوں سے وضو سے ٹوٹتا ہے یا غسل واجب ہوتا ہے اُن سے تیمم بھی جاتا رہتا ہے اور علاوہ اُن کے پانی کے استعمال پر قادر ہونے سے بھی تیمم ٹوٹ جائے گا۔

غُسل کا تیمّم

وضو کی طرح ہوتا ہے۔ کوئی فرق نہیں۔ نبوی عہد میں یہ واقعہ پیش آیا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سفر میں تھے اور دونوں کو غسل کی ضرورت ہوئی اور کسی کو یہ علم نہ تھا کہ وضو کی طرح غسل کے لیے بھی تیمّم ہوتا ہے۔ چنانچہ پانی دستیاب نہ ہونے پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ نے بایں خیال تیمّم نہیں کیا کہ وہ بجائے غسل کافی نہ ہوگا اور اُن کی نماز قضا ہوگئی اور حضرت عمّار رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ خیال کیا کہ غسل میں سب بدن پر پانی بہایا جاتا ہے تو غسل کے تیمّم میں سب بدن پر مٹی لگنا چاہیے۔ نظر برآں وہ زمین پر خوب لوٹے اور اس طرح تیمم کر کے نماز ادا کی پھر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر واقعہ عرض کیا تو آپ نے یہ ہدایت فرمائی کہ وضو کی طرح غسل کے واسطے تیمّم کافی تھا۔

مسئلہ:۔ جس پر غسل فرض ہے اُسے یہ ضروری نہیں کہ غسل اور وضو دونوں کے لیے دو تیمم کرے بلکہ ایک ہی میں دونوں کی نیت کرلے دونوں ہو جائیں اور اگر صرف غسل یا وضو کی نیت کی جب بھی کافی ہے۔

موزے پر مسح کرنے کا اسلامی طریقہ

یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کی تین انگلیاں داہنے پاؤں کی پشت کے سرے پر اور بائیں ہاتھ کی انگلیاں بائیں پاؤں کی پشت کے سرے پر رکھ کر بقدر تین انگل کے پنڈلی تک کھینچ لے جائے۔

مسئلہ:۔ مسح میں دو فرض ہیں (۱) ہر موزہ کا مسح ہاتھ کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر ہو (۲) موزہ کی پیٹھ پر ہو۔ اگر مسح تین انگلیوں کے برابر نہ کیا یا پیٹھ پر نہ کیا تو مسح نہ ہوگا۔

مسئلہ:۔ مسح کرنے کے لیے چند شرطیں ہیں (۱) موزے ایسے ہوں کہ ٹخنے چھپ جائیں۔ اگر دو ایک انگل کم ہوں جب بھی مسح درست ہے مگر ایڑی نہ کھلی ہو (۲) پاؤں سے چپٹا ہو کہ اُس کو پہن کر آسانی کے ساتھ چل پھر سکیں (۳) چمڑے کا ہو یا صرف تلا چمڑے کا اور باقی کسی دبیز چیز کا جیسے کرمچ وغیرہ۔ ہندوستان میں جو عموماً سوتی یا اونی موزے پہنے جاتے ہیں اُن پر مسح جائز نہیں (۴) وضو کر کے پہنا ہو (۵) نہ حالت جنابت میں پہنا ہو نہ بعد پہننے کے جنب ہوا ہو (۶) مدّت کے اندر ہو اور اس کی مُدّت مقیم کے لیے ایک دن رات ہے اور مسافر کے واسطے تین دن اور تین راتیں (۷) کوئی موزہ پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر پھٹا نہ ہو یعنی چلنے میں تین انگل بدن ظاہر نہ ہوتا ہو اگر تین انگل پھٹا ہو اور بدن تین انگل سے کم دکھائی دیتا ہے تو مسح جائز ہے اور اگر دونوں تین تین انگل سے کم پھٹے ہوں اور مجموعہ تین انگل یا زیادہ ہے تو بھی مسح ہو سکتا ہے۔ سلائی کھل جائے جب بھی یہی حکم ہے۔

مسح کن چیزوں سے ٹوٹتا ہے

جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے اُن سے مسح بھی جاتا رہتا ہے اور مدت پوری ہو جانے سے بھی اور موزہ اتار دینے سے بھی اگرچہ ایک ہی اتارا ہو۔

اعضائے وضو پر مسح کرنے کے مسائل

مسئلہ:۔ اعضائے وضو اگر پھٹ گئے ہوں یا اُن میں پھوڑیا یا اور کوئی بیماری ہو اور اُن پر پانی بہانا ضرر کرتا ہے یا تکلیف شدید ہوتی ہے تو بھیگا ہاتھ پھیر لینا کافی ہے۔ اور اگر یہ بھی نقصان کرتا ہے تو اس پر کپڑا ڈال کر کپڑے پر مسح کرے اور اگر یہ بھی مضر ہو تو معاف ہے اور اگر اُس میں کوئی دوا بھر لی ہے تو اُس کا نکالنا ضروری نہیں اُس پر سے پانی بہا دینا کافی ہے۔

مسئلہ:۔ کسی پھوڑے یا زخم یا فصد کی جگہ پٹی باندھی ہے اور اس کو کھول کر پانی بہانے سے یا اُس جگہ مسح کرنے سے یا کھولنے سے ضرر ہوتا ہے یا کھولنے والا باندھنے والا نہیں تو ان سب صورتوں میں اُس پٹی پر مسح کیا جائے اور اگر پٹی کھول کر پانی بہانے میں ضرر نہیں تو دھونا ضروری ہے اور اگر خود عضو پر مسح کر سکتے ہوں تو پٹی پر مسح کرنا جائز نہیں۔ اور زخم کے گرداگرد اگر پانی بہانا ضرر نہیں کرتا تو دھونا ضروری ہے ورنہ اُس پر بھی مسح کرلیں اور اگر اُس پر بھی مسح نہ کر سکتے ہوں تو پٹی پر مسح کرلیں اور پوری پٹی پر مسح کرنا بہتر ہے اور اکثر حصہ پر ضروری ہے اور ایک بار مسح کافی ہے تکرار کی حاجت نہیں اور اگر پٹی پر مسح نہ کر سکتے ہوں تو خالی چھوڑ دیں جب اتنا آرام ہو جائے کہ پٹی پر مسح کرنا ضرر نہ کرے تو فوراً مسح کرلیں پھر جب اتنا

آرام ہو جائے کہ پٹی پر سے پانی بہانے میں نقصان نہ ہو تو پانی بہائیں۔ پھر جب اتنا آرام ہو جائے کہ خاص عضو پر مسح ہو سکتا ہے تو فوراً مسح کر لے پھر جب اتنی صحت ہو جائے کہ عضو پر پانی بہا سکتا ہے تو پانی بہائے۔

مسئلہ:۔ ہڈی کے ٹوٹ جانے سے تختی باندھی گئی ہو تو اُس کا بھی یہی حکم ہے۔

مسئلہ:۔ تختی یا پٹی کھل جائے اور ہنوز باندھنے کی ضرورت ہے تو پھر دوبارہ مسح نہیں کیا جائے گا وہی پہلا مسح کافی ہے اور جو پھر باندھنے کی ضرورت نہ ہو تو مسح ٹوٹ گیا۔ اب اُس جگہ کو دھو سکیں تو دھو لیں ورنہ مسح کر لیں۔

نجاست کا بیان

نجاست دو قسم کی ہے۔ ایک وہ جس کا حکم سخت ہے اُس کو غلیظہ کہتے ہیں۔ دوسری وہ ہے جس کا حکم ہلکا ہے۔ اُس کو خفیفہ کہتے ہیں۔

نجاست غلیظہ کا حکم

یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن میں ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو اُس کا پاک کرنا فرض ہے۔ بے پاک کیے نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں اور قصداً پڑھی تو گناہ بھی ہوا اور اگر درہم کے برابر ہے تو پاک کرنا واجب ہے۔ بے پاک کیے نماز پڑھی تو اگرچہ ہو گئی مگر مکروہ تحریمی ہوئی کہ اُس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ اگر نہ پڑھی تو گنہگار ہوگا۔ اور اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنت ہے کہ بے پاک کیے نماز ہو جائے گی لیکن خلاف سنت اور اُس کا دوبارہ پڑھنا بہتر ہے۔

درم کا وزن اور اُس کی پیمائش

نجاست غلیظ اگر گاڑھی ہے جیسے پاخانہ۔ لید۔ گوبر تو درم کے برابر یا کم یا زیادہ کے معنی یہ ہیں کہ وزن میں اُس کے برابر یا کم زیادہ ہو اور درم کا وزن شریعت میں اس جگہ ساڑھے چار ماشے ہے۔ اور نجاست غلیظ اگر پتلی ہو جیسے آدمی کا پیشاب، شراب تو درم سے مراد اُس کا پھیلاؤ ہے جو تقریباً یہاں کے چاندی کے روپے کی بہ برابر ہوتا ہے۔

مندرجہ ذیل چیزیں نجاست غلیظ ہیں

انسان کے بدن سے جو ایسی چیز نکلے کہ اس سے غسل یا وضو واجب ہو نجاست غلیظ ہے۔ جیسے پاخانہ۔ پیشاب۔ بہتا خون۔ پیپ۔ بھر منھ قے۔ حیض و نفاس و استحاضہ کا خون۔ منی۔ مذی۔ ودی۔ دکھتی آنکھ سے جو پانی نکلے۔ ناف یا پستان سے جو درد کے ساتھ پانی نکلے۔ دودھ پیتے بچے یا بچی کا پیشاب۔ شیر خوار کا بھر منھ ڈالا ہوا دودھ خشکی کے ہر جانور کا بہتا خون۔ حرام چوپائے (جیسے کتا۔ شیر۔ لومڑی۔ بلی۔ چوہا۔ گدھا۔ خچر۔ ہاتھی۔ سور) کا پاخانہ۔ پیشاب۔ گھوڑے کی لید ہر حلال چوپائے کا پاخانہ۔ بکری۔ اونٹ کی مینگنی اور جو پرندہ اونچا نہ اڑے جیسے مرغی اور بط اُس کی بیٹ ہر قسم کی شراب۔ نشہ دلانے والی تاڑی۔ سانپ کا پاخانہ۔ پیشاب اس جنگلی سانپ اور مینڈک کا گوشت جن میں بہتا خون ہوتا ہے۔ اور ان کی کھال۔ سور کا گوشت ہڈی۔ بال۔ ہاتھی کی سونڈ کی رطوبت۔ شیر۔ کتے۔ چیتے اور دوسرے درندے چوپایوں

کا جھوٹا اور پسینہ اور لعاب۔ حرام جانوروں کا پتّا چھپکلی یا گرگٹ کا خون۔ ہر چوپائے کی جگالی۔ حرام جانوروں کا دودھ۔ مردار کا گوشت اور چربی۔

نجاست خفیفہ کا حکم

یہ ہے کہ کپڑے کے حصّے یا بدن کے جس عضو میں لگی ہے اگر اس کی چوتھائی سے کم ہے۔ مثلاً دامن میں لگی ہے تو دامن کی چوتھائی سے کم۔ آستین میں اُس کی چوتھائی سے کم۔ اسی طرح ہاتھ میں ہاتھ کی چوتھائی سے کم۔ تو معاف ہے کہ اس سے نماز ہو جائے گی اور اگر پوری چوتھائی میں ہو تو بے دھوئے نماز نہ ہوگی۔

دونوں نجاستوں کے حکم کا فرق

اُس وقت ہے جب بدن یا کپڑے میں لگیں۔ اور اگر کسی پتلی چیز جیسے پانی میں گرے تو چاہے نجاست غلیظہ ہو یا خفیفہ کل ناپاک ہو جائے گی اگرچہ ایک قطرہ گرے۔ جب تک وہ پتلی چیز دہ در دہ نہ ہو یعنی دس ہاتھ لمبی اور دس ہاتھ چوڑی جگہ میں نہ ہو۔

مندرجہ ذیل چیزیں نجاست خفیفہ ہیں

جن جانوروں کا گوشت حلال ہے جیسے گائے۔ بیل۔ بھینس۔ بکری۔ اونٹ وغیرہ اُن کا پیشاب۔ گھوڑے کا پیشاب اور جس پرندہ کا گوشت حرام ہے خواہ شکاری ہو یا نہیں جیسے کوّا۔ چیل، شکرا۔ باز۔ بہری۔ اس کی بیٹ حلال جانوروں کا پتّا۔

مندرجہ ذیل چیزیں پاک ہیں

لہذا کپڑے یا بدن کو لگ جائیں تو وہ ناپاک نہ ہو گا

اونچے اڑنے والے حلال پرندہ جیسے کبوتر۔ مینا۔ مرغابی۔ قاز وغیرہ کی بیٹ۔ چمگاڈر کی بیٹ اور پیشاب۔ مچھلی اور پانی کے دیگر جانوروں کا خون۔ کھٹمل اور مچھر کا خون۔ خچر اور گدھے کا لعاب و پسینہ۔ گوشت یا تلی یا کلیجی میں جو خون باقی رہ گیا۔ جو خون زخم سے بہانہ ہو۔ گھوڑی کا دودھ ناپاک چیز کا دھواں۔ راستے کی کیچڑ جب تک اسکا نجس ہونا معلوم نہ ہو۔ سوئر کے تمام جانوروں کی وہ ہڈی جس پر مردار کی چکنائی نہ لگی ہو۔ اور بال اور دانت جو گوشت سڑ گیا۔ عورت کے پیشاب کے مقام سے جو رطوبت نکلے۔ جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا ہے چوپائے ہوں یا پرندا اُن کا جھوٹا اور پسینہ و لعاب۔

مندرجہ ذیل چیزیں مکروہ ہیں

اڑنے والے شکاری جانور جیسے شکرا۔ باز۔ بہری۔ چیل وغیرہ کا جھوٹا۔ کوے کا جھوٹا۔ بلی۔ چوہے۔ چھپکلی کا جھوٹا لیکن مکروہ جھوٹے کا کھانا پینا مالدار کو مکروہ ہے۔ غریب محتاج کو بلا کراہت جائز ہے۔

پاک کرنے کا اسلامی طریقہ

نجاست اگر دلدار ہو جیسے پاخانہ۔ گوبر خون وغیرہ تو دھونے میں کوئی گنتی کی شرط نہیں۔ بلکہ اُس کو دُور کرنا ضروری ہے۔ اگر ایک بار دھونے سے دُور ہو جائے تو

ایک ہی بار دھونے سے پاک ہو جائے گا اور اگر چار پانچ مرتبہ دھونے سے دور ہو تو چار پانچ مرتبہ دھونا پڑے گا۔ ہاں اگر تین مرتبہ سے کم میں نجاست دور ہو جائے تو تین بار پورا کر لینا مستحب ہے اور اگر نجاست پتلی ہے تو تین مرتبہ دھونے اور تینوں مرتبہ بقوت نچوڑنے سے پاک ہوگا۔ اور قوت کے ساتھ نچوڑنے کے یہ معنیٰ ہیں کہ وہ شخص اپنی طاقت بھر اس طرح نچوڑے کہ اگر پھر نچوڑے تو اُس سے کوئی قطرہ نہ ٹپکے۔ اگر کپڑے کا خیال کر کے اچھی طرح نہیں نچوڑا تو کپڑا پاک نہ ہوگا۔ اور اگر دھونے والے نے اچھی طرح نچوڑ لیا مگر ابھی ایسا ہے کہ کوئی دوسرا شخص نچوڑے جو طاقت میں اس سے زیادہ ہے تو دو ایک بوند ٹپک سکتی ہے تو اس کے حق میں پاک اور اُس دوسرے کے حق میں ناپاک ہے۔ پہلی اور دوسری مرتبہ نچوڑنے کے بعد ہاتھ پاک کر لینا بہتر ہے۔ اور تیسری مرتبہ نچوڑنے سے کپڑا بھی پاک ہو گیا اور ہاتھ بھی۔ لیکن اگر پہلی اور دوسری مرتبہ ہاتھ پاک نہیں کیا اور اس کی تری سے کپڑے کا پاک حِصّہ بھیگ گیا تو یہ بھی ناپاک ہو گیا اس لیے ہر مرتبہ ہاتھ پاک کر لینا چاہیے۔

جو چیز نچوڑنے کے قابل نہیں اُس کے پاک کرنے کا اسلامی طریقہ

جیسے چٹائی۔ برتن۔ جوتا۔ اُس کو دھو کر چھوڑ دیں۔ یہاں تک کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے یونہی دو مرتبہ اور دھوئیں۔ تیسری مرتبہ جب پانی ٹپکنا بند ہو گیا۔ وہ چیز پاک ہو گئی اسے ہر مرتبہ دھونے کے بعد سکھانا ضروری نہیں۔ یونہیں۔ جو کپڑا اپنی نازکی کے سبب نچوڑنے کے قابل نہیں اسے بھی اسی طرح پاک کیا جائے اور اگر ایسی

چیز ہے کہ نجاست اُس میں جذب نہیں ہوتی جیسے چینی کے برتن یا مٹی کا پُرانا چکنا استعمالی برتن۔ یا لوہے تانبے پیتل وغیرہ دھاتوں کی چیزیں تو اُسے فقط تین بار دھو لینا کافی ہے۔ اس کی بھی ضرورت نہیں کہ اتنی دیر تک چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہو جائے۔

آئینہ اور شیشے

کی چیزیں۔ پالش کی ہوئی لکڑی بلکہ تمام وہ اشیاء جن میں مسام نہ ہوں یوں بھی پاک ہو جاتی ہیں کہ کپڑے یا پتے سے اس قدر پونچھ دی جائیں کہ اثر بالکل جاتا رہے۔

غلے کو پاک کرنے کا اسلامی طریقہ

غلہ جب پیر میں ہو اور اس کی مالش کے وقت بیلوں نے اُس پر پیشاب کیا جیسا کہ عموماً ہوتا ہے تو اگر اس میں سے مزدوری دی گئی یا خیرات کی گئی یا چند شریکوں میں تقسیم ہوا تو سب پاک ہو گیا۔ اور اگر کل بجنسہ موجود ہے تو ناپاک ہے اور اگر اس میں سے اس قدر جس میں احتمال ہو سکے کہ اس سے زیادہ نجس نہ ہوگا دھو کر پاک کر لیں تو سب پاک ہو جائے گا۔

بہتی چیزوں کے پاک کرنے کا اسلامی طریقہ

تیل یا پگھلا ہوا گھی یا کوئی بہتی ہوئی چیز ناپاک ہو جائے تو پاک کرنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ اُس چیز کو اتنے بڑے برتن میں کر دیں کہ اس کا کچھ حصہ خالی رہے پھر اوپر سے پاک پانی یا اسی جنس کی پاک چیز ڈالیں۔ یہاں تک کہ برتن کے منہ سے اُبلنے

لگے اس طریقہ سے اُبل کر جو برتن سے باہر گرا وہ اور جو برتن میں رہ گیا سب پاک ہو جائے گا اور اگر گھی وغیرہ جما ہوا ہے تو اسے پگھلا کر اسی طریقہ سے پاک کر سکتے ہیں۔

معذور کس کو کہتے ہیں؟

ہر وہ شخص جس کو کوئی ایسی بیماری ہے کہ ایک وقت نماز کا پورا ایسا گزر گیا کہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کر سکا۔ وہ معذور ہے، معذور کا حکم یہ ہے کہ وقت میں وضو کرلے اور آخر وقت تک جتنی نمازیں چاہے اُس وضو سے پڑھے اس بیماری سے وضو نہیں جائے گا۔ جیسے قطرہ کا مرض یا دست یا ہوا خارج ہونا یا دُکھتی آنکھ سے پانی گرنا یا پھوڑے یا ناسور سے ہر وقت رطوبت بہنا یا کان یا ناک یا پستان سے پانی نکلنا نماز کا وقت ختم ہونے سے معذور کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ جب دوسری نماز کا وقت آئے تو پھر وضو کرے۔ اگر معذور کو ایسی بیماری ہے جس کے سبب کپڑے نجس ہو جاتے ہیں تو اگر ایک درم سے زیادہ نجس ہو گیا اور جانتا ہے کہ اتنا موقع ہے کہ اسے دھو کر پاک کپڑوں سے نماز پڑھ لوں گا تو دھو کر نماز پڑھنا فرض ہے اور اگر جانتا ہے کہ نماز پڑھتے پڑھتے پھر اتنا ہی نجس ہو جائے گا تو دھونا ضروری نہیں اسی سے پڑھے۔ اور اگر درہم کے برابر ہے تو پہلی صورت میں دھونا واجب ہے اور اگر درہم سے کم ہے تو سنّت اور دوسری صورت میں مطلق نہ دھونے میں کوئی حرج نہیں۔

اذان کی ابتدا

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نماز کی فرضیت کے بعد جب تک مکہ معظمہ میں تشریف

فرما ہے . بغیر اذان کے نماز ہوتی رہی . ہجرت کر کے جب مدینہ منوّرہ میں رونق افروز ہوئے تو کچھ زمانے تک وہاں پر بھی بغیر اذان کے نماز ہوتی رہی . ہجرت کو ایک سال نہ ہوا تھا کہ اذان کا حکم آگیا . اس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ہجرت کر کے جب مدینہ منوّرہ میں قیام فرمایا تو اوقات نماز معلوم ہونے کے لیے ایسی چیز مقرر نہ تھی جس سے عام طور پر نماز کے اوقات معلوم ہو جاتے اور عادت کریمہ یہ تھی کہ کبھی تعجیل فرما کر نماز اوّل وقت میں ادا فرماتے اور کبھی تاخیر ہوتی بعض صحابۂ کرام شرف اقتداء حاصل کرنے کے لیے وقت سے پہلے حاضر ہو جاتے جس سے اُن کے کاموں میں فتور واقع ہوتا اور بعض صحابہ کرام یہ خیال کر کے کہ حضور تاخیر سے نماز ادا فرمائیں گے اپنے کاموں میں مصروف رہنے کے باعث دیر میں پہنچتے جس کی وجہ سے شرف اقتداء فوت ہو جاتا . نظر بر آں مجلس مشاورت منعقد ہوئی اور اس چیز کو زیر بحث لایا گیا کہ ایسی نشانی تجویز کریں جس سے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی نماز کا وقت معلوم ہو جائے تاکہ کسی کی جماعت فوت نہ ہو . بعض اصحاب نے یہ مشورہ دیا کہ ناقوس بجا دیا کریں . آپ نے اس کو پسند نہ کیا اور فرمایا کہ یہ نصاریٰ کے استعمال میں ہے اس لیے مناسب نہیں . بعض حضرات نے یہ رائے پیش کی کہ بوق بجایا جائے . آپ نے اس کو بھی منظور نہ کیا اور فرمایا یہ یہودی استعمال کرتے ہیں . بعض کی رائے یہ ہوئی کہ دف بجوا دیا جائے آپ نے اس کو بھی قبول نہ کیا اور فرمایا کہ رومیوں کا طریقہ ہے . بعض نے عرض کیا کہ آگ روشن کرا دی جائے . آپ نے اس کو بھی یہ فرماتے ہوئے مسترد کر دیا کہ یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے . بعض نے عرض کی کہ وقت پر ایک جھنڈا نصب کر دیا جائے جن لوگوں کو نظر آئے وہ دوسرے اشخاص کو مطلع کر دیں مگر یہ صورت بھی پسند نہ

فرمائی۔ یہاں تک کہ مجلس برخاست ہوگئی اور کسی چیز پر اتفاق رائے نہ ہوا۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم متفکرانہ حالت میں دولت کدہ پر تشریف لائے۔ عبداللہ بن زید صحابی فرماتے ہیں کہ حضور کے متفکر ہونے کے باعث مجھ کو بھی فکر دامن گیر ہوئی۔ شب میں سویا تو غنودگی میں دیکھا کہ ایک آنے والا آیا جو دو سبز کپڑے پہنے تھا۔ ایک دیوار پر کھڑا ہوگیا اس کے ہاتھ میں ناقوس تھا۔ میں نے کہا اس کو فروخت کرتے ہو۔ اُس نے کہا کیا کروگے میں نے جواب دیا کہ اطلاع کے لیے نماز کے وقت بجایا کریں گے۔ اس نے کہا کیا میں ایسی چیز بتادوں جو اس سے اچھی ہے میں نے کہا ہاں بتایئے تو اس نے قبلہ رُخ کھڑے ہوکر اذان کہی پھر کچھ دیر توقف کرنے کے بعد اقامت یعنی تکبیر پڑھی۔ پھر میں نے حضور کی خدمت میں حاضر ہوکر یہ خواب عرض کیا فرمایا کہ خواب حق ہے۔ بلال کو بتادو اس لیے کہ اُن کی آواز تم سے زیادہ بلند ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلند مقام پر کھڑے ہوکر اذان کہی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان سُنکر دوڑتے ہوئے خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبی برحق بنا کر بھیجا ہے۔ میں نے بھی ایسا ہی خواب دیکھا مگر یہ مجھ پر سبقت لے گئے۔ مروی ہے کہ اس شب میں سات صحابہ کرام نے یہی خواب دیکھا تھا اور خواب میں آنے والے حضرت جبرئیل علیہ السلام تھے۔

سوال ۔ اذان حکم شرعی ہے اور حکم شرعی نبی کے خواب سے تو ثابت ہوتا ہے اس لیے کہ نبی کا خواب وحی ہوتا ہے لیکن غیر نبی کے خواب سے کوئی حکم شرعی ثابت نہیں ہوسکتا پھر اذان کیسے ثابت ہوئی۔

جواب ۔ اذان کا ثبوت بھی غیر نبی کے خواب سے نہیں بلکہ بذریعہ وحی ہوا ہے جیسا کہ

ایک روایت میں وارد ہے کہ عبداللہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خدمت میں حاضر ہونے سے پیشتر وحی نازل ہو چکی تھی۔ پس عبداللہ بن زید اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے خوابوں سے وحی کی موافقت ہوئی یہ نہیں کہ اُن سے اذان کا ثبوت ہوا۔

اس اُمّت مرحومہ کی خصوصیت

مولیٰ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقہ میں اس امت مرحوم کو بہت سی خصوصیات سے ممتاز فرمایا۔ بملہ اُن خصوصیات کے ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اقامت یعنی تکبیر بطرح اذان بھی اسی امّت کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسری امتوں کو یہ شرف عطا نہ ہوا۔

سوال۔ حدیث میں وارد ہے کہ آدم علیہ السلام جنّت سے جب زمین پر تشریف لائے تو وحشت دامن گیر ہوئی۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حاضر ہو کر اذان کہی جس سے وحشت کا ازالہ ہوا۔ جب اذان حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں ثابت ہوئی تو اس کو امت مرحومہ کے خصوصیات سے شمار کرنا کس طرح درست ہو سکتا ہے۔

جواب۔ اذان از قبیل خصوصیات بایں معنیٰ ہے کہ اس کے ذریعہ اوقات نماز کا اعلان کرنا صرف اسی اُمّت کے واسطے تجویز ہوا۔ گذشتہ امتوں کی نماز کا اعلان بذریعہ اذان نہ تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں اذان کا ثبوت ضرور ہوا مگر دفع وحشت کے لیے نہ اوقات نماز کی اطلاع کے واسطے (حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح) اعلان نماز کے علاوہ دیگر مقاصد کے لیے بھی اذان کہی جاتی ہے۔

آگ بجھانے کے واسطے اذان

دینا مستحب ہے۔ علماء فرماتے ہیں جب کہیں آگ لگ جائے اور بجھانے سے نہ بجھتی ہو تو اذان کہو کہ اس کی برکت سے آگ خود بجھ جائے گی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب آگ دیکھو اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کی بکثرت تکرار کرو کہ وہ آگ بجھا دیتا ہے۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ اذان میں چھ بار ہے تو اذان سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کی بکثرت تکرار بھی حاصل ہوئی اور اس کے ساتھ اذان میں دیگر کلمات طیبات زائد ہیں سو ان کی زیادت مفید مقصود ہے کہ نزول رحمت کے لیے ذکر الٰہی کرنا ہے جو اُن کلمات سے بھی حاصل ہو جاتا ہے۔

پریشانی دور کرنے کیلیے اذان

پریشان آدمی کے کان میں اذان دینا مستحب ہے۔ امیر المومنین سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم فرماتے ہیں کہ مجھے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے غمگین دیکھا ارشاد فرمایا کہ اے علی میں تجھے غمگین پاتا ہوں۔ اپنے کسی گھر والے سے کہو کہ تیرے کان میں اذان کہے اس لیے کہ اذان غم و پریشانی کو رفع کرتی ہے۔ مولیٰ علیؓ اور مولیٰ علی سے جس قدر اس حدیث کے راوی ہیں سب نے فرمایا کہ ہم نے اسے تجربہ کیا تو ایسا ہی پایا۔

میّت کی وحشت دور کرنے کے لیے اذان

بعد دفن میت پر اذان دینا مستحب ہے کہ میت اس وقت سخت حزن و غم کی حالت

ییں ہوتی ہے اور دفع غم کے لیے اذان مجرب ہے نیز مسلمان بھائی کے رنج و غم اور اس کی وحشت کو دور کر کے اسے خوش کرنا مولیٰ تعالیٰ کو بہت محبوب ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک فرضوں کے بعد سب اعمال سے زیادہ مسلمان کا خوش کرنا ہے۔ سیدنا حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک تمھارا اپنے بھائی کو خوش کرنا موجب مغفرت ہے۔ نیز حدیث میں وارد ہے کہ جب بندہ قبر میں رکھا جاتا ہے اور سوال نکیرین ہوتا ہے تو شیطان وہاں بھی خلل انداز ہوتا ہے۔ اور جواب میں بہکاتا ہے۔ نکیرین جب سوال کرتے ہیں کہ تیرا رب کون ہے تو شیطان میت کے سامنے ظاہر ہو کر اپنی جانب اشارہ کرتا ہے کہ میں تیرا رب ہوں۔ تو اذان دینے سے یہ عظیم فائدہ ہے کہ شیطان وہاں سے دور ہو جاتا ہے۔ محدث طبرانی اپنی کتاب معجم اوسط میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی ہیں کہ طبیب روحانی محبوب سبحانی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب شیطان کا کھٹکا ہو فوراً اذان کہو وہ دفع ہو جائے گا۔

بارش طلب کرنے اور وبا دفع کرنے کیلیے اذان

دنیا مستحب ہے اور اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ نماز کی طرح امام کے پیچھے صف باندھ کر کھڑے ہوں کہ امام سورہ یٰسین باآواز بلند پڑھے اور مبین پر اذان کہے اور سب مقتدی بھی اس کے ساتھ اذانیں کہیں اور دوسرا طریقہ یہ ہے کہ اپنے اپنے مکانات کی چھتوں پر یا تنہا یا چند اشخاص مل کر اذانیں کہیں۔ اللہ تعالیٰ اذان کی برکت سے بارش

عطا اور وبا دور فرمائے گا۔ (فتاوی رضویہ) بارش رکو کنے کے لیے بھی اسی طریقہ سے اذان دی جائے۔

مرض اُمّ الصبیان سے حفاظت کے لیے اذان

سید الشہداء حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس کے بچہ پیدا ہو اور اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت یعنی تکبیر کہے تو وہ بچہ ام الصبیان کے ضرر سے محفوظ رہے گا (جامع الصغیر للسیوطی) موجودہ وقت میں ام الصبیان کی شکایت زیادہ سننے میں آرہی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ مسلمان اپنے ہادی برحق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعلیمات سے دور ہوتے جارہے ہیں اسلامی تعلیمات سے دلچسپی رکھنے والے مرد اور مذہبی اعمال کی خوگر خواتین تو ابھی تک اس عمل پر کاربند ہیں۔ اسی واسطے ان کے بچے اس خبیث مرض سے محفوظ رہتے ہیں۔ مگر نصرانی تہذیب اور نصرانی تعلیم کی دلدادہ خواتین نے اس کو نظر انداز کردیا ہے۔ اسی واسطے ان کے اکثر وبیشتر بچے اس مرض میں ضائع ہوجاتے ہیں

جنگل میں راستہ معلوم کرنے کے لیے اذان

جب جنگل میں راستہ بھول جائے اور کوئی بتانے والا نہ ہو تو اس وقت اذان کہے اللہ تعالیٰ اذان کی برکت سے راستہ بتانے والا ظاہر فرمادے گا۔ اس کے علاوہ دیگر امور کے واسطے بھی اذان مفید ہے کسی مقام پر جن سرکشی کرتا ہو وہاں پر اذان کہی جائے اذان کی برکت سے جن اپنی سرکشی سے باز آئے گا۔ یا اُس مقام ہی کو چھوڑ دے گا۔

بدمزاج آدمی اور بدمزاج جانور کی بدمزاجی دفع کرنے کے لیے بھی اذان اس کے کان میں کہی جائے۔ اذان کی برکت سے بدمزاجی دور ہو جائے گی۔

اذانِ نماز کے جواب کا اسلامی طریقہ

مؤذن جب اذان کہے تو سننے والا بھی ان کلمات کو پڑھتا جائے مثلاً مؤذن کہے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ تو سننے والا بھی کہے اسی طرح سے آخر اذان تک لیکن جب مؤذن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو سننے والا ان دونوں کلموں کے بعد لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ بھی کہے۔

جوابِ اذان کا ثواب

رحمتِ عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عورتوں کی جماعت کو خطاب کر کے فرمایا اے عورتو جب تم بلال کو اذان و اقامت کہتے سنو تو جس طرح وہ کہتا ہے تم بھی کہو۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تمھارے لیے ہر کلمہ کے بدلے ایک لاکھ نیکی لکھے گا اور ہزار درجے بلند فرمائے گا۔ اور ہزار گناہ معاف فرمائیگا عورتوں نے عرض کی یہ تو عورتوں کے لیے ہوا مردوں کے لیے کیا ہے فرمایا مردوں کے واسطے دونا ہے۔ (ابن عساکر)

مقامِ غور ہے کہ اذانِ فجر میں ستّرہ کلمے ہیں باقی اذانوں میں پندرہ کلمے تو جس عورت نے اذانِ فجر کا جواب دیا اس کے نامۂ اعمال میں سترہ لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی اور سترہ ہزار درجے بلند ہوں گے۔ اور سترہ ہزار گناہ معاف کیے جائیں گے۔ اور اگر باقی چار اذانوں کا جواب بھی دیا تو ساٹھ لاکھ نیکیاں اور لکھی جائیں گی اور ساٹھ ہزار

درجے بلند اور ساٹھ ہزار گناہ معاف۔ پانچوں وقت کی اذان کا جواب دیا تو ستر لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی اور ستر ہزار درجے بلند ستر ہزار گناہ معاف یہ تو عورتوں کے لیے اور مردوں کے واسطے دونا یعنی ایک کروڑ چون لاکھ نیکیاں لکھی جائیں گی اور ایک لاکھ چون ہزار درجے بلند اور ایک لاکھ چون ہزار گناہ معاف کیے جائیں گے اور اقامت میں سترہ کلمے ہیں تو پانچوں وقت کی اقامت کا ثواب عورتوں کیلیے یہ ہوا کہ پچاسی لاکھ نیکیاں پچاسی ہزار درجے بلند اور پچاسی ہزار گناہ معاف اور مردوں کے لیے دونا یعنی ایک کروڑ ستر لاکھ نیکیاں اور ایک لاکھ ستر ہزار گناہ معاف اور ایک لاکھ ستر ہزار درجے بلند۔ پس اذان اور اقامت دونوں کے جواب کا ثواب عورتوں کے لیے ایک کروڑ باسٹھ لاکھ نیکیاں اور ایک لاکھ باسٹھ ہزار درجے بلند اور ایک لاکھ باسٹھ ہزار گناہ معاف اور مردوں کے لیے تین کروڑ چوبیس لاکھ نیکیاں اور تین لاکھ چوبیس ہزار درجے بلند اور تین لاکھ چوبیس ہزار گناہ معاف اَللّٰہُ اَکْبَرُ یہ صرف ایک دن کی اقامت اور اذان کے جواب کا ثواب ہے جس میں نہ پیسہ صرف ہوتا ہے نہ مشقت ہوتی ہے۔ اگر بندہ اس کو اپنا معمول بنالے تو ثواب کا کیا ٹھکانہ۔ مگر ہمارے بہت سے بھائی اسلامی تعلیمات سے ناواقف ہونے کے باعث بے شمار ثواب سے محروم رہتے ہیں۔ موجودہ زمانہ میں عورتوں کا مسجد میں جانا بوجہ فتنہ وفساد کے ممنوع ہے اس لیے وہ صرف اذان کے جواب پر اکتفا کریں۔ اور اگر گھر بیٹھے بوجہ قرب مسجد اقامت سننے میں آئے تو اس کا جواب بھی دیا کریں۔

آنکھیں دُکھنے کا علاج اور بینائی کی گارنٹی

حضرت خضر علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں جو شخص مؤذن سے اَشْهَدُ اَنَّ

مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ سن کر مَرْحَبًا بِحَبِیْبِیْ وَقُرَّۃِ عَیْنِیْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ ترجمہ۔ "میرے محبوب اور میری آنکھ کی ٹھنڈک محمد ابن عبد اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نام پاک کو سننے کی وجہ سے میرا غنچۂ قلب شگفتہ ہوگیا۔" کہے پھر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی۔ مسجد مدینہ طیبہ کے امام وخطیب علامہ شمس الدین محمد بن صالح اپنی تاریخ میں حضرت مجد مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا جو شخص نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر پاک اذان میں سنکر کلمہ کی انگلی اور انگوٹھا ملالے اور انھیں بوسہ دیکر آنکھ سے لگائے اس کی آنکھیں کبھی نہ دکھیں گی۔ علامہ موصوف فرماتے ہیں کہ حضرت مجد مصری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اور حضرت فقیہ محمد علیہ الرحمۃ ان دونوں بزرگوں نے اپنا تجربہ بھی بیان فرمایا کہ ہم جب سے یہ عمل کرتے ہیں ہماری آنکھیں نہ دکھیں۔ فقیر غفرلہٗ بھی تقریباً بیس سال سے اس عمل پر عامل ہے اور بحمد اللہ اُس وقت سے آج تک آنکھیں دُکھنے کی شکایت نہ ہوئی اور اس عمل پر کاربند ہونے سے پیشتر ہر سال یہ شکایت ہوتی تھی۔ حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص مؤذن سے اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہ سنکر مذکورہ بالا دعا پڑھے اور انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر رکھے تو نہ کبھی اندھا ہوگا نہ آنکھیں دُکھیں گی۔ (منیر المعین)

ہم خرما ہم ثواب

سبحان اللہ کیسا مبارک عمل ہے کہ دینوی اور اخروی دونوں فائدے اپنے

اندر رکھتا ہے۔ اسی واسطے اس کو ہم خرما و ہم ثواب سے تعبیر کیا گیا۔ دنیوی فائدہ تو یہی ہے کہ آنکھیں دکھنے سے محفوظ رہیں اور بینائی تازیست باقی رہے۔ یہ کس قدر عظیم الشان فائدہ ہے۔ انسان اس کے حصول کے واسطے کثیر رقم صرف کرتا ہے اور بہت سے رقم کثیر صرف کرنے کے باوجود کامیاب نہیں ہوتے۔ مگر خوش قسمت ہیں اس عمل کے کرنے والے کہ رقم کثیر درکنار انھیں رقم قلیل بھی صرف کرنا نہیں پڑتی بے محنت و مشقت انھیں یہ عظیم الشان فائدہ حاصل ہو جاتا ہے۔ اخروی فائدہ یہ ہے کہ حدیث میں وارد ہے جب اذان میں پہلی بار اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سنے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ۔ ترجمہ (یا رسول اللہ اللہ تعالیٰ آپ پر درود بھیجے) کہے اور دوسری بار قُرَّةُ عَيْنِىْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ پھر انگوٹھے کے ناخون کو آنکھوں پر رکھ کر کہے اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِىْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ۔ (ترجمہ) اے اللہ مجھے سماعت اور بصارت کے ساتھ بہرہ مند رکھیو۔ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے پیچھے اُسے جنت میں لے جائیں گے اس عمل کی چند صورتیں ہیں جیساکہ بیان بالا سے ظاہر ہے۔ عامل کو اختیار ہے جو صورت چاہے اختیار کرے۔ بہر صورت میں دنیوی اخروی دونوں فائدے حاصل ہوں گے

درود شریف اور دُعائے وسیلہ

جواب اذان سے فارغ ہونے کے بعد درود شریف پڑھ کر دعا پڑھے جو اذان کے بعد پڑھی جاتی ہے۔ اس کو دُعائے وسیلہ کہتے ہیں۔ اکثر لوگ اس سے ناواقف ہیں بغیر درود شریف پڑھے دعائے وسیلہ پڑھ لیتے ہیں محبوب خدا

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جب مؤذن کی اذان سنو تو جیسے وہ کہتا ہے تم بھی کہتے جاؤ پھر جواب سے فارغ ہو کر مجھ پر درود شریف پڑھو کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ درود بھیجتا ہے پھر اللہ تعالیٰ سے میرے واسطے وسیلہ طلب کرو کہ وسیلہ جنّت میں ایک مقام ہے جو بندگانِ خدا سے کسی ایک بندہ کے واسطے سزاوار ہے مجھے امید ہے کہ وہ بندہ میں ہوں گا تو جو شخص میرے واسطے وسیلہ طلب کرے گا اس کے لیے میری شفاعت واجب ہو جائے گی۔ (مسلم شریف)

دُعائے وسیلہ

اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَالدَّرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ وَاجْعَلْنَا فِيْ شَفَاعَتِهٖ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ۔

ترجمہ۔ اے اللہ اس دعوت تامّہ اور قیامت تک باقی رہنے والی نماز کے رب عطا فرمانا محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو وسیلہ اور تمام مخلوق پر برتری اور بلند درجہ اور انھیں مقام محمود میں بھیجنا جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے۔ اور ہمیں قیامت کے دن اُن کی شفاعت میں داخل فرما دینا بیشک تو وعدہ خلافی نہیں فرماتا کیوں کہ وعدہ خلافی عیب ہے اور تجھ میں کوئی عیب ممکن نہیں۔

سوال:۔ اس دعا میں دعوت تامّہ سے کیا مراد ہے۔

جواب:۔ اذان کے الفاظ مراد ہیں۔ جن میں توحید و رسالت کی دعوت ہے۔

جب مؤذن اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہتا ہے تو خود توحید کی گواہی دیتے ہوئے دوسروں کو رسالت کی دعوت دیتا ہے چونکہ اذان میں توحید و رسالت کی طرف دعوت ہوتی ہے اس لیے الفاظ اذان کو دعوت سے تعبیر کیا گیا اور اس دعوت کو تامّہ اس لیے فرمایا کہ یہ شرک کے نقص سے پاک ہے یا اس لیے کہ تمام عقاید کو جامع ہے کیونکہ توحید و رسالت میں تمام عقاید اجمالاً آجاتے ہیں یا اس لیے کہ قیامت تک اس میں کوئی تغیّر اور تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ یا اس لیے کہ تمام اقوال سے اتم قول اس میں مذکور ہے اور وہ " لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ " ہے۔

سوال:۔ اس دعا میں وسیلہ سے کیا مراد ہے۔

جواب:۔ جنّت میں سب سے اعلیٰ درجہ کو وسیلہ کہتے ہیں۔ جو جنّت کے تمام درجات کی نسبت عرش سے قریب تر ہے۔ یا وسیلہ سے مراد محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کو روزِ حشر عرشِ اعظم پر بٹھانا ہے جیسا کہ حدیث میں آیا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ اپنے محبوب کو بہترین سبز پوشاک پہنا کر عرش پر بٹھائے گا۔ اور حکم دے گا کہ جو چاہو کہو اور جو چاہو مانگو۔

سوال:۔ مقام محمود سے کیا مراد ہے۔

جواب:۔ قیامت کا دن اس قدر طویل ہو گا کہ کاٹے نہ کٹے پھر سروں پہ آفتاب اور دوزخ نزدیک۔ اُس دن سورج میں دس برس کامل کی گرمی جمع کر دی جائے گی اور سروں سے کچھ ہی فاصلے پر ہو گا۔ پیاس کی وہ شدّت کہ خدا نہ دکھائے۔ گرمی وہ قیامت کی کہ اللہ بچائے۔ بالشوں پسینہ زمین میں جذب ہو کر اوپر چڑھے گا۔ یہاں تک کہ گلے گلے سے بھی اونچا ہو گا۔ لوگ اُس میں غوطے کھائیں گے۔ گھبرا گھبرا کر دل حلق تک

آجائیں گے۔ لوگ ان عظیم آفتوں میں جان سے تنگ آکر شفیع کی تلاش میں جابجا پھریں گے آدم ونوح خلیل وکلیم اور مسیح علیہم الصلوٰۃ والتسلیم کی خدمات میں حاضر ہو کر جواب صاف سنیں گے، سب انبیاء فرمائیں گے۔ ہمارا یہ مرتبہ نہیں۔ ہم اس لائق نہیں ہم سے یہ کام نہ نکلے گا۔ نفسی نفسی تم اور کسی کے پاس جاؤ یہاں تک سب کے بعد حضور پُر نور شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونگے حضور اقدس اَنَا لَهَا اَنَا لَهَا فرمائیں گے۔ یعنی میں ہوں شفاعت کے لیے۔ میں ہوں شفاعت کے لیے۔ پھر اپنے ربِ کریم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر سجدہ کریں گے وہ ارشاد فرمائیگا۔ یَا مُحَمَّدُ اِرْفَعْ رَاسَكَ وَقُلْ تُسْمَعْ وَسَلْ تُعْطَ وَاشْفَعْ تُشَفَّعْ اے محمد اپنا سر اٹھاؤ اور کہو تمھاری بات سُنی جائے گی۔ اور مانگو تمھیں عطا ہو گا۔ اور شفاعت کرو کہ تمھاری شفاعت مقبول ہے۔ اب حضور کی شفاعت سے حساب شروع ہو گا۔ یہی شفاعت کبریٰ ہے جو مومن اور کافر سب کے لیے ہو گی اور اسی کو مقام محمود کہتے ہیں۔ جہاں تمام اولین و آخرین میں حضور کی تعریف اور حمد وثنا کا غل مچ جائے گا اور موافق ومخالف سب پر کھل جائے گا کہ بارگاہ الہٰی میں جو وجاہت ہمارے آقا کی ہے کسی کی نہیں۔ اور بادشاہ حقیقی کے یہاں جو عظمت ہمارے مولیٰ کے لیے ہے کسی کے لیے نہیں۔

شفاعت کے اقسام

(۱) شفاعت کبریٰ جس کا بیان ابھی گذرا (۲) یہ کہ آپ کی شفاعت سے ایک جماعت بغیر حساب جنت میں داخل ہو گی۔ اس کی تعداد میں چند روایات ہیں۔ ایک روایت یہ ہے کہ ایک لاکھ اور اُن میں ہر ایک ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور ہر ایک کے

ساتھ ستر ہزار اس کی میزان چار کھرب ستانوے ارب ہوتی ہے۔ اور دوسری روایت میں ہے کہ میری امت سے ستر ہزار بے حساب جنت میں داخل ہوں گے اور ان کے طفیل میں ہر ایک کے ساتھ ستر ہزار اور رب تبارک و تعالیٰ اُن کے ساتھ تین جماعتیں اور دے گا۔ معلوم نہیں ہر جماعت میں کتنے ہوں گے اس کا شمار وہی جانے۔ تہجد پڑھنے والے بھی بلا حساب جنت میں جائیں گے (۳) ایک ایسی جماعت جو بعد حساب دوزخ میں داخل ہونے کی مستحق ہوچکی آپ کی شفاعت سے بجائے دوزخ کے جنت میں داخل ہوگی (۴) بعض کفار کے عذاب میں آپ کی شفاعت کی وجہ سے تخفیف ہوگی جیسے آپ کے چچا ابو طالب جو ایمان نہیں لائے تھے۔ شفاعت کی یہ چاروں قسمیں محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں (۵) دوزخ میں داخل شدہ لوگ آپ کی شفاعت سے باہر نکال کر جنت میں داخل کیے جائیں گے۔ (۶) آپ کی شفاعت کے باعث جنت میں لوگوں کے درجے بلند کیے جائیں گے۔

سوال:۔ اللہ تعالیٰ نے حضور پُر نور کو تمام مخلوق پر فضیلت اور برتری عطا فرمائی۔ کیونکہ ساری مخلوق آپ ہی کے طفیل میں پیدا کی گئی ہے اور آپ کو بلند درجہ بھی عطا کیا اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو اپنا محبوب بنایا اور کسی کو محبوبیت کے مرتبہ پر فائز نہیں کیا۔ اسی طرح وسیلہ جو جنت میں اعلیٰ درجہ ہے آپ ہی کو ملیگا کیونکہ آپ نے فرمایا ہے کہ جس بندے کو وہ ملے گا اُمید ہے کہ وہ میں ہی ہوں۔ اور مقام محمود میں بھی آپ بھیجے جائیں گے۔ اس کا وعدہ خود اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بایں الفاظ فرمایا ہے۔ عَسَىٰٓ اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا۔ اور یہ ممکن نہیں کہ اللہ تعالیٰ وعدہ خلافی کرے پھر وسیلہ اور فضیلت اور درجہ رفیعہ اور مقام محمود کے لیے دُعا

مانگنے کی کیا ضرورت رہی۔

جواب :۔ بیشک یہ باتیں صحیح ہیں۔لیکن ہم کو ان کے واسطے دعا کرنے کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ ہم گناہ گار محبوبِ خدا کے دُعاگو اور خیر اندیشوں میں داخل ہو جائیں تاکہ قربِ الٰہی حاصل اور نُورِ ایمان زائد ہو کیونکہ محبوبانِ خدا کے خیر خواہ اور خیر سگال بھی نعمتوں سے نوازے جاتے ہیں۔ابولہب محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا بدترین دشمن اور سخت ترین کافر تھا یہانتک کہ اُس کی مذمت میں سورہ تبت نازل ہوئی۔مگر حضور پُرنُور کی ولادت کی خوشی میں اُس نے باندی آزاد کر دی تھی۔ نظر بران اللہ تعالیٰ نے اُس کو رحمت سے محروم نہیں فرمایا۔ ہر دوشنبہ کو اس کے عذاب میں تخفیف کر دی جاتی ہے تو جو مومن آپ کی پیدائش کی ہمیشہ خوشی منائے اور ہر اذان کے بعد آپ کی خیر خواہی میں یہ دُعا مانگتا رہے۔وہ خداوندی اکرام و انعام سے کس طرح نوازا نہ جائے گا۔

اذان کے مسائل

مسئلہ : فرض پنجگانہ کہ انھیں میں جمعہ بھی ہے جب جماعت مستحب کے ساتھ مسجد میں وقت پر ادا کیے جائیں تو ان کے لیے اذان سنّت موکدہ ہے۔اور اس کا حکم مثل واجب ہے کہ اگر اذان نہ کہی تو وہاں کے سب لوگ گنہگار ہوں کے یہانتک کہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا کہ کسی شہر کے سب لوگ اذان ترک کر دیں تو میں ان سے قتال دوں گا۔اور اگر ایک شخص چھوڑ دے تو اُسے ماروں گا اور قید کر دوں گا (خانیہ وغیرہ)۔

مسئلہ:۔ قضا نماز مسجد میں پڑھے تو اذان نہ کہے اگر کوئی شخص شہر کے اندر گھر میں نماز پڑھے اور اذان نہ کہے تو کراہت نہیں کہ وہاں کی مسجد کی اذان کافی ہے اور کہہ لینا مستحب ہے (شامی)، مسجد میں بلا اذان و اقامت جماعت کرنا مکروہ ہے (عالمگیری)

مسئلہ:۔ اگر کسی بستی سے باہر باغ یا کھیتی وغیرہ میں ہے اور وہ جگہ قریب ہے تو بستی کی اذان کفایت کرتی ہے۔ پھر اذان کہہ لینا بہتر ہے اور جو قریب نہ ہو تو کافی نہیں قریب کی حد یہ ہے کہ بستی کی اذان کی آواز وہاں تک پہنچتی ہو (عالمگیری)

مسئلہ:۔ جماعت بھر کی نماز قضا ہو گئی تو اذان و اقامت سے پڑھیں اور اکیلا بھی قضا کے لیے اذان و اقامت کہہ سکتا ہے جب کہ جنگل میں تنہا ہو ورنہ قضا کا اظہار گناہ ہے۔ اسی لیے مسجد میں قضا پڑھنا مکروہ ہے اور پڑھے تو اذان نہ کہے اور وتر کی قضا میں دُعائے قنوت کے وقت ہاتھ نہ اٹھائے ہاں اگر کسی ایسے سبب سے قضا ہوگئی جس میں وہاں کے تمام مسلمان مبتلا ہو گئے تو اگرچہ مسجد میں پڑھیں اذان کہیں (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ:۔ اہل جماعت سے چند نمازیں قضا ہوئیں تو پہلی کے لیے اذان و اقامت دونوں کہیں اور باقیوں میں اختیار ہے خواہ دونوں کہیں یا صرف اقامت پر اکتفا کریں اور دونوں کہنا بہتر ہے۔ یہ اس صورت میں ہے کہ ایک مجلس میں وہ سب پڑھیں اور اگر مختلف اوقات میں پڑھیں تو ہر مجلس میں پہلی کے واسطے اذان کہیں (عالمگیری)

مسئلہ:۔ وقت ہونے کے بعد اذان کہی جائے قبل از وقت کہی گئی یا وقت ہونے سے پہلے شروع ہوئی اور اثنائے اذان میں وقت ہو گیا تو اعادہ کیا جائے۔

مسئلہ:- اذان کا وقت مستحب وہی ہے جو نماز کا ہے یعنی فجر میں روشنی پھیلنے کے بعد اور مغرب اور جاڑوں کی ظہر میں اوّل وقت اور گرمیوں کی ظہر اور ہر موسم کی عصر و عشار میں نصف وقت مستحب گزرنے کے بعد مگر عصر میں اتنی تاخیر نہ ہو کہ نماز پڑھتے پڑھتے وقت مکروہ آجائے اور اگر اوّل وقت اذان ہوئی اور اخیر وقت میں نماز ہوئی تو بھی سنت اذان ادا ہو گئی (دُرمختار وغیرہ)

مسئلہ:- فرائض کے سوا باقی نمازوں مثلاً وتر۔ جنازہ۔ عیدین۔ استسقا۔ چاشت کسوف۔ خسوف۔ نوافل میں اذان نہیں۔ (عالمگیری)

مسئلہ:- عورتوں کو اذان و اقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے۔ کہیں گی تو گنہگار ہوں گی اور اعادہ کیجائے (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ:- عورتیں اپنی نماز ادا پڑھتی ہوں یا قضا، اس میں اذان و اقامت مکروہ ہے (دُرمختار) خنثیٰ۔ فاسق اگرچہ عالم ہی ہو اور نشہ والے پاگل اور ناسمجھ بچے اور جنب کی اذان مکروہ ہے ان سب کی اذان کا اعادہ کیا جائے (دُرمختار)

مسئلہ:- اذان کہنے کا اہل وہ ہے جو اوقات نماز پہچانتا ہو اور وقت نہ پہچانتا ہو تو اس ثواب کا مستحق نہیں جو مؤذن کے لیے ہے (غنیہ)

مسئلہ:- ایک شخص کو ایک وقت میں دو مسجدوں میں اذان کہنا مکروہ ہے (دُرمختار)۔

مسئلہ:- بیٹھ کر اذان کہنا مکروہ ہے۔ اور کہے تو اعادہ کرے مگر مسافر اگر سواری پر اذان کہے تو مکروہ نہیں۔ اور اقامت مسافر بھی اتر کر کہے۔ اگر نہ اترا اور سواری پر ہی کہہ لی تو ہو جائے گی۔

مسئلہ:- اذان قبلہ رو کہے اور اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے اس کا اعادہ کیا جائے مگر مسافر جو سواری پر اذان کہے اور اس کا منہ قبلہ کی طرف نہ ہو تو حرج نہیں۔

مسئلہ:- اثنار اذان میں بات چیت کرنا منع ہے۔ اگر کلام کیا تو پھر سے اذان کہے (صغیری)

مسئلہ:- کلمات اذان میں لحن حرام ہے مثلاً اَللّٰہُ اَکْبَرُ کی ہمزہ کو مد کے ساتھ آللّٰہُ یا آکْبَرُ۔ بڑھنا اسی طرح اکبر میں بے کے بعد الف بڑھانا حرام ہے (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ:- سنّت یہ ہے کہ اذان بلند جگہ کہی جائے کہ پڑوس والوں کو خوب سنائی دے اور بلند آواز سے کہے (بحر)

مسئلہ:- اذان مِئذَنہ پر کہی جائے یا خارج مسجد۔ اور مسجد میں اذان نہ کہے (عالمگیری وغیرہ) مسجد میں اذان کہنا مکروہ ہے (فتح القدیر وغیرہ) یہ حکم ہر اذان کے لیے ہے فقہ کی کسی کتاب میں کوئی اذان مستثنیٰ نہیں۔ اذان ثانی جمعہ بھی اس میں داخل ہے ہندستان میں عموماً خطیب کے سامنے ہاتھ دو ہاتھ کے فاصلے پر یہ کہی جاتی ہے۔ حدیث و فقہ دونوں کے خلاف ہے۔

اقامت کے مسائل

اقامت مثل اذان ہے یعنی احکام مذکورہ اس کے لیے بھی ہیں صرف بعض باتوں میں فرق ہے اس میں بعد حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ دو بار کہیں۔ اس میں بھی آواز بلند ہو مگر نہ اذان کے مثل بلکہ اتنی کہ حاضرین تک آواز پہنچ جائے۔ اس کے کلمات جلد جلد کہے درمیان میں سکتہ نہ کرے نہ کانوں پر ہاتھ رکھنا ہے نہ کانوں میں انگلیاں رکھنا۔ اور صبح کی اقامت میں اَلصَّلٰوۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ نہیں۔ اقامت بلند جگہ

یا مسجد کے باہر ہونا سنّت نہیں۔

مسئلہ:- اقامت میں بھی حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے وقت داہنے بائیں منہ پھیرے (دُرِّ مختار وغیرہ)

مسئلہ:- جس نے اذان کہی اگر موجود نہیں تو جو چاہے اقامت کہہ لے۔ بہتر امام ہے مؤذن موجود ہے تو اس کی اجازت سے دوسرا کہہ سکتا ہے یہ اسی کا حق ہے۔ اگر بے اجازت اور مؤذن کو ناگوار ہو تو مکروہ ہے (عالمگیری)

مسئلہ:- جنب اور بے وضو کی اقامت مکروہ ہے مگر اعادہ نہ کی جائے گی بخلاف اذان کے کہ جنب اذان کہے تو دوبارہ کہی جائے اس لیے کہ اذان کی تکرار مشروع ہے اور اقامت دوبار نہیں (دُرِّ مختار)

مسئلہ:- اقامت کے وقت کوئی شخص آیا تو اسے کھڑے ہو کر انتظار کرنا مکروہ ہے بلکہ بیٹھ جائے جب حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر پہنچے اس وقت کھڑا ہو یو ہیں جو لوگ مسجد میں موجود ہیں وہ بھی بیٹھے رہیں اس وقت اٹھیں جب مکبّر حَیَّ عَلَی الْفَلَاح پر پہنچے یہی حکم امام کے لیے ہے (عالمگیری) آجکل اکثر جگہ تو یہاں تک ہے کہ جب تک امام مصلّٰی پر کھڑا نہ ہو اس وقت تک تکبیر نہیں کہی جاتی یہ خلاف سنّت ہے۔

مسئلہ:- اثنائے اقامت میں بھی مؤذن کو کلام کرنا جائز نہیں جس طرح اذان میں۔

مسئلہ:- اثنائے اذان واقامت میں اس کو کسی نے سلام کیا تو جواب نہ دے بعد ختم بھی جواب دینا واجب نہیں (عالمگیری)

جواب اذان واقامت کے مسائل

مسئلہ :۔ جب اذان ہو تو اتنی دیر کے لیے سلام کلام اور جواب سلام تمام اشغال موقوف کردے یہاں تک کہ قرآن مجید کی تلاوت میں اذان کی آواز آئے تو تلاوت موقوف کردے اور اذان کو غور سے سُنے اور جواب دے اسی طرح اقامت میں (عالمگیری وغیرہ)، جو اذان کے وقت باتوں میں مشغول رہے اس پر معاذاللہ خاتمہ بُرا ہونے کا خوف ہے۔ (فتاویٰ رضویہ)

مسئلہ :۔ راستہ چل رہا تھا کہ اذان کی آواز آئی تو اتنی دیر کھڑا ہو جائے کہ سنے اور جواب دے۔

مسئلہ :۔ اگر چند اذانیں سنے تو اس پر پہلی ہی کا جواب ہے اور بہتر ہے کہ سب کا جواب دے (عالمگیری وغیرہ)

مسئلہ :۔ اگر بوقت اذان جواب نہ دیا تو اگر زیادہ دیر نہ ہوئی ہو اب دے لے۔

مسئلہ :۔ خطبہ کی اذان کا جواب زبان سے دینا مقتدیوں کو جائز نہیں۔

مسئلہ :۔ اقامت کا جواب مستحب ہے اس کا جواب بھی اسی طرح ہے فرق اتنا ہے کہ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَدَامَهَا مَادَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ کہے (عالمگیری وغیرہ)

پنجگانہ نماز کا بیان

پانچوں وقت کی نماز اتنی اہم چیز ہے کہ اسلام کے دوسرے ارکان جیسے روزہ

حج زکوٰۃ کا حکم زمین پر جبرئیل امین علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم کی وساطت سے نازل ہوا مگر اس کے لیے وساطت گوارا نہ کی بلکہ شب معراج ساتوں آسمان اور عرش و کرسی کے اوپر اپنے محبوب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو بلا کر دو بدو اس کا حکم فرمایا پھر جبرئیل امین علیہ الصّلوٰۃ والتسلیم نے زمین پر حاضر ہو کر پانچوں نمازوں کی ادا کا طریقہ اور اُن کے اوقات تعلیم کیے۔ چونکہ یہ پانچوں نمازیں اس اُمت کے حق میں تمغائے امتیاز تھیں اور مولیٰ تعالیٰ کا انعام عظیم اس لیے فرض کرنے سے ہزار ہا سال پیشتر اُمت محبوب کی فضیلت ظاہر کرتے ہوئے توریت شریف میں فرمایا کہ اے موسیٰ فجر کی دو رکعتیں احمد اور اس کی اُمت ادا کرے گی جو انھیں پڑھے گا اس دن رات کے سارے گناہ اس کے بخشدوں گا۔ اور وہ شخص میرے ذمہ میں ہو جائے گا اے موسیٰ ظہر کی چار رکعتیں احمد اور اس کی امت پڑھے گی۔ انھیں پہلی رکعت کے عوض بخشدوں گا اور دوسری کے بدلے بروقت وزن اعمال اُن کا پلہ بھاری کر دوں گا۔ اور تیسری رکعت کے عوض فرشتے تعینات کر دوں کا جو تسبیح کریں گے اور اُن کے واسطے دُعائے مغفرت کرتے رہیں گے۔ اور چوتھی رکعت کے بدلے ان کے لیے آسمان کے دروازے کشادہ کر دوں گا۔ بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں ان پر مشتاقانہ نظر ڈالیں گی۔ اے موسیٰ عصر کی چار رکعت احمد اور اُس کی اُمت ادا کرے گی تو ساتوں آسمان اور زمین کے تمام فرشتے ان کے واسطے دُعائے مغفرت کریں گے۔ اور فرشتے جس کے لیے مغفرت کی دُعا کریں گے اس پر ہرگز عذاب نہ کروں گا۔ اے موسیٰ مغرب کی تین رکعتیں احمد اور اس کی اُمت پڑھے گی۔ آسمان کے سارے دروازے ان کے لیے کھول دونگا۔ جس حاجت کا سوال کریں گے اُسے پورا ہی کر دوں گا اے موسیٰ عشاء کی چار رکعتیں

احمد اور اس کی اُمّت پڑھے گی وہ دنیا ومافیہا سے ان کے لیے اچھی ہیں وہ گناہوں سے انھیں ایسے نکالدیں گی جیسے اپنی ماؤں کے پیٹ سے پیدا ہوئے۔ اے موسیٰ وضو کریگا احمد اور اُس کی اُمّت جیساکہ میرا حکم ہے تو میں انھیں عطا فرماؤں گا ہر قطرے کے بدلے ایک جنّت جس کا عرض آسمان و زمین کی چوڑائی کے برابر ہوگا۔ اے موسیٰ! احمد اور اس کی اُمّت رمضان کے روزے رکھے گی تو ہر روزے کے بدلے انھیں جنّت میں ایک شہر عطا فرماؤں گا اور اس مہینے میں نفلی نیک کاموں کا ثواب فرض کے برابر دوں گا اور اس مہینہ میں شبِ قدر ظاہر کروں گا جو اس مہینے میں شرمساری اور صدقِ قلب سے ایک بار استغفار کرے گا اگر اُسی شب یا اس مہینے بھر میں مرگیا تو اسے تیس شہیدوں کا ثواب عطا فرماؤں گا۔ اے موسیٰ اُمّت محمّد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں کچھ ایسے مرد ہیں جو ہر شرف پر قائم ہیں لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی شہادت دیتے ہیں تو اس کے عوض ان کی جزا انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ثواب ہے اور میری رحمت اُن پر واجب اور میرا غضب ان سے دور۔ اور ان میں سے کسی پر توبہ کا دروازہ بند نہ کروں گا۔ وہ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کی گواہی دیتے رہیں گے۔ (تنبیہ الغافلین)

سوال:۔ کیا یہ پانچوں نمازیں پہلی اُمّتوں پر بھی فرض ہوئی تھیں۔

جواب:۔ نہیں۔ حدیث میں ہے "لَا خَیْرَ فِیْ دِیْنٍ لَا صَلٰوۃَ فِیْہِ" اُس دین میں بھلائی نہیں جس میں نماز نہ ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ ہر آسمانی دین میں نماز تھی۔ اسلامی تاریخ دیکھنے سے اتنا پتہ چلتا ہے کہ بنی اسرائیل پہ دو رکعتیں صبح اور دو رکعتیں شام کے وقت فرض ہوئی تھیں۔ باقی اُمّتوں کا حال خدا جانے۔ ہاں حدیث سے اتنا ضرور ثابت ہے کہ یہ پانچوں نمازیں مجموعی حیثیت سے اِس اُمّت کے ساتھ مخصوص

ہیں۔ دوسری امتوں پر پانچوں فرض نہ تھیں۔

سوال:۔ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بعض چیزیں اُمت پر فرض نہیں ہوتیں مگر نبی پر ہوتی ہیں جیسے نماز تہجد کہ حضور پُرنور پر فرض تھی ہم پر نہیں تو کیا یہ پانچوں نمازیں انبیائے سابقین پر فرض تھیں۔

جواب:۔ نہیں۔ جس طرح یہ پانچوں نمازیں امتوں میں اس امت کیساتھ مخصوص ہیں۔ اسی طرح انبیاء میں ہمارے آقا و مولیٰ جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خاص ہیں۔ ہاں انبیائے سابقین میں سے کسی نے فجر اور کسی نے ظہر اور کسی نے عصر اور کسی نے مغرب اور کسی نے عشاء پڑھی ہے خواہ بحیثیت فرض خواہ بحیثیت نفل چنانچہ امام رافعی شرح مسند میں فرماتے ہیں کہ فجر سب سے پہلے حضرت آدم علیہ السلام نے اور ظہر حضرت داؤد علیہ السلام نے اور عصر حضرت سلیمان علیہ السلام نے اور مغرب حضرت یعقوب علیہ السلام نے اور عشاء حضرت یونس علیہ السلام نے پڑھی تھی۔

نماز کی چھ شرطیں

یہ ہیں۔ طہارت[1]۔ سترِ عورت[2]۔ استقبالِ قبلہ[3]۔ وقت[4]۔ نیت[5]۔ تکبیرِ تحریمہ[6]

پہلی شرط[1] طہارت

یعنی نمازی کے بدن کا حدثِ اکبر و اصغر اور نجاستِ حقیقیہ بقدرِ مانع سے پاک ہونا۔ اور اس جگہ کا جس پر نماز پڑھتا ہے نجاستِ حقیقیہ بقدرِ مانع سے پاک ہونا۔

حدثِ اکبر

اُن چیزوں کو کہتے ہیں جن سے غسل واجب ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہیں۔
(۱) مَنی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہو کر عضو مخصوص سے نکلنا پس اگر شہوت کے ساتھ اپنی جگہ سے جُدا نہ ہوئی۔ بلکہ بوجھ اٹھانے یا بلندی سے گرنے کی سبب نکلی تو غسل واجب نہیں۔

(۲) احتلام یعنی سوتے سے اٹھا اور بدن یا کپڑے پر تری پائی۔ اور اس تری کے منی یا مذی ہونے کا یقین یا احتمال ہو تو غسل واجب ہے۔ اگرچہ خواب یاد نہ ہو۔ اور اگر یقین ہے کہ یہ منی ہے نہ مذی بلکہ پسینہ یا پیشاب یا ودی یا کچھ اور ہے۔ تو اگرچہ احتلام یاد ہو۔ اور لذت انزال خیال میں ہو تو غسل واجب نہیں۔ اور اگر منی نہ ہونے پر یقین کرتا ہے اور مذی کا شک ہے تو اگر خواب میں احتلام ہونا یاد نہیں تو غسل نہیں ورنہ ہے۔

(۳) حشفہ یعنی سر ذکر کا عورت کے آگے یا پیچھے یا مرد کے پیچھے داخل ہونا دونوں پر غسل واجب کرتا ہے۔ شہوت کے ساتھ یا بغیر شہوت انزال ہو یا نہ ہو بشرطیکہ دونوں مکلف ہوں اور اگر ایک بالغ ہے تو اس بالغ پر فرض ہے اور نابالغ پر اگرچہ غسل فرض نہیں مگر غسل کا حکم دیا جائے گا۔ **فائدہ** ۔ اِن تین وجوہ سے جس پر نہانا فرض ہوا اُس کو جُنُب اور ان تین چیزوں کو جنابت کہتے ہیں۔

(۴) حیض سے فارغ ہونا (۵) نفاس کا ختم ہونا۔

مسئلہ:۔ کافر مرد یا عورت جُنُب ہے اور دونوں سے کوئی مشرّف باسلام ہوا

تو غسل واجب ہے۔ اسی طرح حیض و نفاس والی کافرہ عورت پر اسلام قبول کرنے کے بعد غسل واجب ہے۔ ہاں اگر اسلام لانے سے پہلے یہ سب غسل کر چکے ہوں یا کسی طرح تمام بدن پر پانی بہہ گیا ہو تو صرف ناک میں نرم بانسے تک پانی چڑھانا کافی ہوگا۔ کہ یہی وہ چیز ہے جو کفار سے ادا نہیں ہوتی۔ غرض جتنے اعضاء کا دھونا فرض ہے اگر وہ سب موجباتِ غسل کے بعد بحالت کفر ہی دُھل چکے تھے۔ تو بعد اسلام اِعادۂ غسل ضروری نہیں ورنہ جتنا حصّہ باقی ہو اتنے کا دھو لینا فرض ہے اور مستحب یہ ہے کہ بعد اسلام پورا غسل کرے۔

حدثِ اصغر

اُن چیزوں کو کہتے ہیں۔ جن سے وضو ٹوٹ جاتا ہے اور وہ یہ ہیں۔ پاخانہ۔ پیشاب۔ منی۔ مذی۔ ودی۔ کیڑا۔ پتھری جو مرد یا عورت کے آگے یا پیچھے سے نکلے ہوا۔ جو مرد یا عورت کے پیچھے سے خارج ہو۔ خون یا پیپ یا زرد پانی کہیں سے نکل کر بہا۔ اور اس بہنے میں ایسی جگہ پہنچنے کی صلاحیت تھی۔ جس کا وضو یا غسل میں دھونا فرض ہے۔ تو وضو جاتا رہے گا۔ اور اگر صرف چمکا یا اُبھرا اور بہا نہیں جیسے سوئی کی نوک یا چاقو کا کنارا لگ جاتا ہے اور خون اُبھر یا چمک جاتا ہے۔ یا خلال کیا یا مسواک کی یا انگلی سے دانت مانجھے یا دانت سے کوئی چیز کاٹی اُس پر خون کا اثر آگیا۔ یا ناک میں انگلی ڈالی اُس پر خون کی سرخی آگئی۔ مگر وہ خون ان سب صورتوں میں بہنے کے قابل نہ تھا۔ تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔ منہ بھر قے کھانے یا پانی یا صفرا کی وضو توڑ دیتی ہے سو جانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ بشرطیکہ دونوں سُرین کسی چیز پر خوب نہ جمے ہوں۔

جیسے اُکڑوں بیٹھ کر سونے میں یا چت یا پٹ یا کروٹ پر لیٹ کر سونے میں سُرین کسی چیز پر جمتے نہیں۔ لہٰذا اس طرح سونے پر وضو ٹوٹ جائے گا۔ اور اگر دونوں سُرین زمین یا کرسی یا بنچ پر ہیں اور دونوں پاؤں ایک طرف پھیلے ہوئے یا دونوں سُرین پر بیٹھا ہے اور گھٹنے کھڑے ہیں۔ اور ہاتھ پنڈلیوں پر محیط ہوں خواہ زمین پر ہوں یا دوزانو سیدھا بیٹھا ہو یا چار زانو پالتی مارے ان صورتوں میں چونکہ سُرین کسی نہ کسی چیز پر جمے ہوئے ہوتے ہیں۔ اس لیے ان میں سے کسی صورت پر سونے میں وضو نہ ٹوٹے گا۔

ایک بہت ضروری مسئلہ

جس سے عام طور پر لوگ ناواقف ہیں یہ ہے کہ اونگھنے یا بیٹھے بیٹھے جھونکے لینے سے وضو نہیں جاتا۔ اُسی طرح جھوم کر گر پڑا اور فوراً آنکھ کھل گئی تو وضو نہ گیا لوگ ان دونوں صورتوں میں یہ سمجھتے ہیں کہ وضو جاتا رہتا ہے۔ بے ہوشی اور جنون اور غشی اور اتنا نشہ کہ چلنے میں پاؤں لڑکھڑائیں ان سب سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

مسئلہ:۔ عورت کے آگے سے جو خالص رطوبت بے آمیزش خون نکلتی ہے وضو نہیں توڑتی۔ اور اگر کپڑے میں لگ جائے تو کپڑا ناپاک نہ ہوگا۔

نجاستِ حقیقیہ بقدرِ مانع

اُس کو کہتے ہیں کہ اس کے بدن یا کپڑے میں لگے رہنے سے نماز ہوتی ہی نہیں اور اُس کی مقدار نجاست غلیظہ میں یہ ہے کہ ساڑھے چار ماشے سے زائد ہو۔ اور

نجاست خفیفہ میں یہ ہے کہ کپڑے یا بدن کے اس حصّے کی چوتھائی سے زیادہ ہو جس حصّے میں لگی ہے نماز صحیح ہونے کے لیے کپڑے یا بدن کو اس سے پاک کرنا ضروری ہے اور اگر نجاستِ غلیظہ یا خفیفہ بقدرِ مانع سے کم ہے تو اس کا زائل کرنا سنّت ہے۔

دُوسری شرط سترِ عورت

عورت بدن کے اُس حصّہ کو کہتے ہیں جس کا چھپانا فرض ہے۔ اور ستر کے معنیٰ چھپانا۔ مرد کے لیے ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک کا حصّہ عورت ہے۔ اور اس کا چھُپانا فرض ہے خواہ نماز میں ہو یا بیرونِ نماز۔ ناف عورت میں داخل نہیں اور گھٹنے داخل ہیں۔ ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک نَو عضو ہیں۔ جن کا شمار اور ان کے تمام احکام کو اعلحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ نے ان چار شعروں میں جمع فرما دیا ہے۔

سترِ عورت بمردنہ عضوست — از تہ ناف تا تہ زانو
ہر چہ ربعش بقدر رکن کشود — یا کشودی وے نماز مجو
ذکر و انثیین و حلقہ پس — دو سریں ہر فخذ بزانوئے اُو
ظاہر افضل انثیین و دبر — باقی زیر ناف از ہر سُو

یعنی ناف کے نیچے سے گھٹنے کے نیچے تک مرد میں اعضائے عورت نَو ہیں۔ جن کا چھپانا فرض ہے۔ ان میں سے اگر کسی عضو کا چوتھائی حصّہ اتنی دیر تک کھلا رہا جتنی دیر تین مرتبہ سبحان اللہ کہا جا سکتا ہے تو نماز جاتی رہے گی۔ اسی طرح اگر قصدًا کھولا اور فورًا چھپا لیا تب بھی نماز جاتی رہی۔ اور وہ نَو عضو یہ ہیں۔ ذکر۔

انثیین یہ دونوں مِل کر ایک عضو ہیں۔ دُبر یعنی پاخانے کا مقام۔ ہر ایک سرین جدا عورت ہے ہر ران جدا عورت ہے چڈھے سے گھٹنے تک ران ہے۔ گھٹنا بھی اس میں داخل ہے الگ عضو نہیں۔ ناف کے نیچے سے عضو تناسل کی جڑ تک اور اس کی سیدھ میں پشت اور دونوں کروٹوں کی جانب سب مل کر ایک عضو ہے اور دُبر و انثیین کے درمیان کی جگہ بھی ایک مستقل عورت ہے۔

آزاد عورتوں کیلیے

باستثنار پانچ عضو کے سارا بدن عورت ہے۔ اور وہ تیئس اعضار پر مشتمل ہے۔ ان میں سے جس کی چوتھائی کھل جائے نماز کا وہی حکم ہے جو اوپر بیان ہوا۔ سر یعنی پیشانی کے اوپر سے شروع گردن تک اور ایک کان سے دوسرے کان تک یعنی عادتاً جتنے جگہ پر بال جمتے ہیں۔ بال جو لٹکے ہوں۔ دونوں کان۔ گردن۔ اس میں گلا بھی داخل ہے دونوں۔ شانے دونوں بازو۔ ان میں کہنیاں بھی داخل ہیں۔ دونوں کلائیاں۔ یعنی کہنی کے بعد سے گٹوں کے نیچے تک۔ سینہ یعنی گلے کے جوڑ سے دونوں پستان کی حدِ زیریں تک دونوں ہاتھوں کی پشت۔ دونوں۔ پستانیں جب کہ اچھی طرح اٹھ چکی ہوں ورنہ سینے کے تابع ہیں جدا عضو نہیں۔ اور ان کے درمیان کی جگہ سینے ہی میں داخل ہے جدا عضو نہیں۔ پیٹ یعنی سینے کی حدِ مذکور سے ناف کے کنارۂ زیریں تک اور ناف کا پیٹ میں شمار ہے۔ پیٹھ۔ یعنی پیچھے کی جانب سینے کے مقابل سے کمر تک دونوں شانوں کے بیچ میں جو جگہ ہے بغل کے نیچے سینے کی حدِ زیریں تک دونوں کروٹوں میں جو جگہ ہے اس کا اگلا حصہ سینے میں اور پچھلا شانوں یا پیٹھ میں

شامل ہے اور اس کے بعد سے دونوں کروٹوں میں کمر تک جو جگہ ہے اس کا اگلا حصہ پیٹ میں اور پچھلا پیٹھ میں داخل ہے۔ دونوں سرین۔ فرج۔ دُبر دونوں رانیں گھٹنے بھی ان ہی میں شامل ہیں۔ ناف کے نیچے پیڑو۔ اور اس کے متصل جو جگہ ہے اور ان کے مقابل کی جانب سب مل کر ایک عورت ہے۔ دونوں پنڈلیاں ٹخنوں سمیت دونوں تلوے۔

باندی کے لیے

اعضائے عورت یہ ہیں۔ سارا پیٹ اور پیٹھ۔ اور دونوں پہلو اور ناف سے گھٹنوں کے نیچے تک۔ جس میں سات عضو ہوتے ہیں۔

مسئلہ: - اتنا باریک دُوپٹہ جس سے بال کی سیاہی چمکے۔ اگر عورت نے اس کو اوڑھ کر نماز پڑھی تو نہ ہوگی۔ جب تک اس پر کوئی چیز نہ اوڑھے جس سے بال وغیرہ کا رنگ چھپ جائے۔

مسئلہ: - اتنا باریک کپڑا جس سے بدن چمکتا ہو ستر کے لیے کافی نہیں اس سے نماز پڑھی تو نہ ہوئی بعض لوگ باریک ساڑیاں اور تہبند باندھ کر نماز پڑھتے ہیں کہ ران چمکتی ہے ان کی نمازیں نہیں ہوتیں اور ایسا کپڑا پہننا جس سے سترِ عورت نہ ہو سکے۔ علاوہ نماز کے بھی حرام ہے۔

تیسری شرط استقبالِ قبلہ

لعنی نماز میں کعبہ کی طرف منہ کرنا۔ استقبال قبلہ عام ہے کہ بعینہٖ کعبہ معظمہ کی طرف

منہ ہو جیسے مکۃ مکرمہ والوں کے لیے یا اس کی جہت کو منہ ہو جیسے اوروں کے لیے جہت کعبہ کو منہ ہونے کے یہ معنی ہیں کہ منہ کی سطح کا کوئی جز کعبہ کی سمت میں واقع ہو تو اگر قبلہ سے کچھ انحراف ہے مگر منہ کا کوئی جُز کعبہ کے مواجہ میں ہے نماز ہو جائے گی اس کی مقدار پینتالیس درجے رکھی گئی ہے پس اگر پینتالیس درجہ سے زیادہ انحراف ہے استقبال نہ پایا جائے گا تو نماز نہ ہو گی۔

مسئلہ:۔ جو شخص استقبال قبلہ سے عاجز ہو مثلاً مریض ہے اس میں اتنی قوت نہیں کہ ادھر رُخ بدل سکے اور وہاں کوئی اور بھی نہیں جو متوجّہ کر دے تو اس صورت میں جس رُخ پر نماز پڑھ سکے پڑھ لے۔ اور اس پر اعادہ بھی نہیں۔

بحری جہاز میں نماز پڑھنے کا اسلامی طریقہ

بحری جہاز یا کشتی میں نماز پڑھے تو بوقت تحریمہ قبلہ کو منہ کرے اور جیسے جیسے وہ جہاز یا کشتی گھومتی جائے یہ بھی قبلہ کو منہ پھیرتا رہے خواہ نماز فرض ہو یا نفل دونوں کا ایک حکم ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی شخص کو کسی جگہ قبلہ کی شناخت نہ ہو نہ کوئی ایسا مسلمان ہے جو بتا دے۔ نہ وہاں مسجدیں ہیں نہ چاند و سورج و ستارے نکلے ہوں یا نکلے ہوں مگر اس کو اتنا علم نہیں کہ ان سے معلوم کر سکے تو ایسے شخص کے لیے حکم ہے کہ تحرّی کرے (یعنی سوچے، جدھر قبلہ ہونا دل پر جمے ادھر ہی منہ کرے اس کے حق میں وہی قبلہ ہے۔

مسئلہ:۔ نمازی نے قبلہ سے بلا عذر قصداً سینہ پھیر دیا اگرچہ فوراً ہی قبلہ کی طرف ہو گیا۔ نماز فاسد ہو گئی۔ اور اگر بلا قصد پھر گیا اور اتنا وقفہ نہ ہوا جس میں تین

مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ کہا جا سکے تو نماز ہو گئی۔

مسئلہ:- اگر صرف منھ قبلہ سے پھیرا تو اس پر واجب ہے کہ فوراً قبلہ کی طرف کرلے تو نماز نہ جائے گی مگر بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

تحویل قبلہ

اس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ نماز کی فرضیت کے بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب تک مکۂ مکرمہ میں تشریف فرما رہے کعبہ شریف کی طرف رُخ کر کے نماز ادا فرمائی۔ کیونکہ اُس وقت بحکم الٰہی کعبہ شریف کو قبلہ قرار دیا گیا تھا پھر ہجرت کر کے جب مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے تو بجائے کعبہ معظمہ بیت المقدس قبلہ مقرر ہوا اور تقریباً سترہ مہینے تک اُسی کی جانب رُخ کر کے نماز ادا فرماتے رہے۔ بیت المقدس کو قبلہ مقرر کرنے میں ایک حکمت یہ بھی تھی کہ یہود آپ سے مانوس ہو جائیں کیونکہ ان کا قبلہ بھی بیت المقدس ہے اور جب مانوس ہو جائیں گے تو اُن کو دینِ حق (اسلام) قبول کرنے میں دشواری پیش نہ آئے گی۔ فی الحقیقت یہ پروردگارِ عالم کا بہت بڑا احسان تھا جس کی بدبخت قوم یہود نے کوئی قدر نہ کی اور اُس سے فائدہ اٹھانے کے بجائے متکبرانہ انداز میں یوں کہنے لگے کہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم) ہمارے دین کو تو مانتے نہیں اور ہمارے قبلہ کی طرف نماز پڑھتے ہیں۔ بدیں وجہ آپ کی طبیعت کعبہ معظمہ کی طرف مائل ہو گئی اور اس لیے بھی کہ وہ آپ کے جدِّ امجد حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ التحیۃ والثناء کا قبلہ تھا اور آپ کا بھی جب کہ مکۂ مکرمہ میں تشریف فرما تھے اور عرب کو اسلام سے قریب کرنے کے

لیے بہترین ذریعہ بھی تھا کیونکہ عرب کو جب یہ معلوم ہوا کہ آپ نے بیت المقدس کو قبلہ بنا لیا ہے تو انھوں نے کہا کہ ہم کبھی آپ کی اتباع نہ کریں گے ان وجوہات کی بنا پر آپ کی دلی خواہش ہوئی کہ کعبہ معظمہ کو قبلہ مقرر کر دیا جائے۔ چنانچہ ایک دن حضرت جبرئیل امین حدمت والا میں حاضر ہوئے تو آپ نے اُن سے فرمایا اے جبرئیل میری مرضی یہ ہے کہ تحویل قبلہ ہو۔ یعنی کعبہ معظمہ کو قبلہ بنا دیا جائے۔ رب کی بارگاہ میں اس کے متعلق سوال پیش کرو۔ انھوں نے عرض کی کہ بہ نسبت میرے آپ کا اعزاز اُس کی بارگاہ میں زیادہ ہے لہذا آپ خود سوال کریں۔ جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اتنا عرض کر کے آسمان پر چلے گئے۔ اور آپ اُن کے انتظار میں بار بار آسمان کی طرف نظر اٹھاتے تھے کہ تحویل قبلہ کی اجازت لے کر آتے ہوں گے۔ ۲ھ میں بتاریخ ۱۵ر ماہ رجب المرجب بروز دوشنبہ آپ قبیلہ بنی سلمہ میں بشر بن براء بن معرور کی والدہ کے پاس تشریف لے گئے۔ انھوں نے آپ کے واسطے کھانا تیار کیا اُس میں اتنی دیر ہو گئی کہ ظہر کی نماز کا وقت آگیا۔ آپ نے مسجد بنی سلمہ میں حسب معمول نماز ظہر بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے پڑھانا شروع کی۔ دو رکعت ہی پڑھنے پائے تھے کہ تحویل قبلہ کے بارے میں بحالت نماز بایں الفاظ وحی آگئی۔ قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهٗ۔ ترجمہ۔ ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمھارا آسمان کی طرف منھ کرنا تو ضرور ہم تمھیں پھیر دیں گے اُس قبلہ کی طرف جس میں تمھاری خوشی ہے۔ ابھی اپنا منھ پھیر دو مسجد حرام کی طرف۔ اور اے مسلمانو تم جہاں کہیں ہو اپنا منھ اُسی کی طرف کرو چنانچہ آپ اور آپ کے اصحاب

فوراً کعبہ شریف کی طرف پھر گئے اور باقی ماندہ دو رکعتیں اُسی کی طرف منہ کرکے پوری کیں۔ مسجد بنی سلمہ میں چونکہ یہ نماز ظہر دو قبلوں کی طرف منہ کرکے ادا کی گئی تھی اس لیے مسجد القبلتین اس کا نام پڑگیا۔ تحویل قبلہ سے یہودیوں کو سخت ناگواری ہوئی اور انھوں نے طرح طرح سے مسلمانوں کو بہکانا شروع کیا حُیَیّ بن اخطب یہودی بولا۔ اے مسلمانو! نمازیں بیت المقدس کو منہ کرنا ہدایت تھا یا گمراہی اگر ہدایت تھا تو اب اس کو چھوڑ کر تم گمراہی میں پڑ گئے اور اگر گمراہی تھا تو اتنی مدت تک تمھیں گمراہی میں رکھا جس سے نمازیں باطل ہوتی رہیں۔ نیز تحویل سے پیشتر تم میں سے جو انتقال کر گئے وہ گمراہی پر فوت ہوئے اور اُن کی نمازیں برباد ہوئیں۔ جن مسلمانوں کے رشتہ دار تحویل سے پیشتر انتقال کر گئے تھے انھیں یہ بات شاق گذری اور بارگاہ رسالت میں حاضر ہوکر سوال کیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُضِیْعَ اِیْمَانَکُمْ اِنَّ اللّٰہَ بِالنَّاسِ لَرَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (ترجمہ) اور اللہ کی شان نہیں کہ تمھارا ایمان (نمازیں جو تحویل قبلہ سے پہلے بیت المقدس کی طرف منہ کرکے پڑھیں) اکارت کرے بیشک اللہ آدمیوں پر بہت مہربانی فرمانے والا ہے۔

اس آیت میں نماز کو ایمان سے تعبیر کیا گیا کیونکہ اس کی ادا جماعت سے ایمان کی دلیل ہے۔ نیز اس لیے کہ وہ اہلِ ایمان ہی پر واجب ہوتی ہے اور اہلِ ایمان ہی اسکو قبول کرتے ہیں۔

چوتھی شرط وقت ہے

اس کے مسائل ہر نماز کے بیان کے ساتھ ذکر کیے جائیں گے۔

پانچویں شرط نیّت ہے

نیت دل کے پکّے ارادے کو کہتے ہیں۔ محض جاننا نیّت نہیں۔ نیّت کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ اگر اس وقت کوئی پوچھے کون سی نماز پڑھتے ہو تو فوراً بلا تامل بتادے اگر حالت ایسی ہے کہ سوچ کر بتائے گا تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ:۔ زبان سے کہہ لینا مستحب ہے اور اس میں عربی زبان کی تخصیص نہیں اُردو فارسی میں بھی ہو سکتی ہے۔

مسئلہ:۔ فرض نماز میں نیّت فرض بھی ضروری ہے۔ مطلق نماز کی نیت کافی نہیں اور فرض نماز میں یہ بھی ضروری ہے کہ اس خاص نماز مثلاً ظہر یا عصر کی نیّت کرے

مسئلہ:۔ نیّت میں تعداد رکعت ضروری نہیں البتہ افضل ہے۔

مسئلہ:۔ فرض قضا ہو گئے ہوں۔ تو ان میں بر وقت ادائیگی تعیّن یوم اور تعیّن نماز ضروری ہے مثلاً یوں نیّت کرے فلاں دن کی فلاں نماز کی میں نے نیت کی مطلقاً ظہر وغیرہ یا مطلقاً نماز قضا نیّت میں ہونا کافی نہیں۔

مسئلہ:۔ نفل و سُنّت و تراویح میں مطلق نماز کی نیّت کافی ہے مگر احتیاط یہ ہے کہ تراویح میں تراویح کی اور سنّتوں میں سُنّت رسول اللہ کی نیت کرے۔

مسئلہ:۔ یہ نیّت کہ منہ میرا قبلہ کی طرف ہے۔ شرط نہیں۔ البتہ یہ ضرور ہے کہ قبلہ سے اعراض کی نیّت نہ ہو۔

مسئلہ:۔ مقتدی کو اقتدا کی نیت بھی ضروری ہے اور امام کو امامت کی نیت کرنا مقتدی کی نماز صحیح ہونے کے لیے ضروری نہیں۔ یہاں تک کہ اگر امام نے یہ نیت کرلی

کہ میں فلاں شخص کا امام نہیں ہوں اور اس شخص نے اس کی اقتدا کی تو نماز ہو گئی مگر ثواب جماعت نہ پائے گا۔

مسئلہ: ۔مقتدی نے اگر اقتدا کی یوں نیّت کی کہ جو نماز امام کی وہی نماز میری تو جائز ہے۔

نیّت کا اسلامی طریقہ

یہ ہے کہ یوں کرے نیّت کی میں نے آج کی فجر کے دو رکعت فرضوں کی اللہ تعالیٰ کے واسطے منہ کعبہ شریف کی طرف۔ اگر مقتدی ہے تو اتنی نیّت اور کرے کہ اس امام کے پیچھے ظہر میں یوں کرے نیّت کی میں نے آج کی ظہر کے چار رکعت فرضوں کی اللہ تعالیٰ کے واسطے منہ کعبہ شریف کی طرف۔ عصر میں یوں نیّت کی میں نے آج کی عصر کے چار رکعت فرضوں کی اللہ تعالیٰ کیواسطے منہ کعبہ شریف کی طرف۔ مغرب میں یوں نیّت کی میں نے آج کی مغرب کے تین رکعت فرضوں کی اللہ تعالیٰ کیواسطے منہ کعبہ شریف کی طرف۔ عشاء میں یوں نیّت کی میں نے آج کی عشاء کے چار رکعت فرضوں کی اللہ تعالیٰ کیواسطے منہ کعبہ شریف کی طرف۔ وتر میں اس طرح نیّت کی میں نے آج کے تین رکعت وتر واجب کی اللہ تعالیٰ کے واسطے منہ کعبہ شریف کی طرف

نیّت کے اقسام

تمام عبادات کے مقبول اور مردود ہونے کا دارومدار نیّت پر ہے۔ رضائے الٰہی کے ارادے سے عبادت کرنے کو اخلاص اور دنیوی غرض کے ارادے سے عبادت

کرنے کو ریار کہتے ہیں۔ اخلاص کے ساتھ عبادت کی جائے تو مقبول ہے اور ریاء کے ساتھ کی جائے تو مردود ہے۔ نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ ہی میں عبادت منحصر نہیں بلکہ خورونوش پوشاک وخواب۔ رفتار وگفتار۔ لین دین۔ شادی وغم کی جملہ تقریبات مسلم کے لیے عبادت ہیں بشرطیکہ اُن کو اخلاص کے ساتھ کرے۔ نمائش۔ دکھاوا۔ ناموری۔ طمع نفسانی وغیرہ دنیوی اغراض فاسدہ مقصود نہوں۔ نظر براں عاقل وہی ہے جو اپنے اعمال واقوال میں اخلاص کو مدنظر رکھ کر ان کو برباد ہونے سے بچائے۔ اور احمق وہی ہے جو ریار کے ہاتھوں اُن کو برباد کرتا ہے۔

اخلاص کے دُنیوی فوائد

میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ اخلاص کے ساتھ کیے ہوئے اعمال حلِ مشکلات کے واسطے دُنیا میں وسیلہ بنتے ہیں۔ چنانچہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے قوم بنی اسرائیل کے تین اشخاص کا ایک واقعہ بیان فرمایا۔ جو جنگل میں جارہے تھے۔ ش ہونے لگی۔ تو وہ تینوں پہاڑ کے ایک غار میں داخل ہو گئے۔ تاکہ بارش سے محفوظ رہیں۔ پہاڑ سے ایک پتھر گرا۔ جس سے غار کا منہ بند ہو گیا۔ وہ پتھر اس قدر وزنی تھا کہ تینوں اشخاص اپنی پوری طاقت سے اس کو ہٹا نہ سکے جب اس غار سے نکلنے کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ تو بالآخر ایک نے دوسرے سے کہا کہ بخدا بغیر اخلاص کے نجات نہ ملے گی۔ لہٰذا ہم میں سے ہر شخص اس عمل کے وسیلے سے دعا کرے جس کو اخلاص کے ساتھ کیا ہے۔ پس ان میں سے ایک صاحب نے اس طریقہ سے دُعا کی کہ اے اللہ میں نے تیرہ سیر دو چھٹانک چاولوں پر ایک مزدور رکھا تھا۔ جب کام سے

فارغ ہوا۔ اور میں نے مذکورہ اجرت پیش کی تو اس نے لینے سے انکار کر دیا۔ اور چلا گیا۔ میں نے اُن چاولوں کو بو دیا جس سے وہ بہت بڑھ گئے۔ پھر ان سے گائیں اور ان کا چرانے والا خریدا۔ پھر کچھ زمانے کے بعد وہ اپنی اُجرت طلب کرنے آیا۔ میں نے کہا۔ کہ یہ گائیں اور چرواہا تمہاری اُجرت سے خرید گئے ہیں۔ ان کو لے جاؤ۔ اس نے کہا کہ مجھ سے مذاق کرتے ہو۔ میری اُجرت تو تیرہ سیر دو چھٹانک چاول تھی۔ میں نے کہا اے بندۂ خدا یہ تیرا ہی مال ہے تو اس کو لے جا۔ چنانچہ وہ لے گیا۔ تو اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے یہ عمل تیری رضا جوئی کے واسطے کیا تھا تو غار کا منہ کھول دے۔ چنانچہ پتھر کا کچھ حصہ غار کے منہ سے ہٹ گیا۔ جس سے قدرے روشنی آنے لگی۔ پھر دوسرے صاحب نے بایں طور دعا کی۔ کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ میرے ماں باپ بوڑھے تھے۔ میں جب شام کو بکریاں چرا کر واپس ہوتا۔ تو پہلے ان کی خدمت میں دودھ پیش کرتا پھر باقی اہل وعیال کو دیتا۔ ایک مرتبہ جنگل سے واپسی میں مجھے کچھ تاخیر ہوگئی میں دودھ لے کر پہنچا۔ تو وہ سو چکے تھے۔ بیدار اس لیے نہیں کیا۔ کہ خوابِ راحت میں خلل پڑ جائے گا۔ اور یہ بھی گوارا نہ ہوا کہ بھوکے سوتے رہیں۔ کیونکہ غذا کے ناغہ ہونے سے ضعف میں بیشی ہو جائے گی۔ بچے بھوک کی وجہ سے رو رہے تھے۔ مگر میں نے بچوں کی پرواہ نہ کی۔ اور سرہانے کھڑے اُن کے بیدار ہونے کا انتظار کرتا رہا۔ یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ تو اے اللہ میری یہ خدمتِ والدین اگر تیرے خوف اور تیری رضا جوئی کے لیے تھی۔ تو غار کا منہ کھول دے۔ پس بحکم الٰہی پتھر اتنا ہٹا کہ آسمان نظر آنے لگا۔ پھر تیسرے صاحب نے بایں طور دُعا کی کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ میری ایک چچا زاد بہن تھی۔ جس کو میں سب سے زیادہ محبوب رکھتا تھا۔ میں نے اُس

کے نفس پر قابو پانا چاہا۔ تو اس نے سو اشرفیاں طلب کیں۔ چنانچہ کسی طرح سے میں نے وہ اشرفیاں حاصل کر کے جب اس کو دیدیں۔ تو اُس نے اپنے نفس پر مجھے قدرت دیدی جب میں قضائے شہوت کے لیے بیٹھا۔ تو اُس نے کہا اللہ سے ڈرو اور مہر کو ناجائز طریقہ پر مت توڑو۔ میں یہ سن کر اٹھ کھڑا ہوا اور وہ اشرفیاں بھی اس کے پاس چھوڑ دیں۔ اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے اس زنا کو تیرے خوف سے اور تجھے راضی کرنے کے لیے ترک کیا تھا۔ تو غار کا منھ کھول دے۔ چنانچہ غار کا منھ کھل گیا۔ اور وہ تینوں اس سے نکل گئے۔

اخلاص کے اخروی فوائد

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن ایک بندہ بارگاہ الہٰی میں پیش ہوگا۔ جس کو نامۂ اعمال دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا تو وہ اس نامۂ اعمال میں حج۔ عمرہ۔ جہاد۔ زکوٰۃ۔ صدقہ دیکھ کر دل میں کہے گا کہ میں نے تو اس میں سے کچھ بھی نہیں کیا۔ یہ میرا نامۂ اعمال نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ پڑھو یہ تمھارا ہی نامۂ اعمال ہے تم زمانہ دراز تک زندہ رہے اور یہ کہتے تھے۔ کہ اگر میرے پاس مال ہوتا تو حج کرتا اور اگر میرے پاس مال ہوتا تو میں جہاد کرتا اور میں جانتا تھا کہ تم اپنی اس نیّت میں سچے ہو۔ تو میں نے تم کو ان سب چیزوں کا ثواب عطا کیا۔

قیامت کے دن ایک ایسا بندہ بارگاہ الہٰی میں پیش کیا جائے گا۔ جس کے ساتھ پہاڑوں کی طرح نیکیوں کے انبار ہوں گے۔ اس وقت ایک منادی ندا کریگا جس کسی کا اس پر حق ہو۔ وہ اپنے حق کے بدلے میں اس کی نیکیاں لیلے۔ یہ سن کر لوگ آئیں گے۔ اور اس کی نیکیاں لیتے جائیں گے۔ یہاں تک کہ نیکیاں ختم ہو جائیں گی۔

اور وہ بندہ ہکا بکا رہ جائے گا۔ اس وقت رب تبارک و تعالیٰ فرمائے گا۔ تیرا ایک خزانہ میرے پاس ہے۔ جس پر میں نے اپنے فرشتوں کو مطلع کیا نہ کسی اور مخلوق کو۔ تو وہ بندہ عرض کرے گا۔ اے میرے رب وہ کیا ہے۔ رب تبارک و تعالیٰ فرمائے گا۔ وہ تیری نیک نیتیں ہیں جن کو تو نے دُنیا میں کیا تھا۔ اُن کو میں نے ستر گنا کر کے لکھ رکھا ہے۔

"جو تیری نجات کے لیے کافی ہیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں"

ریا کے اُخروی نقصانات

سرورِ انبیاء محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن لوگوں میں سب سے پہلے اُس شخص کا فیصلہ ہو گا۔ جو اللہ کے راستہ میں شہید ہوا تھا۔ اس کو اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ وہ نعمتیں یاد دلائے گا جو دُنیا میں اس کو عطا کی گئی تھیں۔ جب بندہ کو وہ یاد آجائیں گی تو فرمائے گا۔ تم نے اِن کے شکریہ میں کیا عمل کیا۔ بندہ عرض کرے گا۔ میں نے تیرے راستے میں قتال کیا۔ یہاں تک کہ میں شہید ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تو جھوٹا ہے تو نے تو قتال اس نیت سے کیا تھا۔ کہ تجھ کو بہادر کہا جائے۔ سو وہ کہہ دیا گیا۔ اب ہمارے پاس تیرے لیے کوئی ثواب نہیں"۔ پھر اس کے متعلق حکم دیا جائے گا۔ تو منہ کے بل گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ ایک ایسا شخص بھی بارگاہ الٰہی میں پیش ہو گا۔ جس نے قرآن پڑھا اور علم حاصل کیا۔ اور اس کی لوگوں کو تعلیم بھی دی اللہ تعالیٰ اس کو بھی اپنی نعمتیں یاد دلائے گا۔ جو دُنیا میں اس کو دی گئی تھیں۔ جب اس کو یاد آجائیں گی تو فرمائے گا تو نے اُن کے شکریہ میں کیا عمل کیا۔ تو وہ بندہ عرض کریگا۔ میں نے علم حاصل کیا۔ اور لوگوں کو

اُس کی تعلیم دی۔ اور قرآن پڑھا فرمائے گا تو جھوٹا ہے تو نے تو علم اس نیّت سے سیکھا تھا کہ تجھ کو عالم کہا جائے۔ اور قرآن اس نیّت سے پڑھا تھا کہ تجھ کو قاری کہا جائے۔ سو کہدیا گیا۔" اب ہمارے پاس تیرے لیے کچھ ثواب نہیں"۔ پھر حکم دیا جائے گا۔ تو اُس کو منہ کے بل گھسیٹ کر فرشتے دوزخ میں ڈالیں گے۔ ایک ایسا شخص بھی پیش ہوگا جس پر اللہ تعالیٰ نے دنیا میں کشادگی فرمائی تھی اور ہر قسم کے اموال "نقدی۔ جائداد۔ سامان" عطا کیے تھے۔ اس کو بھی اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں یاد دلائے گا۔ جب اس کو وہ نعمتیں یاد آ جائیں گی۔ تو فرمائے گا تو نے ان کے شکریہ میں کیا عمل کیا۔ بندہ عرض کریگا۔ جن جن طریقوں میں خرچ کرنا تیرے نزدیک پسندیدہ ہے۔ میں نے ان میں سے ہر طریقے میں خرچ کیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تو جھوٹا ہے تو نے اس نیّت سے خرچ کیا تھا کہ تجھ کو سخی کہا جائے سو کہدیا گیا۔" اب ہمارے پاس تیرے لیے کوئی ثواب نہیں"۔ تو پھر حکم دیا جائے گا کہ منہ کے بل گھسیٹ کر فرشتے دوزخ میں ڈالدیں گے۔

ریا کے دُنیوی نقصانات

ریا کی بہت سی صورتیں ہیں۔ اُن میں بدترین صورت یہ ہے کہ دینی کاموں کو دنیا حاصل کرنے کے لیے کیا جائے۔ پہلی اُمتوں میں سزاءً ریاکاروں کی صورتیں مسخ کردی جاتی تھیں۔ چنانچہ ایک شخص نے موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کچھ زمانہ تک خدمت کی اور کسی مقام پر جاکر اس نے دنیا کمانے کے لیے کچھ باتیں ان سے نقل کرکے بیان کرنا شروع کیں۔ چونکہ وہ باتیں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جانب منسوب کی گئی تھیں۔ اس لیے لوگوں کو ان کے سننے کا شوق ہوا اور اس سلسلے میں

بکثرت لوگوں کی اس کے پاس آمد و رفت ہونے لگی۔ اور اتنے نذرانے پیش ہوئے کہ وہ دولتمند ہوگیا۔ ادھر اس کو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تلاش کیا تو کچھ پتہ معلوم نہ ہوسکا۔ یہاں تک کہ ایک دن ان کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا۔ اس کے ہاتھ میں خنزیر تھا۔ اور خنزیر کی گردن میں کالی رسّی موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس خادم کو اس سے دریافت کیا تو وہ بولا کہ یہ خنزیر ہی تو وہ خادم ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے بارگار الہٰی میں عرض کیا۔ اے میرے رب اس کو اصلی حالت پر کردے۔ تاکہ میں اس سے دریافت کرسکوں کہ اس کی صورت مسخ کیو کی گئی۔ تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی۔ کہ اے موسیٰ اگر تم میرے اُن تمام ناموں کے ساتھ بھی دُعا کروگے جن کے ساتھ آدم اور ان کے مابعد انبیاء نے کی تھی۔ تب بھی میں تمھاری یہ دُعا قبول نہ کرونگا۔ لیکن میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ میں نے اس کی صورت اس لیے مسخ کردی ہے کہ یہ دین کے ذریعے دنیا طلب کرتا تھا" چونکہ اس اُمّت کو محبوبِ خدا سے نسبت ہے اس لیے ریاکاری کی بنا پر اس کی صورتیں تو مسخ نہیں کی جاتیں لیکن ریاکاری کی بنا پر دل ضرور مسخ ہوجاتے ہیں۔ اور اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ آدمی رفتہ رفتہ دینِ حق کی روشنی سے نکل کر کفر کی تاریکیوں میں گرفتار ہوجاتا ہے۔

چھٹی شرط تکبیر تحریمہ ہے ۶

یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا۔

مسئلہ:۔ جن نمازوں میں قیام فرض ہے۔ ان میں تکبیر تحریمہ کے لیے قیام فرض ہے۔ پس اگر بیٹھ کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا۔ پھر کھڑا ہوگیا۔ تو نماز شروع ہی نہ ہوئی۔

مسئلہ:- امام کو رکوع میں پایا۔ اور تکبیر تحریمہ کہتا ہوا رکوع میں گیا۔ یعنی تکبیر تحریمہ اس وقت ختم کی کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے تک پہنچ جائے۔ نماز نہ ہوئی۔ بعض لوگ جلدی میں اسی طرح کر گذرتے ہیں۔ ان کی نمازیں نہیں ہوتیں۔ اور اگر تکبیر اس حالت سے پہلے ختم کرلی تو ہو گئی۔

مسئلہ:- اگر مقتدی نے امام سے پہلے تکبیر تحریمہ کہی تو اس کی اقتدا درست نہیں۔

مسئلہ:- جو شخص تکبیر کے تلفظ پر قادر نہ ہو مثلاً گونگا ہو یا کسی اور وجہ سے زبان بند ہو۔ اس پر تلفظ واجب نہیں۔ ایسے شخص کے لیے دل میں ارادہ کافی ہے۔

مسئلہ:- لفظ اَللّٰہُ کو آللّٰہُ یا اَکْبَرْ کو آکبر یا اَکْبَارْ کہا تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ:- لفظ اَللّٰہُ اَکْبَرْ کی جگہ کوئی اور لفظ کہا جو خالص تعظیم الٰہی پر دلالت کرتا ہے جیسے اَللّٰہُ اَجَلُّ یا اَللّٰہُ اَعْظَمُ یا اَللّٰہُ کَبِیْرٌ یا اَللّٰہُ الْاَکْبَرُ یا اَللّٰہُ الْکَبِیْرُ یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ یا سُبْحَانَ اللّٰہِ یا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا تَبَارَکَ اللّٰہُ۔ تو ان الفاظ سے بھی نماز کی ابتدا ہو جائے گی۔ مگر یہ تبدیل مکروہ تحریمی ہے۔

نماز کے چھ ۶ فرض یہ ہیں

(۱) قیام (۲) قرأت (۳) رکوع (۴) سجدہ (۵) قعدہ اخیرہ (۶) خروج بصنعہ ہر ایک کی تفصیل یہ ہے۔

پہلا ۱ فرض قیام ہے

کمی کی جانب اُس کی حد یہ ہے کہ ہاتھ پھیلائے تو گھٹنوں تک نہ پہنچیں۔ اور پورا

قیام یہ ہے کہ سیدھا کھڑا ہو۔

مسئلہ:۔ قیام اتنی دیر تک ہے۔ جتنی دیر تک قرأت ہوتی ہے یعنی جتنی دیر میں قرأت فرض پڑھی جائے۔ اتنی دیر قیام فرض ہے اور جتنی دیر میں قرأت واجب پڑھی جائے اتنی دیر واجب اور جتنی دیر میں قرأت مسنون پڑھی جائے اتنی دیر مسنون ہے۔ یہ حکم پہلی رکعت کے سوا اور رکعتوں کا ہے پہلی رکعت میں قیام فرض میں مقدار تکبیر تحریمہ بھی شامل ہے اور قیام مسنون میں ثنا و تعوذ و تسمیہ کی مقدار بھی داخل ہے۔

مسئلہ:۔ قیام و قرأت کا واجب و سنّت ہونا بایں معنیٰ ہے کہ اس کے ترک پر ترکِ واجب و ترکِ سنّت کا حکم دیا جائے گا ورنہ بجالانے میں جتنی دیر تک قیام کیا، اور جو کچھ قرأت کی سب فرض ہی ہے۔ اس پر فرض کا ثواب ملے گا۔

مسئلہ:۔ فرض و وتر و عیدین و سنّتِ فجر میں قیام فرض ہے کہ بلا عذر صحیح بیٹھ کر یہ نمازیں پڑھے گا تو نہ ہوں گی۔

مسئلہ:۔ ایک پاؤں پر کھڑا ہونا یعنی دوسرے کو زمین سے اٹھا لینا۔ مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر عذر کی وجہ سے ایسا کیا تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ:۔ اگر قیام پر قادر ہے مگر سجدہ نہیں کر سکتا تو اس کے لیے بہتر یہ ہے کہ بیٹھ کر اشارے سے پڑھے۔ اور کھڑے ہو کر بھی پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ:۔ جس شخص کو کھڑے ہونے سے قطرہ آتا ہے یا زخم بہتا ہے اور بیٹھنے سے نہیں تو اس پر فرض ہے کہ بیٹھ کر پڑھے بشرطیکہ کسی اور طریقہ پر روک نہ سکے یوں ہی اگر کھڑے ہونے سے چوتھائی ستر کھل جائے گا یا قرأت بالکل نہ کر سکے گا تو بیٹھ کر پڑھے اور اگر کھڑے ہو کر کچھ بھی پڑھ سکتا ہے تو فرض ہے کہ جتنی پر قادر ہو کھڑے ہو کر پڑھے

باقی بیٹھ کر۔

مسئلہ:۔ کھڑے ہونے سے محض کچھ تکلیف ہونا عذر نہیں بلکہ قیام اس وقت ساقط ہوگا کہ کھڑا نہ ہو سکے یا کھڑے ہونے سے مرض میں زیادتی ہوتی ہو۔ یا کھڑے ہونے سے صحت میں دیر ہوتی ہو۔ یا کھڑے ہونے سے ناقابل برداشت تکلیف ہوتی ہو۔ تو ان صورتوں میں بیٹھ کر پڑھے۔

مسئلہ:۔ اگر عصا یا خادم یا دیوار پر ٹیک لگا کر کھڑا ہو سکتا ہے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر پڑھے اگر کچھ دیر بھی کھڑا ہو سکتا ہے اگرچہ اتنا ہی کہ کھڑا ہو کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ لے تو فرض ہے کہ کھڑا ہو کر اتنا کہہ لے پھر بیٹھ جائے۔ آج کل عموماً یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ جہاں ذرا بخار آیا۔ یا خفیف سی تکلیف ہوئی تو بیٹھ کر نماز شروع کر دی حالانکہ یہی لوگ اسی حالت میں دس دس پندرہ پندرہ منٹ بلکہ زیادہ کھڑے ہو کر اِدھر اُدھر کی باتیں کر لیا کرتے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ ان مسائل سے متنبہ ہوں اور جتنی نمازیں باوجود قدرت قیام بیٹھ کر پڑھی ہوں ان کا اعادہ فرض ہے۔ یوں ہی اگر ویسے کھڑا نہ ہو سکتا تھا۔ مگر عصا یا دیوار یا آدمی کے سہارے کھڑا ہونا ممکن تھا۔ باوجود اس کے نمازیں بیٹھ کر پڑھیں۔ تو یہ نمازیں نہ ہوئیں ان کا پھیرنا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

دوسرا فرض قرأت ہے

اس سے مراد یہ ہے کہ تمام حروف مخارج سے ادا کیے جائیں اس طرح کہ ہر حرف غیر سے صحیح طور پر ممتاز ہو جائے اور آہستہ پڑھنے میں بھی اتنا ہونا ضروری ہے کہ خود

سُنے۔ اور اگر اس قدر آہستہ پڑھا کہ خود بھی نہ سنا اور کوئی مانع بھی نہ تھا جیسے شور و غل یا ثقل سماعت تو اس صورت میں نماز نہ ہوئی۔

مسئلہ:۔ یوں ہی جس جگہ کچھ پڑھنا یا کہنا مقرر کیا گیا ہے اس سے یہی مقصود ہے کہ کم سے کم اتنا ہو کہ خود سن سکے جیسے طلاق دینے یا جانور ذبح کرنے میں۔

مسئلہ:۔ مطلقاً ایک آیت پڑھنا فرض کی دو رکعتوں میں اور وتر و سنّت اور نوافل کی ہر رکعت میں امام و منفرد پر فرض ہے اور مقتدی کو کسی نماز میں قرأت جائز نہیں۔ نہ سورۂ فاتحہ نہ کوئی آیت۔ نہ آہستہ کی نماز میں نہ جہر کی نماز میں امام کی قرأت مقتدی کے لیے کافی ہے۔

لطیفہ

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قرآن و حدیث میں گہری نظر ڈال کر یہ مسئلہ بیان فرمایا کہ مقتدی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا جائز نہیں۔ ایک جماعت یہ کہتی تھی کہ مقتدی کو امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ پڑھنا ضروری ہے بغیر اس کے مقتدی کی نماز نہ ہوگی۔ یہ جماعت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگی کہ ہم اس مسئلہ میں آپ سے مناظرہ کرنا چاہتے ہیں۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا بہت اچھا۔ مگر یہ بتایئے کہ آپ میں سے ہر شخص گفتگو کرے گا یا کسی ایک شخص کو گفتگو کے لیے مقرر کیجیے گا۔ بولے ایک شخص کو مقرر کریں گے جو ہم سب کا نمائندہ ہوگا۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب آپ کسی کو نمائندہ بنادیں گے تو پھر آپ کو بولنے کا حق باقی نہ رہے گا۔ اور اس کی

گفتگو آپ کی گفتگو قرار پائے گی۔ کہنے لگے جی ہاں اس کی گفتگو ہماری گفتگو ہو گی۔ اور اس کی موجودگی میں ہمیں بولنے کا حق کبھی نہو گا۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آپ لوگوں کو جب یہ دو باتیں مُسلّم ہیں تو مناظرہ ختم ہو گیا اور آپ ہار گئے کیونکہ ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ امام مقتدیوں کی جانب سے بارگاہ الہٰی میں نمائندہ ہوتا ہے۔ جب وہ قرأت کرے تو مقتدی خاموش رہیں۔ انھیں قرأت کرنے کا حق نہیں۔ امام کی قرأت مقتدی کی قرأت ہے۔ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ جواب سن کر وہ لوگ ساکت ہو گئے اور شرمندہ ہو کر واپس گئے۔

تیسرا فرض رکوع ہے

رکوع سے مراد یہ ہے کہ اتنا جھکے کہ ہاتھ بڑھائے تو گھٹنے کو پہنچ جائیں یہ رکوع کا ادنیٰ درجہ ہے کہ اس سے کم جھکا تو رکوع نہ ہوا۔ اور پورا یہ ہے کہ پیٹھ سیدھی بچھا دے۔

مسئلہ:۔ کوزہ پشت آدمی جس کا کُب رکوع کی حد تک پہنچ گیا ہو رکوع کے واسطے سر سے اشارہ کرے۔

چوتھا فرض سجدہ ہے

سیّد عالم صلیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ سب حالتوں سے زیادہ قرب بندہ کو خدا سے بحالت سجدہ ہوتا ہے لہذا سجدہ میں زیادہ دُعا کیا کرو۔

نماز کو برباد ہونے سے بچائیے

پیشانی کا زمین پر جمنا سجدہ کی حقیقت ہے اور پاؤں کی ایک انگلی کا پیٹ لگنا شرط ہے۔ تو اگر کسی نے اس طرح سجدہ کیا کہ دونوں پاؤں زمین سے اٹھے رہے تو نماز نہ ہوئی بلکہ اگر صرف انگلی کی نوک زمین سے لگی اور پیٹ نہ لگا جب بھی نہ ہوئی۔ اس مسئلہ سے ناواقفیت کی بنا پر نمازیں برباد ہوتی ہیں۔ عوام تو عوام خواص بھی اس میں گرفتار ہیں۔

مسئلہ:۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے پیشانی زمین پر نہیں لگا سکتا تو صرف ناک سے سجدہ کرے پھر بھی ناک کی فقط نوک لگنا کافی نہیں بلکہ ناک کی ہڈی زمین پر لگنا ضروری ہے۔

مسئلہ:۔ ہر رکعت میں دو بار سجدہ فرض ہے۔

مسئلہ:۔ کسی نرم چیز جیسے گھاس۔ روئی۔ قالین وغیرہ پر سجدہ کیا تو اگر پیشانی جم گئی یعنی اتنی دَبی کہ اب دبانے سے نہ دَبے تو جائز ہے ورنہ نہیں۔ بعض جگہ جاڑوں میں مسجد میں پیال بچھاتے ہیں اُن لوگوں کو سجدہ کرنے میں اس کا لحاظ بہت ضروری ہے۔ کیونکہ پیشانی اگر خوب نہ دبی تو نماز ہی نہ ہوئی۔ اور ناک ہڈی تک نہ دبی تو نماز مکروہ تحریمی ہوئی۔ جسکا دوبارہ پڑھنا واجب ہے اور اگر نہ پڑھی تو گنہگار ہو لکلاق دار گدے پر سجدہ میں پیشانی خوب نہیں دبتی لہذا نماز اس پر نہوگی۔ ریل کے بعض درجوں میں اسی قسم کے گدے ہوتے ہیں اس گدے سے اتر کر نماز پڑھنی چاہیے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی عذر جیسے ازدحام کی وجہ سے اپنی ران پر سجدہ کیا تو جائز ہے۔

اور بلا عذر باطل ہے اور گھٹنے پر عذر اور بلا عذر کسی حالت میں نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ:۔ ازدحام کی وجہ سے دوسرے کی پیٹھ پر سجدہ کیا اور وہ نماز میں اس کے ساتھ شریک ہے تو جائز ہے۔ اور اگر وہ دوسرا آدمی نماز ہی میں نہیں یا نماز میں تو ہے مگر وہ اپنی الگ پڑھ رہا ہے تو جائز نہیں۔

مسئلہ:۔ ایسی جگہ سجدہ کیا کہ قدم کی بہ نسبت بارہ انگل سے زیادہ اونچی ہے تو سجدہ نہ ہوا۔ اور اگر بارہ انگل سے کم اونچی ہے تو ہو گیا۔

مسئلہ:۔ کسی چھوٹے پتھر پر سجدہ کیا۔ اگر زیادہ حصہ پیشانی کا لگ گیا تو سجدہ ہو گیا ورنہ نہیں۔

پانچواں فرض قعدۂ اخیرہ ہے

نماز کی رکعتیں پوری کرنے کے بعد اتنی دیر تک بیٹھنا کہ اس میں اَلتَّحِیَّاتُ بتمامہ پڑھی جا سکے۔ فرض ہے اور اسی بیٹھنے کو قعدۂ اخیرہ کہتے ہیں۔

مسئلہ:۔ اگر پورا قعدۂ اخیرہ سوتے میں گذر گیا تو بعد بیدار ہونے کے اتنی دیر بیٹھنا فرض ہے جس میں اَلتَّحِیَّاتُ بتمامہ پڑھی جا سکے ورنہ نماز نہ ہوگی۔ یوں ہی قیام، قرأت، رکوع، سجود میں اگر اوّل سے آخر تک سوتا ہی رہا ہو تو بعد بیداری ان کا دوبارہ ادا کرنا فرض ہے۔ ورنہ نماز نہ ہوگی اور سجدہ سہو بھی کرے۔ لوگ اس مسئلہ سے غافل ہیں۔ نیند کا اس طرح آنا خصوصاً تراویح میں واقع ہوتا ہے اور بالخصوص گرمیوں میں۔

مسئلہ:۔ بقدر اَلتَّحِیَّاتُ بیٹھنے کے بعد یاد آیا کہ سجدۂ تلاوت یا نماز کا کوئی سجدہ کرنا ہے۔ اور کر لیا تو فرض ہے کہ سجدہ کے بعد پھر بقدر اَلتَّحِیَّاتُ بیٹھے وہ پہلا قعدہ

جاتا رہا۔ دوبارہ قعدہ نہ کرے گا تو نماز نہ ہوگی۔

چھٹا فرض خروج بصنعہ ہے

قعدۂ اخیرہ کے بعد سلام وکلام وغیرہ کوئی ایسا فعل جو منافی نماز ہو بقصد کرنا خروج بصنعہ کہلاتا ہے۔ اگر سلام کے علاوہ کوئی دوسرا فعل منافی نماز قصداً پایا گیا۔ تو نماز واجب الاعادہ ہوئی۔ اور بلا قصد کوئی منافی پایا جائے گا۔ تو نماز باطل ہو جائیگی۔

مسئلہ:۔ قیام۔ رکوع۔ سجود۔ قعدہ اخیرہ میں ترتیب فرض ہے کہ پہلے قیام کرے۔ پھر رکوع پھر سجود پھر قعدۂ اخیرہ۔ اگر قیام سے پہلے رکوع کر لیا پھر قیام کیا تو وہ رکوع جاتا رہا۔ اگر بعد قیام پھر رکوع کرے گا۔ تو نماز ہو جائے گی ورنہ نہیں۔ یونہیں رکوع سے پہلے سجدہ کرنے کے بعد اگر رکوع کیا پھر سجدہ کر لیا۔ تو نماز ہو جائے گی۔ ورنہ نہیں۔

مسئلہ:۔ جو چیزیں فرض ہیں۔ ان میں امام کی متابعت مقتدی پر فرض ہے یعنی ان میں کا کوئی فعل امام سے پیشتر ادا کر چکا۔ اور امام کے ساتھ یا امام کے ادا کرنے کے بعد ادا نہ کیا تو نماز نہ ہوگی۔ جیسے امام سے پہلے رکوع یا سجدہ کر لیا اور امام رکوع یا سجدہ میں آیا بھی نہ تھا کہ اس نے سر اٹھا لیا تو اگر امام کے ساتھ یا بعد کو ادا کر لیا نماز ہوگئی ورنہ نہیں۔

مسئلہ:۔ مقتدی کے لیے یہ بھی فرض ہے کہ امام کی نماز کو اپنے خیال میں صحیح تصور کرتا ہو اور اگر اپنے نزدیک امام کی نماز باطل سمجھتا ہے تو اس کی نماز نہ ہوگی۔ اگرچہ امام کی نماز صحیح ہو۔

نماز کے انچاس واجبات

یہ ہیں تکبیر تحریمہ میں لفظ اَللّٰہُ اَکْبَرْ ہونا۔ اَلْحَمْدُ پڑھنا یعنی اس کی ساتوں

آیتیں پڑھنا کہ ہر آیت مستقل واجب ہے۔ ان میں ایک آیت بلکہ ایک لفظ کا ترک بھی ترک واجب ہے۔ سورۃ ملانا یعنی ایک چھوٹی سورت جیسے اِنَّا اَعْطَیْنٰکَ الْکَوْثَرْ یا تین چھوٹی آیتیں جیسے ثُمَّ نَظَرَ۔ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ۔ ثُمَّ اَدْبَرَ وَاسْتَکْبَرَ یا ایک دو آیتیں تین چھوٹی کے برابر پڑھنا۔ جو تیس حروف پر مشتمل ہوں۔ نماز فرض میں دو پہلی رکعتوں میں قرأت واجب ہے۔ اَلْحَمْدُ[12,13] اور اس کے ساتھ سورت ملانا فرض کی دو پہلی رکعتوں میں اور نفل و سنّت و وتر کی ہر رکعت میں واجب ہے۔ اَلْحَمْدُ[14] کا سورت سے پہلے ہونا۔ ہر رکعت[15] میں سورت سے پہلے ایک ہی بار اَلْحَمْدُ پڑھنا اَلْحَمْدُ[16] و سورت کے درمیان کسی اجنبی کا فاصل نہ ہونا آمین تابع اَلْحَمْدُ ہے اور بِسْمِ اللّٰہِ تابع سورت یہ اجنبی نہیں۔ قرأت کے بعد متصلاً رکوع کرنا ایک سجدے کے بعد دوسرا سجدہ ہونا اس طرح کہ دونوں کے درمیان کوئی فرض فاصل نہ ہو۔ تعدیل ارکان یعنی رکوع و سجود و قومہ و جلسہ میں کم از کم ایک بار سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنے کی قدر ٹھہرنا۔ قومہ یعنی رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا۔ جلسہ یعنی دو سجدوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔ قعدۂ اولیٰ اگرچہ نماز نفل ہو اور فرض و وتر و سنن موکدہ میں قعدۂ اولیٰ میں اَلتَّحِیَّاتُ پر کچھ نہ بڑھانا۔ دونوں قعدوں میں پوری اَلتَّحِیَّاتُ پڑھنا۔ اسی طرح جتنے قعدے کرنے پڑیں سب میں پوری اَلتَّحِیَّاتُ واجب ہے۔ ایک لفظ بھی اگر چھوڑے گا۔ ترک واجب ہو گا۔ اور لفظ اَلسَّلَامُ[26,27] دو بار اور لفظ عَلَیْکُمْ واجب نہیں۔ اور وتر میں دعائے قنوت پڑھنا۔ اور تکبیر قنوت اور عیدین کی چھوں تکبیریں اور عیدین میں دوسری رکعت کی تکبیر رکوع اور اس تکبیر کے لیے لفظ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہونا۔ اور ہر جہری نماز میں امام کو جہر سے قرأت کرنا اور غیر جہری میں آہستہ۔ ہر واجب و فرض

کا اس کی جگہ پر ہونا۔ رکوع کا ہر رکعت میں ایک ہی بار ہونا اور سجدے کا دو ہی بار ہونا۔ دوسری رکعت سے پہلے قعدہ نہ کرنا۔ اور چار رکعت والی میں تیسری پر قعدہ نہ ہونا۔ آیت سجدہ پڑھی ہو تو سجدۂ تلاوت کرنا۔ سہو ہوا ہو تو سجدہ سہو کرنا۔ دو فرض یا دو واجب یا واجب و فرض کے درمیان تین تسبیح کی قدر وقفہ نہ ہونا۔ امام جب قرأت کرے بلند آواز سے ہو خواہ آہستہ اس وقت مقتدی کا چپ رہنا۔ سوا قرأت کے تمام واجبات میں مقتدی کا امام کی متابعت کرنا۔ ان واجبات میں سے کسی واجب کو قصداً ترک کرے گا تو نماز لوٹانا پڑے گی۔ اور اگر کوئی واجب سہواً ترک ہو جائے۔ تو سجدہ سہو کرنا واجب ہے۔

نماز کی نوّے ۹۰ سنتیں

یہ ہیں تکبیر تحریمہ کے لیے ہاتھ اٹھانا اور ہاتھوں کی انگلیاں اپنے حال پر چھوڑنا یعنی نہ بالکل ملائے نہ بہ تکلف کشادہ رکھے۔ بلکہ اپنے حال پر چھوڑ دے۔ ہتھیلیوں اور انگلیوں کے پیٹ کا قبلہ رو ہونا۔ بوقت تکبیر سر نہ جھکانا۔ تکبیر سے پہلے ہاتھ اٹھانا۔ اسی طرح تکبیر قنوت و تکبیرات عیدین میں کانوں تک ہاتھ لے جانے کے بعد تکبیر کہے۔ اور ان کے علاوہ کسی جگہ نماز میں ہاتھ اٹھانا سنت نہیں۔

عورت کے لیے سُنّت

یہ ہے کہ مونڈھوں تک ہاتھ اٹھائے۔ امام کا بلند آواز سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور سلام کہنا۔ جس قدر بلند آواز کی حاجت ہو اور بلا حاجت

آواز بہت زیادہ بلند کرنا مکروہ ہے۔ بعد تکبیر فوراً ہاتھ باندھ لینا اس طرح کہ مرد ناف کے نیچے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں کلائی کے جوڑ پر رکھے چھنگلیا اور انگوٹھا کلائی کے اغل بغل رکھے اور باقی انگلیوں کو بائیں کلائی کی پشت پر بچھائے۔ اور عورت و خنثیٰ بائیں ہتھیلی سینے پر چھاتی کے نیچے رکھ کر اس کی پشت پر ہتھیلی رکھے۔ بعض لوگ تکبیر کے بعد ہاتھ سیدھے لٹکا لیتے ہیں پھر باندھتے ہیں۔ یہ نہ چاہیے بلکہ ناف کے نیچے لاکر باندھیں۔ ثنا و تعوذ و تسمیہ و آمین کہنا اور ان سب کا آہستہ ہونا۔ پہلے ثنا پڑھے۔ پھر تعوذ پھر تسمیہ اور ہر ایک کے بعد دوسرے کو بلا وقفہ پڑھے تکبیر تحریمہ کے بعد فوراً ثنا پڑھے اور ثنا میں وَجَلَّ ثَنَاءُكَ نماز جنازہ کے غیر میں نہ پڑھے اور دیگر اذکار تکبیر تحریمہ کے بعد جو احادیث میں آئے ہیں وہ سب نفل نماز کے لیے ہیں۔

مسئلہ:۔ امام نے بالجہر قرأت شروع کر دی تو مقتدی ثنا نہ پڑھے اور اگر امام آہستہ پڑھتا ہو تو پڑھ لے۔

مسئلہ:۔ امام کو رکوع یا پہلے سجدے میں پایا۔ تو اگر غالب گمان ہے کہ ثنا پڑھ کر پالے گا تو پڑھے اور اگر قعدے یا دوسرے سجدے میں پایا تو بہتر یہ ہے کہ بغیر ثنا پڑھے شامل ہو جائے۔

مسئلہ:۔ نماز میں اَعُوْذُ و بِسْمِ اللّٰهِ قرأت کے تابع ہیں اور مقتدی پر قرأت نہیں۔ لہٰذا اَعُوْذُ اور بِسْمِ اللّٰهِ بھی اُس کے لیے مسنون نہیں۔ البتہ جس مقتدی کی کوئی رکعت جاتی رہی ہو۔ تو جب وہ اپنی باقی رکعت ادا کرے۔ اس وقت ان دونوں کو پڑھے۔

مسئلہ:۔ اَعُوْذُ صرف پہلی رکعت میں ہے۔ اور بِسْمِ اللّٰہِ ہر رکعت کے اول میں مسنون ہے۔ سورہ فاتحہ کے بعد اگر اوّل سورت شروع کی تو سورت پڑھتے وقت بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا مستحسن ہے۔ قرأت خواہ سرّی ہو یا جہری۔ مگر بِسْمِ اللّٰہِ بہر حال آہستہ پڑھی جائے۔

مسئلہ:۔ اگر سُبْحَانَ اور اَعُوْذُ و بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا بھول گیا۔ اور قرأت شروع کر دی تو اعادہ نہ کرے۔ یو ہیں۔ اگر سُبْحَانَ پڑھنا بھول گیا اور اَعُوْذُ کو شروع کر دیا تو سُبْحَانَ کا اعادہ نہیں۔

مسئلہ:۔ عیدین میں تکبیر تحریمہ ہی کے بعد سُبْحَانَ پڑھے اور سُبْحَانَ پڑھتے وقت ہاتھ باندھ لے۔ اور اَعُوْذُ چوتھی تکبیر کے بعد کہے۔ اور رکوع میں تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہنا۔ اور گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑنا۔ اور انگلیاں خوب کھلی رکھنا یہ حکم مردوں کے لیے ہے۔ اور عورتوں کے لیے سنّت گھٹنوں پر ہاتھ رکھنا اور انگلیاں کشادہ نہ کرنا ہے۔ آجکل اکثر مرد رکوع میں محض ہاتھ رکھ دیتے اور انگلیاں ملا کر رکھتے ہیں۔ یہ خلاف سنّت ہے۔ حالت رکوع میں ٹانگیں سیدھی ہونا۔ اکثر لوگ کمان کی طرح ٹیڑھی کر لیتے ہیں۔ یہ مکروہ ہے۔ رکوع کے لیے اللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا۔

بہت ضروری مسئلہ

آجکل عموماً لوگوں سے صحیح طور پر حروف کی ادائیگی نہیں ہوتی۔ اس لیے کہ وہ کسی صحیح پڑھنے والے سے نہیں سیکھتے۔ ہ ح۔ ا ع اور ظ ز۔ س ص۔ ث ا اور ض کی ادائگی

یں فرق نہیں کرتے۔ ظ کو ز اور ث اور ص کو س پڑھتے ہیں۔ جس سے کبھی کبھی معنی میں فساد لازم آتا ہے۔ اور نماز جاتی رہتی ہے۔ چنانچہ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کو لوگ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَزِیْمِ پڑھتے ہیں۔ اس سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ تو جو شخص ظ کو صحیح ادا کرنے پر قادر نہ ہو۔ اس کے لیے حکم یہ ہے کہ رکوع میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْکَرِیْمِ۔ پڑھے۔

مسئلہ:۔ بہتر یہ ہے کہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا رکوع میں جائے یعنی جب رکوع کے لیے جھکنا شروع کرے۔ تو اَللّٰہُ اَکْبَرُ شروع کرے۔ اور ختم رکوع پر تکبیر ختم کر دے۔ اس مسافت کے پورا کرنے کے لیے اَللّٰہُ کے ل کو بڑھائے اَکْبَرُ۔ کی ب۔ وغیرہ کسی حرف کو نہ بڑھائے۔

مسئلہ:۔ ہر تکبیر میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ کی ر کو جزم پڑھے۔

مسئلہ:۔ کسی آنے والے کی وجہ سے رکوع یا قرأت میں طول دینا مکروہ تحریمی ہے۔ جب کہ اُسے پہچانتا ہو۔ یعنی اس کی خاطر ملحوظ ہو اور اگر پہچانتا نہیں تو طویل کرنا افضل ہے۔ کیونکہ یہ نیکی پر اعانت ہو گی۔ لیکن اس قدر طول نہ دے کہ مقتدی گھبرا جائیں۔

مسئلہ:۔ مقتدی نے ابھی تین بار تسبیح نہ کہی تھی کہ امام نے رکوع یا سجدے سے سر اٹھا لیا تو مقتدی پر امام کی متابعت واجب ہے۔ اور اگر مقتدی نے امام سے پہلے سر اٹھا لیا۔ تو مقتدی پر لوٹنا واجب ہے۔ نہ لوٹے گا تو گنہگار ہو گا۔

مسئلہ:۔ رکوع میں پیٹھ خوب بچھی رکھے۔ یہاں تک کہ اگر پانی کا پیالہ اس کی پیٹھ پر رکھیں تو ٹھہر جائے اور سر کو نہ جھکائے نہ اونچا رکھے بلکہ پیٹھ کے برابر ہو۔ سید

عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ اُس شخص کی نماز کامل نہیں جو رکوع و سجود میں پیٹھ سیدھی نہیں کرتا۔

مسئلہ:۔ عورت رکوع میں تھوڑا جھکے۔ یعنی صرف اس قدر کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں پیٹھ سیدھی نہ کرے۔ اور گھٹنوں پر زور نہ دے۔ بلکہ محض ہاتھ رکھدے اور ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی رکھے اور پاؤں جھکے ہوئے رکھے مردوں کی طرح خوب سیدھے نہ کردے۔

مسئلہ:۔ رکوع سے جب اٹھے تو ہاتھ نہ باندھے۔ لٹکا ہوا چھوڑ دے۔ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کی ہ کو ساکن پڑھے۔ اس پر حرکت ظاہر نہ کرے۔ نہ دکو بڑھائے۔ رکوع سے اٹھنے میں امام کے لیے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا اور مقتدی لے لیے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہنا اور منفرد کو دونوں کہنا سنّت ہے۔ سجدہ کے لیے اور سجدے سے اٹھنے کے لیے اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہنا اور سجدے میں کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى اور سجدے میں ہاتھ کا زمین پر رکھنا۔

مسئلہ:۔ سجدہ میں جائے تو زمین پر پہلے گھٹنے رکھے پھر ہاتھ پھر ناک پھر پیشانی اور جب سجدے سے اٹھے تو پہلے پیشانی اٹھائے پھر ناک پھر ہاتھ پھر گھٹنے۔

مسئلہ:۔ مرد کے لیے سجدے میں سنّت یہ ہے کہ بازو کروٹوں سے جدا ہوں جبکہ علیحدہ نماز پڑھتا ہو اور پیٹ رانوں سے اور کلائیاں زمین پر نہ بچھائے اور نہ کتّے کی طرح کلائیاں رکھے۔

مسئلہ:۔ عورت سمٹ کر سجدہ کرے یعنی بازو کروٹوں سے ملادے۔ اور پیٹ ران سے۔ اور ران پنڈلیوں سے۔ اور پنڈلیاں زمین سے۔

مسئلہ:۔ دونوں گھٹنے ایک ساتھ زمین پر رکھے۔ دونوں سجدوں کے درمیان اَلتَّحِیَّاتُ کی طرح بیٹھنا۔ یعنی بایاں قدم بچھانا اور داہنا کھڑا رکھنا۔ اور ہاتھوں کا رانوں پر رکھنا سجدوں میں انگلیاں قبلہ رو ہونا ہاتھوں کی انگلیاں ملی ہوئی ہونا۔

ضروری مسئلہ جس سے لوگ غافل ہیں

اور غفلت کی وجہ سے نمازیں خراب ہو رہی ہیں۔ یہ ہے کہ سجدے میں ہر پاؤں کی تین تین انگلیوں کے پیٹ کا زمین پر لگنا واجب ہے۔ اگر ایسا نہ کیا تو نماز کا دہرانا ضروری ہے ورنہ گنہگار ہو گا۔ اور سجدے میں دونوں پاؤں کی دسوں انگلیوں کے پیٹ زمین پر لگنا سنّت ہے۔

مسئلہ:۔ جب دونوں سجدے کرلے تو رکعت کے لیے پنجوں کے بل گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھے۔ یہ سنّت ہے۔ اور کمزوری وغیرہ عذر کے سبب اگر زمین پر ہاتھ رکھ کر اٹھا جب بھی حرج نہیں۔ اب دوسری رکعت میں سُبْحَانَ اور اَعُوْذُ نہ پڑھے۔ دوسری رکعت کے سجدوں سے فارغ ہونے کے بعد بایاں پاؤں بچھا کر دونوں سُرین اس پر رکھ کر بیٹھنا اور داہنا قدم کھڑا رکھنا اور داہنے پاؤں کی انگلیاں قبلہ رُخ کرنا یہ مرد کے لیے ہے۔

عورت

دونوں پاؤں داہنی جانب نکال دے۔ اور بائیں سُرین پر بیٹھے۔ اور داہنا ہاتھ داہنی ران پر رکھنا اور بایاں بائیں پر اور انگلیوں کو اپنی حالت پر چھوڑنا کہ

نہ کھلی ہوئی ہوں نہ ملی ہوئی اور انگلیوں کے کنارے گھٹنوں کے پاس ہونا گھٹنے پکڑنا نہ چاہیے۔ شہادت پر اشارہ کرنا یوں کہ چھنگلیاں اور اس کے پاس والی انگلی کو بند کرے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی کا حلقہ باندھے اور لَا پر کلمے کی انگلی اٹھائے اور اِلَّا پر رکھ دے۔ اور سب انگلیاں سیدھی کر دے۔

مسئلہ:۔ قعدہ اولیٰ کے بعد تیسری رکعت کے لیے اٹھے تو زمین پر ہاتھ رکھ کر نہ اٹھے۔ بلکہ گھٹنوں پر زور دیکر البتہ اگر عذر ہے تو کوئی حرج نہیں۔

مسئلہ:۔ نماز فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں سورۂ فاتحہ پڑھنا افضل ہے۔ اور سُبْحَانَ اللّٰہِ پڑھنا بھی جائز ہے اور بقدر تین تسبیح کے چپکا کھڑا رہا تو بھی نماز ہو جائے گی۔ مگر سکوت نہ چاہیے۔

مسئلہ:۔ دوسرے قعدہ میں بھی اسی طرح بیٹھے جیسے پہلے میں بیٹھا تھا۔ اور اَلتَّحِیَّاتُ بھی پڑھے بعد اَلتَّحِیَّاتُ دوسرے قعدے میں درود شریف پڑھنا درود شریف میں حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اور حضور سیدنا ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پاک کے ساتھ لفظ سیدنا کہنا بہتر ہے۔

مسئلہ:۔ قعدۂ اخیرہ کے علاوہ فرض نماز میں اور کہیں درود شریف پڑھنا نہیں اور نوافل کے قعدۂ اولیٰ میں بھی مسنون ہے اور درود شریف کے بعد دعا پڑھنا اور دعا کو عربی زبان میں پڑھے۔ دوسری زبان میں مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ اپنے اور اپنے والدین و اساتذہ کے لیے جب کہ وہ مسلمان ہوں اور تمام مومنین و مومنات کے لیے دعا مانگے۔ خاص اپنے ہی لیے نہ مانگے۔

مسئلہ:۔ مقتدی کے تمام انتقالات امام کے ساتھ ساتھ ہونا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ

وَرَحْمَةُ اللّٰہِ دو بار کہنا۔ پہلے داہنی طرف پھر بائیں طرف۔

مسئلہ:۔ داہنی طرف سلام میں منھ اتنا پھیرے کہ داہنا رخسار دکھائی دے۔ اور بائیں میں بایاں۔

مسئلہ:۔ سنّت یہ ہے کہ امام دونوں سلام بلند آواز سے کہے مگر دوسرا بہ نسبت پہلے کے کم آواز سے ہو۔

مسئلہ:۔ اگر پہلے بائیں طرف سلام پھیر دیا تو دوسرا داہنی طرف پھیرے جب تک کلام نہ کیا ہو پھر بائیں طرف سلام کے اعادے کی حاجت نہیں اور اگر پہلے میں کسی طرف منھ نہ پھیرا۔ تو دوسرے میں بائیں طرف منھ کرلے۔ اور اگر بائیں طرف سلام پھیرنا بھول گیا تو جب تک قبلے کو پیٹھ نہ ہو یا کلام نہ کیا ہو کہہ لے۔

مسئلہ:۔ امام نے جب سلام پھیرا تو وہ مقتدی بھی سلام پھیر دے۔ جس کی کوئی رکعت نہ گئی ہو۔ البتہ اگر اس نے اَلتَّحِیَّاتُ پوری نہ کی تھی کہ امام نے سلام پھیر دیا۔ تو امام کا ساتھ نہ دے بلکہ واجب ہے کہ اَلتَّحِیَّاتُ کو پورا کر کے سلام پھیر دے۔

مسئلہ:۔ امام کے سلام پھیر دینے سے مقتدی نماز سے باہر نہیں ہوتا جب تک مقتدی خود سلام نہ پھیرے۔

مسئلہ:۔ مقتدی کو امام سے پہلے سلام پھیرنا جائز نہیں۔ مگر بضرورت مثلاً یہ اندیشہ ہو کہ آفتاب طلوع کر آئے گا۔ یا جمعہ یا عیدین میں وقت ختم ہو جائے گا۔

مسئلہ:۔ پہلی بار لفظ سلام کہنے ہی سے امام نماز سے باہر ہو جاتا ہے۔ اگرچہ عَلَیْکُمْ نہ کہے۔

مسئلہ:۔ امام داہنے سلام میں خطاب سے اُن مقتدیوں کی نیت کرے جو داہنی

طرف ہیں! اور بائیں سلام ے بائیں طرف والوں کی مگر عورت کی نیّت نہ کرے اگرچہ وہ جماعت میں ہو۔ نیز دونوں سلاموں میں کراماً کاتبین اور اُن ملائکہ کی نیّت کرے جن کو اللہ عزّوجل نے حفاظت کے لیے مقرر فرمایا ہے۔

حفاظت کرنے والے فرشتے

ہر آدمی کے ساتھ بیس ہوتے ہیں۔ ایک دائیں جانب جو نیکیاں لکھتا ہے اور ایک بائیں جانب جو بُرائیاں لکھتا ہے اور ایک سامنے جو بھلائیوں کی تلقین کرتا ہے اور ایک پیچھے جو گزند پہنچانے والی چیزوں کو دفع کرتا ہے اور ایک پیشانی پر جس کا کام یہ ہے کہ بندہ جب تواضع سے پیش آئے تو اس کو بلند کرے۔ اور جب اللہ کے مقابلہ میں تکبّر کرے تو اس کو ذلیل کردے اور دو فرشتے دونوں ہونٹوں پر مقرر ہیں جن کا کام صرف یہی ہے کہ بندہ جب بارگاہِ نبوت میں ہدیۂ درود پیش کرے تو یہ اُس کو محفوظ رکھتے ہیں۔ اور ایک فرشتہ منھ پر مقرر ہے جو سانپ کو اندر داخل ہونے سے روکتا ہے اور دو فرشتے دونوں آنکھوں پر ہیں۔ یہ دس ہوئے چونکہ دن کے اور دس رات کے اور اس لیے کُل بیس ہو گئے۔

مسئلہ:۔ مقتدی بھی ہر طرف کے سلام میں اُس طرف والے مقتدیوں اور اُن فرشتوں کی نیّت کرے۔ نیز جس طرف امام ہو۔ اُس طرف کے سلام میں امام کی بھی نیّت کرے اور منفرد صرف اُن فرشتوں ہی کی نیّت کرے۔

مسئلہ:۔ سلام کے بعد سنّت یہ ہے کہ امام داہنی یا بائیں طرف پھر جائے۔ اور داہنی طرف افضل ہے اور مقتدیوں کی طرف بھی منھ کر کے بیٹھ سکتا ہے جبکہ کوئی

مقتدی اُس کے سامنے نماز میں نہو نہ اگلی صف میں نہ پچھلی صفوں میں۔

نماز کے پندرہ مستحبات

یہ ہیں۔ حالتِ قیام میں سجدہ کی جگہ نظر کرنا۔ اور رکوع میں پشت قدم پر اور سجدے میں ناک پر اور قعدہ میں گود کی طرف۔ اور پہلے سلام میں داہنے شانے کی طرف اور دوسرے میں بائیں شانے کی طرف جماہی آئے تو منھ بند کیے رہنا۔ اور نہ رکے تو ہونٹ دانت کے نیچے دبائے۔ اور اس سے بھی نہ رُکے۔ تو بحالتِ قیام داہنے ہاتھ کی پُشت سے منھ ڈھانک لے۔ اور اگر قیام میں نہیں تو بائیں ہاتھ کی پُشت سے منھ ڈھانک لے۔ یا دونوں صورتوں میں آستین سے اور بلا ضرورت ہاتھ یا کپڑے سے منھ ڈھانکنا مکروہ ہے۔

جماہی کے روکنے کا مجرّب اسلامی طریقہ

یہ ہے کہ دل میں خیال کرے۔ کہ انبیاء علیہم الصّلوٰۃ والسّلام کو جماہی نہیں آتی تھی۔ یہ خیال کرتے ہی جماہی رُک جائے گی۔ انبیاء کرام کو جماہی اس لیے نہیں آتی تھی کہ اس میں شیطان کی مداخلت ہوتی ہے اور انبیاء کرام ہر اس چیز سے پاک ہوتے ہیں جس میں شیطانی مداخلت ہو۔ مرد کے لیے تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کپڑے سے باہر نکالنا۔ عورت کے لیے کپڑے کے اندر بہتر ہے۔ جہاں تک ممکن ہو کھانسی دفع کرنا جب تکبیر کہنے والا حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ کہے تو امام و مقتدی سب کا کھڑا ہو جانا۔

مسئلہ:۔ جب مکبّر قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ کہہ لے تو امام نماز شروع کر سکتا ہے۔

مگر بہتر یہ ہے کہ اقامت پوری ہونے پر شروع کرے۔ دونوں پنجوں کے درمیان بحالت قیام چار انگل کا فاصلہ ہونا۔ مقتدی کو امام کے ساتھ نماز شروع کرنا۔ سجدہ زمین پر بلا حائل ہونا۔

نماز فاسد کرنے والی چیزیں

یہ ہیں۔ کلام۔ یہ نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ قصداً ہو یا خطاءً یا سہواً۔ سوتے میں ہو یا بیداری میں۔ اپنی خوشی سے کلام کیا یا کسی نے کلام کرنے پر مجبور کیا۔ یا اس کو یہ معلوم نہ تھا کہ کلام کرنے سے نماز جاتی رہتی ہے۔ خطا کے معنی یہ ہیں کہ قرأت وغیرہ اذکارِ نماز کہنا چاہتا تھا۔ غلطی سے کوئی بات زبان سے نکل گئی۔ اور سہواً کے یہ معنی ہیں کہ اسے اپنا نماز میں ہونا یاد نہ رہا۔

مسئلہ :۔ کلام میں قلیل اور کثیر کا فرق نہیں۔ ہر صورت میں نماز جاتی رہے گی۔ اور یہ بھی فرق نہیں کہ وہ کلام اصلاح نماز کے لیے ہو یا اصلاح نماز کے لیے نہ ہو مثلاً امام کو بیٹھنا تھا کھڑا ہو گیا۔ مقتدی نے بتانے کو کہا بیٹھ جا یا ہوں کہا تو نماز جاتی رہی۔ لیکن یہ خوب یاد رہے کہ وہی کلام نماز کو فاسد کرتا ہے جس میں اتنی آواز ہو کہ کم از کم خود سن سکے۔ بشرطیکہ کوئی مانع نہ ہو۔ اور اگر اتنی آواز بھی نہ ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اسی طرح قصداً کلام سے اسی وقت نماز فاسد ہوگی جب کہ بقدرِ التحیات نہ بیٹھ چکا ہو۔ اور اگر بیٹھ چکا ہے تو نماز ہو گئی۔ لیکن مکروہ تحریمی ہوئی۔

مسئلہ :۔ سلام نماز پوری ہونے سے پہلے قصداً پھیر دیا۔ تو نماز جاتی رہی اور اگر بھول کر پھیرا تو نہ گئی۔

مسئلہ:۔ کسی شخص کو سلام کیا عمدًا یا سہوًا نماز فاسد ہوگئی اور اگر بھول کر اَلسَّلَامُ کہا تھا اور عَلَیْکُمْ نہ کہنے پایا تھا کہ یاد آگیا کہ نماز میں سلام نہ کرنا چاہیے اور خاموش ہوگیا۔ تب بھی نماز جاتی رہی۔

مسئلہ:۔ مسبوق نے یہ خیال کر کے کہ امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے۔ سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہوگئی۔

مسئلہ:۔ دوسری رکعت کو چوتھی سمجھ کر سلام پھیر دیا۔ پھر یاد آیا تو نماز پوری کر کے سجدہ سہو کرلے۔

مسئلہ:۔ نمازی سے کوئی چیز مانگی یا کوئی بات پوچھی اس نے سر یا ہاتھ سے ہاں یا نہیں کا اشارہ کیا۔ نماز فاسد نہ ہوئی البتہ مکروہ ہوگئی۔

مسئلہ:۔ کسی کو چھینک آئی اس کے جواب میں نمازی نے یَرْحَمُكَ اللّٰہُ کہا تو نماز فاسد ہوگئی۔ اور اگر نمازی کو چھینک آئی اور کسی دوسرے نے یَرْحَمُكَ اللّٰہُ کہا اور نمازی نے جواب میں آمِیْن کہدیا تو نماز فاسد ہوگئی۔

مسئلہ:۔ نماز میں چھینک آئے تو خاموش رہے اور نماز سے فارغ ہو کر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ لے۔ اور اگر اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ لیا تو نماز میں حرج نہیں۔

مسئلہ:۔ کسی نے آنے کی اجازت چاہی نمازی نے یہ ظاہر کرنے کو کہ نماز میں ہے زور سے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا اَللّٰہُ اَکْبَرُ یا سُبْحَانَ اللّٰہِ کہدیا تو نماز فاسد نہ ہوئی۔

مسئلہ:۔ خوشی کی خبر سن کر جواب میں اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہا نماز فاسد ہوگئی۔ اور اگر جواب کی نیت سے نہ کہا بلکہ یہ ظاہر کرنے کے لیے کہ نماز میں ہے تو فاسد نہ ہوئی۔ یونہیں بُری خبر سن کر اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔

مسئلہ:۔ اللہ عزوجل کا نام مبارک سن کر جلّ جلالہٗ کہا یا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسم مبارک سن کر درود پڑھا تو نماز جاتی رہی جب کہ بقصد جواب کہا ہو اور اگر جواباً نہ کہا تو حرج نہیں۔

لقمہ دینے کے مسائل

مسئلہ:۔ نمازی نے اپنے امام کے سوا دوسرے کو لقمہ دیا۔ تو نماز جاتی رہی۔ جس کو لقمہ دیا ہے وہ نماز میں ہو یا نہ ہو مقتدی ہو یا منفرد یا کسی اور کا امام ہو سب صورتوں میں لقمہ دینے والے کی نماز جاتی رہی

مسئلہ:۔ اپنے مقتدی کے سوا دوسرے کا لقمہ لینے سے بھی نماز جاتی رہتی ہے البتہ اگر اس کے بتاتے وقت اسے خود یاد آگیا۔ اس کے بتانے سے نہیں تو نماز نہیں جائیگی۔

مسئلہ:۔ فوراً ہی لقمہ دینا مکروہ ہے تھوڑا توقف چاہیے کہ شاید امام خود نکال لے۔ یوہیں امام کو مکروہ ہے کہ مقتدی کو لقمہ دینے پر مجبور کرے۔ بلکہ کسی دوسری سورت کی طرف منتقل ہو جائے یا دوسری آیت شروع کر دے۔ اور اگر بقدر حاجت پڑھ چکا ہے تو رکوع کر دے۔

مسئلہ:۔ لقمہ دینے والے کے لیے بالغ ہونا شرط نہیں۔ مراہق بھی لقمہ دے سکتا ہے۔

مسئلہ:۔ آہ۔ اوہ۔ اُف۔ تُف یہ الفاظ درد یا مصیبت کی وجہ سے نکلے یا آواز سے رویا۔ اور حرف پیدا ہو گئے تو ان سب صورتوں میں نماز جاتی رہی۔ اور اگر رونے میں صرف آنسو نکلے آواز و حروف نہیں نکلے۔ تو حرج نہیں۔

مسئلہ:۔ مریض کی زبان سے بے اختیار آہ اوہ نکلی تو نماز فاسد نہ ہوئی۔ یوہیں چھینک

کھانسی۔ جماہی۔ ڈکار میں جتنے حروف مجبورانہ نکلے معاف ہیں۔

مسئلہ:۔ جنت دوزخ کی یاد میں مذکورہ الفاظ کہے تو نماز نہ جائے گی۔

مسئلہ:۔ پھونکنے میں اگر آواز پیدا نہ ہو تو وہ مثل سانس کے ہے کہ اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ مگر قصداً کرنا مکروہ ہے۔ اور اگر دو حرف پیدا ہو جائیں۔ جیسے اُف۔ تف تو نماز جاتی رہے گی۔

مسئلہ:۔ کھنکار میں جب دو حرف ظاہر ہوں جیسے اُح تو نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ نہ عذر ہو نہ کوئی صحیح غرض اور اگر عذر سے ہے مثلاً طبیعت کا تقاضا ہو یا کسی صحیح غرض کے لیے ہے جیسے آواز صاف کرنے کے لیے یا امام سے غلطی ہو گئی ہے۔ اس لیے کھنکارتا ہے کہ درست کرلے یا اس لیے کھنکارتا ہے کہ دوسرے شخص کو اُس کا نماز میں ہونا معلوم ہو جائے تو اِن سب صورتوں میں نماز فاسد نہیں ہوتی۔

عمل کثیر اور عمل قلیل

کی تعریف یہ ہے۔ جس کام کے کرنے والے کو دُور سے دیکھ کر اس کے نماز میں نہ ہونے کا شک نہ رہے بلکہ گمان غالب ہو کہ نماز میں نہیں تو وہ عمل کثیر ہے۔ اور اگر دور سے دیکھنے والے کو شبہ و شک ہو کہ نماز میں ہے یا نہیں تو عمل قلیل ہے عمل کثیر کا حکم یہ ہے کہ وہ نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ بشرطیکہ وہ نماز کے اعمال سے نہ ہو اور نہ اس کو نماز کی اصلاح کے لیے کیا گیا ہو۔ اور عمل قلیل نماز کو فاسد نہیں کرتا۔

مسئلہ:۔ ناپاک جگہ پر بغیر حائل کے سجدہ کرنے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے۔ یوہیں بحالت سجدہ ہاتھ یا گھٹنے ناپاک جگہ پر رکھے تو نماز فاسد ہو گئی۔

مسئلہ:- نماز کے اندر کھانا پینا مطلقاً نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ قصداً ہو یا بھول کر تھوڑا ہو یا زیادہ۔ یہاں تک کہ اگر تِل بغیر چبائے نگل لیا یا کوئی قطرہ اس کے منھ میں گرا اور اس نے نگل لیا تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ:- دانتوں کے اندر کھانے کی کوئی چیز رہ گئی تھی۔ اس کو نگل لیا۔ اگر چنے سے کم ہے تو نماز فاسد نہ ہوئی البتہ مکروہ ہوئی۔ اور چنے برابر ہے تو فاسد ہو گئی۔

مسئلہ:- نماز سے پیشتر کوئی چیز میٹھی کھائی تھی۔ اس کے اجزا نگل لیے تھے۔ صرف لعابِ دہن میں کچھ مٹھاس کا اثر رہ گیا تو اس کے نگلنے سے نماز فاسد نہ ہوگی۔

مسئلہ:- عورت نماز پڑھ رہی تھی بچے نے اس کی چھاتی چوسی اگر دودھ نکل آیا تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ:- نماز پڑھنے والے کو اٹھا لیا۔ پھر وہیں رکھ دیا اگر قبلہ سے سینہ نہ پھرا تو نماز فاسد نہ ہوئی اور اگر اس کو اٹھا کر سواری پر رکھ دیا تو نماز جاتی رہی۔

مسئلہ:- سانپ بچھو مارنے سے نماز نہیں جاتی جب کہ نہ تین قدم چلنا پڑے۔ نہ تین ضرب کی حاجت ہو ورنہ جاتی رہے گی۔ مگر مارنے کی اجازت ہے۔ اگرچہ نماز فاسد ہو جائے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ سانپ بچھو کو نماز میں مارنا اس وقت مباح ہے کہ سامنے سے گذرے اور ایذا دینے کا خوف ہو۔ اور اگر تکلیف پہنچانے کا اندیشہ نہ ہو تو مارنا مکروہ ہے۔

مسئلہ:- ایک رکن میں تین بار کھجانے سے نماز جاتی رہتی ہے یعنی یوں کہ کچھ کھجا کر ہاتھ ہٹا لیا پھر کھجایا اور پھر ہاتھ ہٹا لیا پھر کھجایا۔ اور اگر ایک بار ہاتھ رکھ کر چند مرتبہ حرکت دی تو ایک ہی مرتبہ کھجانا کہا جائے گا اس سے نماز نہیں جائے گی۔ اس مسئلے سے

اکثر لوگ واقف نہیں۔

نمازی کے آگے سے گذرنا

بہت سخت گناہ ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس میں جو کچھ گناہ ہے اگر گذرنے والا جانتا تو سو برس کھڑا رہنا اس ایک قدم چلنے سے بہتر سمجھتا۔ تاہم اگر کوئی شخص نمازی کے آگے سے گذر گیا تو نماز فاسد نہ ہوئی۔

مسئلہ:۔ میدان اور بڑی مسجد میں مصلی کے قدم سے موضعِ سجود تک گذرنا ناجائز ہے۔ موضعِ سجود سے مراد یہ ہے کہ قیام کی حالت میں جائے سجود کی طرف نظر کرے۔ تو جتنی دور تک نگاہ پھیلے۔ وہ موضعِ سجود ہے۔ اس کے درمیان سے گذرنا ناجائز ہے۔ مکان اور چھوٹی مسجد میں قدم سے دیوارِ قبلہ تک کہیں سے گذرنا جائز نہیں۔ اگر سُترہ نہ ہو۔ بڑی مسجد وہ ہے جس کا طول چالیس ہاتھ یا زیادہ ہو۔ اور چھوٹی مسجد وہ ہے جس کا طول چالیس ہاتھ سے کم ہو۔

مسئلہ:۔ کوئی شخص بلندی پر نماز پڑھ رہا ہے۔ اس کے نیچے سے گذرنا بھی جائز نہیں جبکہ گذرنے والے کا کوئی عضو نمازی کے سامنے ہو۔ چھت یا تخت پر نماز پڑھنے والے کے آگے سے گذرنے کا بھی یہی حکم ہے اور اگر ان چیزوں کی اتنی بلندی ہو۔ کہ کسی عضو کا سامنا نہ ہو تو حرج نہیں۔

سُترہ

اُس چیز کو کہتے ہیں جو نمازی کے آگے آڑ کرنے کی غرض سے رکھی جاتی ہے۔ اُس

کو کم از کم بقدر ایک ہاتھ کے اونچا اور انگلی برابر موٹا ہونا چاہیے اور زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا ہو اگر کوئی شخص اس سترے کے بعد سے گذرے تو کوئی حرج نہیں۔ سترہ بالکل ناک کی سیدھ پر نہ ہو بلکہ داہنی یا بائیں بھوں کی سیدھ پر ہو اور داہنی کی سیدھ پر ہونا افضل ہے۔

مسئلہ:۔ امام کا سترہ مقتدی کے لیے بھی سترہ ہے اس کو جدید سترے کی حاجت نہیں تو اگر چھوٹی مسجد میں بھی مقتدی کے آگے سے گذر جائے جب کہ امام کے آگے سے نہ ہو تو حرج نہیں۔

نمازی کے آگے سے گذرنے کا اسلامی طریقہ

بروقت ضرورت یہ ہے کہ جو شخص گذرنا چاہتا ہے اگر اس کے پاس کوئی چیز سترے کے قابل ہو تو اسے نمازی کے سامنے رکھ کر گذر جائے پھر اس چیز کو اٹھالے۔ اور اگر دو شخص گذرنا چاہتے ہیں اور سترے کے قابل کوئی چیز نہیں تو ان میں ایک نمازی کے سامنے اس کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو جائے اور دوسرا اس کی آڑ پکڑ کر گذر جائے پھر دوسرا اس کی پیٹھ کے پیچھے نمازی کی طرف پشت کر کے کھڑا ہو جائے اور یہ گذر جائے پھر وہ دوسرا جدھر سے اس وقت آیا تھا اسی طرف ہٹ جائے۔

مسئلہ: مسجد الحرام شریف میں نماز پڑھتا ہو تو اس کے آگے طواف کرتے ہوئے لوگ گذر سکتے ہیں۔

نماز کے تینتالیس ۴۳ مکروہات تحریمی

یہ ہیں۔ ۱ کپڑے یا داڑھی یا بدن کے ساتھ کھیلنا۔ ۲ کپڑا سمیٹنا مثلاً سجدے میں جاتے

وقت آگے یا پیچھے سے اٹھالینا۔ اگرچہ گرد سے بچانے کے لیے اٹھایا ہو۔ اور بلا وجہ ہو تو اور زیادہ مکروہ ہے۔ کپڑا لٹکانا مثلاً سر یا مونڈھے پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں۔ یہ سب باتیں مکروہ تحریمی ہیں۔

مسئلہ: رومال یا شال یا رضائی یا چادر یا کمبل کے کنارے دونوں مونڈھوں سے لٹکتے ہوں تو یہ مکروہ تحریمی ہے اور اگر ایک کنارہ دوسرے مونڈھے پر ڈال دیا۔ اور دوسرا کنارہ لٹک رہا ہے تو حرج نہیں اور اگر ایک ہی مونڈھے پر ڈالا اس طرح کہ ایک کنارہ پیٹھ پر لٹک رہا ہے دوسرا پیٹ پر۔ جیسے عموماً اس زمانے میں مونڈھوں پر رومال رکھنے کا طریقہ ہے۔ تو یہ بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ: کوئی آستین آدھی کلائی سے زیادہ چڑھی ہوئی ہو یا دامن سمیٹے ہو۔ تو بھی نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ خواہ پیشتر سے چڑھائی ہو یا نماز میں۔

مسئلہ: شدت کا پاخانہ پیشاب معلوم ہوتے وقت یا غلبۂ ریاح کے وقت نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ: نماز شروع کرنے سے پیشتر اگر پاخانہ یا پیشاب یا ریاح کا غلبہ ہو تو وقت میں وسعت ہوتے ہوئے نماز شروع کرنا ہی گناہ ہے۔ قضائے حاجت مقدم ہے۔ اگرچہ جماعت جاتی رہنے کا اندیشہ ہو۔ اور اگر دیکھتا ہے کہ قضائے حاجت اور وضو کے بعد وقت جاتا رہے گا تو وقت کی رعایت مقدم ہے ایسی حالت میں نماز پڑھ لے۔ اور اگر اثنائے نماز میں یہ حالت پیدا ہو جائے اور وقت میں گنجائش ہو تو توڑ دینا واجب ہے اگر اسی طرح پڑھ لی تو گنہگار ہوا۔

مسئلہ: جوڑا باندھے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور نماز میں جوڑا باندھا

تو نماز فاسد ہو گئی۔ کنکریاں ہٹانا مکروہ تحریمی ہے۔ مگر جس وقت پورے طور پر سنّت طریقہ سے سجدہ ادا نہ ہوتا ہو تو ایک بار کی اجازت ہے۔ اور بچنا بہتر ہے۔ اور اگر بغیر ہٹائے واجب ادا نہ ہوتا ہو۔ تو ہٹانا واجب ہے۔ اگرچہ ایک بار سے زیادہ کی ضرورت پڑے۔ انگلیاں[ع۱۰] چٹکانا۔ انگلیوں[ع۱۱] کی قینچی باندھنا۔ یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا مکروہ تحریمی ہے۔ اور نماز کے لیے جاتے وقت۔ اور نماز کے انتظار میں بھی یہ دونوں چیزیں مکروہ ہیں۔ اور اگر نماز میں ہے نہ توابع نماز میں تو کراہت نہیں جب کہ کسی ضرورت کے لیے ہوں۔

مسئلہ:۔ کمر پر[ع۱۲] ہاتھ رکھنا۔ اِدھر اُدھر[ع۱۳] منھ پھیر کر دیکھنا مکروہ تحریمی ہے کُل چہرا پھر گیا ہو یا بعض اور اگر منھ نہ پھیرے صرف کنکھیوں سے اِدھر اُدھر بلا حاجت دیکھے تو مکروہ تنزیہی ہے۔ اور آسمان[ع۱۴] کی طرف نظر اٹھانا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ:۔ اَلتحیات[ع۱۵] یا سجدوں کے درمیان گھٹنوں کو سینے سے ملا کر دونوں ہاتھوں کو زمین پر رکھ کر سرین کے بل بیٹھنا۔ مرد[ع۱۶] کا سجدے میں کلائیوں کا بچھانا۔ کسی شخص[ع۱۷] کے منھ کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ یوہیں دوسرے شخص کو نمازی کی طرف منھ کرنا بھی ناجائز د گناہ ہے۔

مسئلہ:۔ کپڑے[ع۱۸] میں اس طرح لپٹ جانا کہ ہاتھ بھی باہر نہ ہو مکروہ تحریمی ہے پگڑی[ع۱۹] اس طرح باندھنا کہ بیچ سر پر نہ ہو۔ ناک[ع۲۰] اور منھ کو چھپانا اور بے[ع۲۱] ضرورت کھنکار نکالنا۔ نماز میں بالقصد جماہی[ع۲۲] لینا۔ مکروہ تحریمی ہے۔ اور خود آئے تو کوئی حرج نہیں۔ مگر روکنا مستحب ہے اور اگر روکے سے نہ رکے تو ہونٹھ کو دانتوں سے دبائے۔ اور اس پر بھی نہ رُکے تو داہنا یا بایاں ہاتھ منھ پر رکھ لے یا آستین سے منھ چھپا لے۔ قیام کی حالت

میں داہنے ہاتھ سے ڈھانکے اور دوسرے موقع پر بائیں سے۔

شیطانی تھوک سے اپنے منھ کو بچائیے

سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ جماہی شیطان کی طرف سے ہے۔ جب تم میں کسی کو جماہی آئے جہاں تک ممکن ہو روکے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ شیطان منھ میں گھس جاتا ہے اور بعض میں ہے کہ شیطان دیکھ کر ہنستا ہے۔ علماء فرماتے ہیں۔ کہ جو جماہی میں منھ کھول دیتا ہے۔ شیطان اُس کے منھ میں تھوک دیتا ہے۔ اور وہ جو قاہ قاہ کی آواز آتی ہے وہ شیطان کا قہقہہ ہے۔ کہ اس کا منھ بگڑا دیکھ کر ٹھٹھا لگاتا ہے۔ اور وہ جو رطوبت نکلتی ہے۔ وہ شیطان کا تھوک ہے اس کے روکنے کی بہتر ترکیب یہ ہے کہ جب آتی معلوم ہو تو دل میں خیال کرے کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسّلام اس سے محفوظ ہیں۔ فوراً رُک جائے گی جیسے کہ پیشتر بیان کیا جاچکا ہے۔ علماء کرام نے اس کو مجرّب بتایا ہے۔ اور فقیر کاتب الحروف نے بارہا اس کا تجربہ کیا تو صحیح پایا۔

تصویر کے احکام

مسئلہ:۔ جس کپڑے پر جاندار کی تصویر ہو اسے پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا ناجائز ہے۔ یوہیں نمازی کے سر پر یعنی چھت میں ہو یا معلّق ہو یا محلِ سجود میں ہو کہ اس پر سجدہ واقع ہو۔ تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ یوہیں نمازی کے آگے یا داہنے یا بائیں تصویر کا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ اور پسِ پُشت ہونا بھی مکروہ ہے اگرچہ ان تینوں صورتوں سے کم اور ان چاروں صورتوں میں کراہت اس

وقت ہے کہ تصویر آگے پیچھے داہنے بائیں معلق یا نصب ہو۔ یا دیوار وغیرہ میں منقوش۔ اگر فرش میں ہے اور اس پر سجدہ نہیں ہوتا تو کراہت نہیں۔ اور اگر تصویر غیر جاندار کی ہے۔ جیسے پہاڑ۔ دریا۔ وغیرہ تو اس میں کچھ حرج نہیں۔

مسئلہ :۔ اگر تصویر ذلت کی جگہ ہو مثلاً جوتیاں اتارنے کی جگہ یا اور کسی جگہ فرش پر کہ لوگ اسے روندتے ہوں یا تکیہ پر کہ زانو وغیرہ کے نیچے رکھا جاتا ہو۔ تو ایسی تصویر مکان میں ہونے سے کراہت نہیں۔ نہ اس سے نماز میں کراہت آئے جب کہ سجدہ اس پر نہ ہو۔

مسئلہ :۔ جس تکیہ پر تصویر ہو اُسے منصوب کرنا پڑا ہو نہ رکھنا تصویر کے اعزاز میں داخل ہے۔ اس طرح ہونا نماز کو بھی مکروہ کر دے گا۔

مسئلہ :۔ اگر ہاتھ میں یا اور کسی جگہ بدن پر تصویر ہو۔ مگر کپڑوں سے چھپی ہو یا انگوٹھی پر چھوٹی تصویر منقوش ہو یا آگے پیچھے داہنے بائیں اوپر نیچے کسی جگہ چھوٹی تصویر ہو یعنی اتنی کہ اس کو زمین پر رکھ کر کھڑے ہو کر دیکھیں۔ تو اعضار کی تفصیل نہ دکھائی دے۔ یا پاؤں کے نیچے یا بیٹھنے کی جگہ پر تصویر ہو تو ان سب صورتوں میں نماز مکروہ نہیں۔

مسئلہ :۔ تصویر سر کٹی یا جس کا چہرہ مٹا دیا ہو جیسے کاغذ یا کپڑے یا دیوار پر تھی۔ اس پر روشنائی پھیر دی۔ یا اس کے سر اور چہرے کو کھرچ ڈالا یا دھو ڈالا۔ تو ان صورتوں میں کراہت نہیں۔

مسئلہ :۔ تصویر کا صرف چہرہ مٹانا کراہت سے بچنے کے لیے کافی ہے۔ اگر آنکھ یا بھوں یا ہاتھ پاؤں جدا کر لیے گئے تو اس سے کراہت دفع نہ ہوگی۔

نوٹ اور روپیے کی تصویر کا حکم

یہ ہے کہ تھیلی یا جیب میں تصویر چھپی ہوئی ہو۔ تو نماز میں کراہت نہیں۔ یہی حکم نوٹ اور روپیے کا ہے۔

مسئلہ:۔ تصویر والا کپڑا پہنے ہوئے ہے پھر اُس پر کوئی دوسرا کپڑا اور پہن لیا جس سے تصویر چھپ گئی تو اب نماز مکروہ نہ ہوگی۔

کراہت تصویر کے شرائط و مراتب

تصویر سے کراہت پیدا ہونے کی تین شرطیں ہیں۔ (۱) چھوٹی نہ ہو (۲) موضع اہانت میں نہ ہو (۳) اس پر پردہ نہ ہو۔ جب یہ تینوں شرطیں پائی جائیں گی۔ تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ سب سے بڑھ کر کراہت اس صورت میں ہے جب تصویر نمازی کے آگے قبلے کو ہو۔ پھر وہ کہ سر کے اوپر ہو۔ اس کے بعد وہ کہ داہنے بائیں دیوار پر ہو۔ پھر وہ کہ پیچھے ہو دیوار یا پردے پر۔

یہ سب احکام

تو نماز کے ہیں۔ رہا تصویروں کا رکھنا اس کی نسبت صحیح حدیث میں ارشاد ہوا کہ جس گھر میں کتا ہو یا تصویر اس میں رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔ بشرطیکہ تصویر بڑی ہو اور اس کو اعزاز کے ساتھ رکھا جائے اور اگر موضع اہانت میں ہو یا چھوٹی ہو تو اُن کا ہونا رحمت کے فرشتوں کی آمد کے لیے مانع نہیں۔ چنانچہ روپیے اشرفی

اور دیگر سکّے کی تصویروں کا یہی حکم ہے۔ لیکن یہ یاد رہے کہ مذکورہ احکام تصویر رکھنے کے ہیں۔ رہا تصویر بنانا بنوانا دستی ہو یا عکسی بہر حال حرام ہے۔ اس میں چھوٹی بڑی کا فرق نہیں۔

مسئلہ:۔ الٹا قرآن مجید پڑھنا۔ کسی واجب کو ترک کرنا مکروہ تحریمی ہے جیسے رکوع وسجود میں پیٹھ سیدھی نہ کرنا۔ یوہیں قومہ و جلسے میں سیدھے ہونے سے پہلے سجدے کو چلا جانا۔ قیام کے علاوہ اور کسی موقع پر قرآن مجید پڑھنا یا رکوع میں قرأت ختم کرنا امام سے پہلے مقتدی کا رکوع وسجود وغیرہ میں جانا یا اس سے پہلے سر اٹھانا۔

مسئلہ: صرف پائجامہ یا تہبند پہن کر نماز پڑھی اور کرتا یا چادر موجود ہے تو نماز مکروہ تحریمی ہے۔ اور اگر دوسرا نہیں تو معافی ہے۔

مسئلہ:۔ امام کا کسی آنے والے کے لیے نماز کو طویل کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ بشرطیکہ اس کو پہچانتا ہو اور اس کی خاطر مدِ نظر ہو۔ جلدی میں صف کے پیچھے ہی سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ کر شامل ہو گیا۔ پھر صف میں داخل ہوا۔ یہ مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ:۔ غصب کی ہوئی زمین یا پرائے کھیت میں جس میں زراعت موجود ہے یا جُتے ہوئے کھیت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ قبر کا سامنے ہونا اگر نمازی و قبر کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو تو مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ:۔ کُفّار کے عبادت خانوں میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ کہ وہ شیاطین کی جگہ ہیں بلکہ ان میں جانا بھی ممنوع ہے۔

مسئلہ:۔ الٹا کپڑا پہن کر یا اوڑھ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ یونہیں انگرکھے کے بند نہ باندھنا اور اچکن وغیرہ کے بٹن نہ لگانا بشرطیکہ اس کے نیچے کرتا وغیرہ نہ ہو جس سے سینہ کھلا رہے اور اگر نیچے کرتا وغیرہ ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔

یاد رکھیے

جو نماز کسی مکروہ تحریمی کے ساتھ ادا کی گئی اس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے اگر نہ پڑھی جائے گی تو گناہ ہوگا۔

نماز کے مکروہات تنزیہی

سجدے یا رکوع میں بلا ضرورت تین تسبیح سے کم کہنا۔ حدیث میں اسی کو مرغ کی سی ٹھونگ مارنا فرمایا۔ ہاں تنگی وقت یا ریل چلے جانے کے خوف سے ہو تو حرج نہیں۔ کام کاج کے کپڑوں سے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے جب کہ اس کے پاس اور کپڑے ہوں۔ ورنہ کراہت نہیں۔

مسئلہ:۔ منھ میں کوئی چیز لیے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ جب کہ قرأت سے مانع نہ ہو اور اگر قرأت سے مانع ہو مثلاً آواز ہی نہ نکلنے یا اس قسم کے الفاظ نکلیں کہ قرآن شریف کے نہ ہوں تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ سستی سے ننگے سر نماز پڑھنا یعنی ٹوپی پہننا بوجھ معلوم ہوتا ہو۔ یا گرمی معلوم ہوتی ہو۔ تو نماز مکروہ تنزیہی ہے۔ اور اگر خشوع و خضوع کے لیے سر برہنہ پڑھی تو موجب ثواب ہے۔

مسئلہ:۔ نماز میں ٹوپی گر پڑی تو اٹھا لینا افضل ہے جب کہ عمل کثیر کی حاجت نہ پڑے۔ ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی۔ اور بار بار اٹھانی پڑے تو چھوڑ دے۔ اور نہ اٹھانے سے خشوع و خضوع مقصود ہو تو نہ اٹھانا افضل ہے۔

مسئلہ:۔ پیشانی سے خاک یا گھاس چھڑانا مکروہ ہے جب کہ ان کی وجہ سے نماز میں

تشویش نہ ہوتی ہو اور اگر تکبر مقصود ہو تو کراہت تحریمی ہے۔ اور اگر تکلیف دہ ہوں یا خیال بٹتا ہو تو حرج نہیں اور نماز کے بعد چھڑانے میں تو مطلقاً مضائقہ نہیں بلکہ چھڑانا چاہیے تاکہ ریا نہ آنے پائے۔ یونہیں حاجت کے وقت پیشانی سے پسینہ پوچھنا بلکہ ہر وہ عمل قلیل جو نمازی کے لیے مفید ہو جائز ہے۔ اور جو مفید نہ ہو مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ نماز میں ناک سے پانی بہا اس کو پوچھ لینا زمین پر گرنے سے بہتر ہے۔ اور اگر مسجد میں ہے تو پوچھنا ضروری ہے تاکہ مسجد کی بے حرمتی نہ ہو۔

یاد رکھیے

مسئلہ:۔ نماز میں انگلیوں پر آیتوں اور سورتوں اور تسبیحات کا گننا مکروہ ہے۔ نماز فرض ہو۔ خواہ نفل دل میں شمار رکھنا چاہیے اور پوروں کو دبانے سے تعداد محفوظ کرنے میں بھی ہرج نہیں۔ جب کہ سب انگلیاں بطور مسنون اپنی جگہ پر ہوں مگر خلاف اولیٰ ہے کہ دل دوسری طرف متوجہ ہوگا۔ اور زبان سے گننا نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔ نماز کے علاوہ انگلیوں پر شمار کرنے میں کوئی ہرج نہیں بلکہ بعض احادیث میں عقدِ انامل کا حکم ہے۔ اور یہ کہ انگلیوں سے قیامت کے دن سوال ہوگا اور وہ بولیں گی۔

عقدِ انامل

شمار کرنے کا ایک مسنون طریقہ ہے۔ جس کی تفصیل یہ ہے (۱)، کے واسطے سیدھے ہاتھ کی چھنگلیاں۔ بند کرلی جائے اور (۲)، کے واسطے اس کے برابر کی انگلی اور (۳)، کے واسطے بیچ کی انگلی اور (۴)، کے واسطے چھنگلیا کھول دی جائے اور (۵)، کے واسطے

برابر والی بھی کھول دی جائے اور (۶) کے واسطے بیچ کی کھول دی جائے اور چھنگلیا کے برابر والی بند کرلی جائے اس طرح کہ اس کے پورے کا سر بیچ ہتھیلی پر ہو اور (۷) کے واسطے چھنگلیا کے برابر والی کھول کر چھنگلیا کو بند کرلیا جائے اس طرح کہ اس کا سر ہتھیلی کے کنارے کے قریب ہو اور (۸) کے واسطے چھنگلیا کی برابر والی کو بند کرلیا جائے اور (۹) کے واسطے بیچ والی کو ان تینوں عدد میں انگلیوں کا سر ہتھیلی کی طرف رہے گا تاکہ پہلے تین سے مشتبہ نہ ہوں اور (۱۰) کے واسطے انگشت شہادت کے ناخن کے سرے کو انگوٹھے کے پورے کے پیٹ پر رکھا جائے اور (۲۰) کے واسطے انگشت شہادت کے تیسرے پورے کا کنارہ انگوٹھے کے ناخن کی پشت کے اوپر رکھا جائے۔ اور (۳۰) کے واسطے انگوٹھا کھڑا کر کے انگشت شہادت کے پورے کا سر اس کے ناخن کے کنارے پر رکھا جائے اور (۴۰) کے واسطے انگوٹھے کے ناخن کو انگشت شہادت کے تیسرے پورے کی پشت پر رکھیں اور (۵۰) کے واسطے انگشت شہادت کو سیدھا کر کے انگوٹھے کو خم دیکر ہتھیلی پر انگشت شہادت کے مقابل رکھیں اور (۶۰) کے واسطے انگوٹھے کو خم دیکر اس کے ناخن کی پشت پر انگشت شہادت کے دوسرے پورے کے پیٹ کو رکھیں اور (۷۰) کے واسطے انگوٹھا کھڑا کر کے انگشت شہادت کے دونوں گرہوں کے باطنی حصے کو انگوٹھے کے ناخن کی پشت پر رکھیں اس طرح کہ انگوٹھے کا ناخن پورا کا پورا کھلا رہے اور (۸۰) کے لیے انگوٹھے کو کھڑا کر کے انگشت شہادت کے پورے کا کنارا انگوٹھے کے پہلے پورے کے جوڑ کی پشت پر رکھیں اور (۹۰) کے واسطے انگشت شہادت کے ناخن کے سر کو انگوٹھے کے دوسرے پورے کے جوڑ کے باطنی حصے پر رکھیں۔

سینکڑہ اور ہزار کا طریقہ یہ ہے

دائیں ہاتھ میں انگلی کی جو ہیئت (۱) کے لیے ہے۔ بائیں ہاتھ میں وہی ہیئت (۱۰۰۰) کے لیے ہے۔ اور جو (۲) کے لیے ہے وہ بائیں ہاتھ میں (۲۰۰۰) کے واسطے اور جو (۳) کے لیے ہے وہ بائیں ہاتھ میں (۳۰۰۰) کے واسطے اسی طرح باقی یہاں تک کہ جو (۹) کے لیے ہے وہ بائیں ہاتھ میں (۹۰۰۰) کے واسطے اسی طرح دائیں میں انگلیوں کی جو ہیئت (۱۰) کے لیے ہے بائیں ہاتھ میں وہی ہیئت (۱۰۰) کے واسطے اور جو (۲۰) کے لیے ہے وہ بائیں میں (۲۰۰) کے واسطے اور جو (۳۰) کے لیے ہے وہ بائیں ہاتھ میں (۳۰۰) کے واسطے۔ اسی طرح باقی یہاں تک کہ جو (۹۰) کے لیے ہے وہ بائیں ہاتھ میں (۹۰۰) کے واسطے اور (۱۰۰۰) کے واسطے انگوٹھے کے پورے کنارے کو انگشتِ شہادت کے تمام پورے کی طرف کے ساتھ ملایا جائے۔ اس طرح کہ انگوٹھے کے ناخن کا سر اس کے ناخن کے سر کے برابر اور کنارا کنارے کے برابر ہو جائے۔

مسئلہ:- ہاتھ یا سر کے اشارے سے سلام کا جواب دینا مکروہ ہے۔ نماز میں بغیر عذر چار زانو بیٹھنا مکروہ ہے۔ اور عذر ہو تو حرج نہیں اور علاوہ نماز کے اس نشست میں کوئی مضائقہ نہیں۔ دامن یا آستین سے اپنے کو ہوا پہنچانا مکروہ ہے جب کہ دو ایک بار ہو اور پنکھا جھلنا نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔

مسئلہ:- کپڑا حد معتاد سے زیادہ دراز رکھنا دامنوں اور پائنچوں میں زیادتی یہ ہے کہ ٹخنوں سے نیچے ہوں اور آستینوں میں زیادتی یہ ہے کہ انگلیوں سے نیچے ہوں اور عمامے میں یہ کہ بیٹھنے میں اس کا شملہ دبے۔ انگڑائی لینا اور بالقصد کھانسنا یا

کھنکارنا مکروہ ہے۔ اور نماز میں تھوکنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ مقتدی کو صف کے پیچھے تنہا کھڑا ہونا مکروہ ہے جب کہ اگلی صف میں جگہ موجود ہو اور اگر صف میں جگہ نہ ہو تو ہرج نہیں۔

مسئلہ:۔ فرض کی ایک رکعت میں کسی آیت کو بار بار پڑھنا حالت اختیار میں مکروہ ہے اور عذر سے ہو تو حرج نہیں۔ یوہیں سورت کو بار بار پڑھنا بھی مکروہ ہے سجدے کو جاتے وقت گھٹنے سے پہلے ہاتھ رکھنا اور اٹھتے وقت ہاتھ سے پہلے گھٹنے اٹھنا بلا عذر مکروہ ہے۔ رکوع میں سر کو پشت سے اونچا یا نیچا کرنا مکروہ ہے۔ اور بِسْمِ اللّٰہِ وَ اَعُوْذُ وَ سُبْحَانَ اور آمین زور سے کہنا۔ اور اذکارِ نماز کو ان کی جگہ سے ہٹا کر پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ بغیر عذر دیوار یا عصا پر ٹیک لگانا مکروہ ہے۔ اور عذر سے ہو تو حرج نہیں۔ رکوع میں گھٹنوں پر اور سجدوں میں زمین پر ہاتھ نہ رکھنا مکروہ ہے عمامے کو سر سے اتار کر زمین پر رکھ دینا یا زمین سے سر پر رکھ لینا مکروہ ہے۔ آستین کو بچھا کر سجدہ کرنا تا کہ چہرہ پر خاک نہ لگے مکروہ ہے اور گرمی سے بچنے کے لیے کپڑے پر سجدہ کرے تو حرج نہیں۔

مسئلہ:۔ آیت رحمت پر سوال کرنا اور آیت عذاب پر پناہ مانگنا تنہا نفل پڑھنے والے کے لیے جائز ہے اور امام و مقتدی کو مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ داہنے بائیں جھومنا مکروہ ہے اور کبھی ایک پاؤں پر زور دیکر کھڑا ہونا کبھی دوسرے پر مکروہ نہیں بلکہ سنّت ہے اُٹھتے وقت آگے پیچھے پاؤں اٹھانا مکروہ ہے۔ اور سجدے کو جاتے وقت داہنی جانب زور دینا اور اُٹھتے وقت

بائیں پر زور دینا مستحب ہے۔ نماز میں آنکھیں بند رکھنا مکروہ ہے۔ مگر جب کھلی رہنے سے خشوع نہ ہوتا ہو تو بند کرنے میں حرج نہیں بلکہ بہتر ہے۔

مسئلہ:۔ سجدہ وغیرہ میں قبلہ سے انگلیوں کو پھیر دینا مکروہ ہے۔

یاد رکھیے

جوں یا مچھر یا کھٹمل جب ایذا پہنچاتے ہوں تو پکڑ کر مار ڈالنے میں حرج نہیں جب کہ عمل کثیر تک نوبت نہ پہنچے۔

مسئلہ:۔ امام کو تنہا محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے۔ اور اگر باہر کھڑا ہوا اور سجدہ محراب میں کیا یا امام تنہا نہ ہو بلکہ اس کے ساتھ کچھ مقتدی بھی محراب کے اندر ہوں تو حرج نہیں۔ یوہیں اگر مقتدیوں پر مسجد تنگ ہو تو بھی محراب میں کھڑا ہونا مکروہ نہیں۔

خوب یاد رکھیے

امام کو دروں میں کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے۔ اسی طرح پہلی جماعت کے امام کو مسجد کے گوشے و جانب میں کھڑا ہونا بھی مکروہ ہے اس کے لیے سنّت یہ ہے کہ بیچ مسجد میں کھڑا ہو۔ اور اسی بیچ کا نام محراب ہے۔ خواہ وہاں طاق معروف ہو یا نہ ہو تو اگر بیچ چھوڑ کر دوسری جگہ کھڑا ہوا اگرچہ اس کے دونوں طرف صف کے برابر برابر حصے ہوں تو مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ امام کا تنہا بلند جگہ کھڑا ہونا مکروہ ہے بلندی کی مقدار یہ ہے کہ

دیکھنے میں اس کی اونچائی ظاہر ممتاز ہو پھر یہ بلندی اگر قلیل ہو تو مکروہ تنزیہی ورنہ تحریمی ہے۔ امام نیچے ہو اور مقتدی بلند جگہ پر یہ بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ کعبہ معظمہ اور مسجد کی چھت پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ کیونکہ اس میں ترک تعظیم لازم آتی ہے۔

مسئلہ:۔ مسجد میں کوئی جگہ اپنے لیے خاص کر لینا کہ وہیں نماز پڑھے مکروہ ہے۔ تلوار وغیرہ حمائل کیے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ ہے جب کہ ان کی حرکت سے دل بٹے۔ ورنہ مضائقہ نہیں۔ اسی طرح سونے والے کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ نہیں۔

مسئلہ:۔ جلتی آگ نمازی کے آگے ہونا مکروہ ہے۔ شمع یا چراغ میں کراہت نہیں۔ ہاتھ میں کوئی ایسا مال ہو جس کے روکنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اس کو لیے ہوئے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ مگر جب ایسی جگہ ہو کہ بغیر اس کے حفاظت ناممکن ہو جائے گی تو مکروہ نہیں۔ سامنے پاخانہ وغیرہ نجاست ہونا یا ایسی جگہ نماز پڑھنا کہ مظنۂ نجاست ہو مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ سجدے میں ران کو پیٹ سے چپکا دینا یا ہاتھ سے بغیر عذر مکھی پسو اڑانا مکروہ ہے۔ مگر عورت سجدے میں ران پیٹ سے ملائے گی اس کے لیے مکروہ نہیں۔

مسئلہ:۔ قالین اور بچھونوں پر نماز پڑھنے میں حرج نہیں۔ جب کہ اتنے نرم اور موٹے نہ ہوں کہ سجدے میں پیشانی نہ ٹھہرے ورنہ نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ:۔ ایسی چیز کے سامنے جو دل کو مشغول رکھے نماز مکروہ ہے۔ مثلاً زینت اور لہو و لعب وغیرہ اسی طرح نماز کے لیے دوڑنا بھی مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ عام راستہ۔ کوڑا ڈالنے کی جگہ کمیلا قبرستان۔ غسل خانہ۔ حمام۔ نالہ۔

مویشی خانہ۔ خصوصاً اونٹ باندھنے کی جگہ اصطبل۔ پائخانہ کی چھت اور صحرا میں بلا سترے کے جب کہ خوف ہو کہ آگے سے لوگ گزریں گے ان سب مقامات میں نماز مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ قبرستان میں جو جگہ نماز کے لیے مقرر ہو اور اس میں قبر نہ ہو تو نماز پڑھنے میں حرج نہیں کراہیت اس وقت ہے جب کہ قبر سامنے ہو۔ نمازی اور قبر کے درمیان کوئی شئ سترے کی مقدار حائل نہ ہو۔ ورنہ اگر قبر داہنے بائیں یا پیچھے ہو یا بقدر سترہ کوئی چیز حائل ہو تو کچھ بھی کراہت نہیں۔

مسئلہ:۔ ایک زمین مسلمان کی ہو۔ دوسری کافر کی تو مسلمان کی زمین پر نماز پڑھے بشرطیکہ اس میں کھیتی نہ ہو ورنہ راستے پر پڑھے۔ کافر کی زمین پر نہ پڑھے اور اگر زمین میں زراعت ہے مگر اس میں اور مالک زمین میں دوستی ہے جس کی وجہ سے اسے ناگوار نہ ہو گا تو پڑھ سکتا ہے۔

نماز توڑنا کب جائز ہے؟

سانپ وغیرہ مارنے کے لیے جب کہ ایذا کا صحیح اندیشہ ہو۔ یا کوئی جانور بھاگ گیا: اس کے پکڑنے کے لیے یا بکریوں پر بھیڑیئے کے حملہ کرنے کے خوف سے نماز توڑ دینا جائز ہے۔ یوہیں اپنے یا پرائے ایک درہم یعنی سوا چار آنے اور تقریباً ایک پائی کے نقصان کا خوف ہو۔ مثلاً دودھ ابل جائے گا یا گوشت ترکاری روٹی وغیرہ جل جانے کا خوف ہو یا ایک درہم کی کوئی چیز چور اُچکا لے بھاگا تو ان سب صورتوں میں نماز توڑ دینے کی اجازت ہے۔

نماز توڑنا کب مستحب ہے؟

پائخانہ۔ پیشاب معلوم ہوا یا کپڑے یا بدن میں اتنی نجاست لگی دیکھی گر نماز کے لیے مانع نہ ہو یا اس کو کسی اجنبی عورت نے چھو دیا۔ تو نماز توڑ دینا مستحب ہے بشرطیکہ وقت وجماعت فوت نہ ہو جائے۔ اور پائخانہ پیشاب کی حالت شدید معلوم ہونے میں تو جماعت کے فوت ہو جانے کا بھی خیال نہ کیا جائے گا۔ البتہ فوت وقت کا لحاظ ہو گا۔

نماز توڑنا کب واجب ہے؟

کوئی مصیبت زدہ فریاد کر رہا ہو۔ کسی نمازی کو پکار رہا ہو۔ یا مطلقاً کسی شخص کو پکارتا ہو یا کوئی ڈوب رہا ہو۔ یا کوئی آگ سے جل جائے گا۔ یا کوئی۔ اندھا راہ گیر کنوئیں میں گرا چاہتا ہو تو ان سب صورتوں میں نماز توڑ دینا واجب ہے جب کہ یہ اس کے بچانے پر قادر ہو۔

ماں باپ کی عظمت

شریعت نے یہ رکھی ہے کہ اگر بیٹا نفل نماز پڑھ رہا ہو اور انھیں یہ معلوم نہیں ایسی حالت میں اگر وہ بیٹے کو پکاریں تو اس کو حکم ہے کہ نماز توڑ کر ان کو جواب دے۔

نماز پڑھنے کا اسلامی طریقہ

یہ ہے کہ باوضو قبلہ رو دونوں پاؤں کے پنجوں میں چار انگل کا فاصلہ کر کے کھڑا ہو اور دونوں ہاتھ کانوں تک لے جائے اس طرح کہ انگوٹھے کانوں کی لو سے چھو جائیں اور انگلیاں نہ ملی ہوئی رکھے نہ خوب کھولے ہوئے بلکہ اپنی حالت پر ہوں اور ہتھیلیاں قبلے کو ہوں نیت کر کے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے اور ناف کے نیچے باندھ لے اس طرح کہ داہنی ہتھیلی کی گدی بائیں کلائی کے سرے پر ہو اور بیچ کی تین انگلیاں بائیں کلائی کی پشت پر اور انگوٹھا اور چھنگلیاں کلائی کے اغل بغل پھر ثنا پڑھے یعنی سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ (ترجمہ) اے اللہ میں استفادر کھتا ہوں کہ تو ہر اس صفت سے پاک ہے جو تیری شان کے لائق نہیں اور میں تیری حمد کے ساتھ شروع کرتا ہوں اور تیرا نام برکت والا ہے اور تیری عظمت سب پر بلند ہے اور وجود میں تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ پھر تعوذ پڑھے یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ط اس کا ترجمہ یہ ہے میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں مردود شیطان سے۔

تعلیمات: (۱) قرآن پاک کی قرأت شروع کرنے سے پیشتر اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ط پڑھنا نماز میں سنّت ہے اور بیرون نماز واجب ہے۔ قرأت سے پیشتر اس کے پڑھنے کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ قرأت شروع کرنے والے کو شیطان کا واقعہ یاد آجائے اور وہ یہ سمجھ لے کہ شیطان فرشتوں میں معظم اور ممتاز ہونے کے باوجود بارگاہ الٰہی سے مردود اس لیے ہو گیا کہ اس نے اپنے رب کے حکم

کی مخالفت کی تھی اور حضرت آدم علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس واقعہ کے یاد آنے سے قرأت کرنے والا اس نیّت سے قرأت کرے گا کہ قرآن پاک میں جن چیزوں کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے ان کو بجا لائے اور جن کی ممانعت کی گئی ہے اِن سے بچتا رہے کہ رب کی مخالفت میں گرفتار نہ ہو۔ ورنہ مخالفت سے شیطان کی طرح مردود ہو جائے گا۔ اور شیطان کی طرح ہمیشہ جہنم میں رہنا پڑے گا۔ (۲) چونکہ بندے کے دل میں شیطانی خطرات اور وسوسے آتے جاتے رہتے ہیں۔ جن کی وجہ سے اس کا قلب پراگندہ رہتا ہے اور پراگندگی کی وجہ سے کلامِ الٰہی کی حلاوت محسوس نہیں ہوتی نظر براں اس کو حکم دیا گیا کہ قرأت سے پیشتر اِن کلمات کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آکر شیطانی وسوسوں سے محفوظ ہو جائے تاکہ کلامِ الٰہی کی حلاوت اپنے اندر محسوس کر سکے۔ (۳) قرآن کریم کے ہر ہر کلمے میں حقائق و معارف کے دفتر ہیں۔ جن تک اسی قلب کی رسائی ہو سکتی ہے جو شیطانی خیالات اور وسوسوں سے پاک اور انفاسِ حق کی خوشبو سے معطر ہو اور یہ دونوں چیزیں تعوذ میں مضمر ہیں۔ اسی واسطے شروع قرأت میں اس کے پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اور اسی واسطے یہ کلمات بہ نسبت کلمۂ لعنت شیطان پر زیادہ شاق گذرتے ہیں۔ چنانچہ حدیث میں ہے جب کوئی مومن شیطان پر لعنت کرتا ہے تو شیطان اس کو مخاطب کر کے یوں کہتا ہے کہ تو نے ایک ملعون پر لعنت کی اور جب مومن اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ پڑھتا ہے۔ تو شیطان کہتا ہے کہ تو نے میری پیٹھ توڑ دی کیونکہ بندہ ان کلمات کے ذریعہ سے قادرِ مطلق کی پناہ میں آجاتا ہے۔

شیطان سے محفوظ رہنے کا اسلامی طریقہ

حدیث میں ہے جو شخص دن میں دس مرتبہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ط پڑھ لے تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ایک فرشتہ مقرر فرما دیتا ہے جو اس شخص سے شیطان کو دفع کرتا رہتا ہے۔ جلیل القدر صحابی حضرت معاذ ابن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی موجودگی میں دو شخص آپس میں ایک دوسرے کو سب وشتم کرنے لگے اور اس میں حد سے گذر گئے تو رحمت جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں ایسا کلمہ جانتا ہوں کہ اگر اس کو یہ کہہ لیں تو ان کا غصہ ٹھنڈا ہو جائے۔ (جو شیطان کی مداخلت سے پیدا ہوتا ہے) وہ کلمہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ہے۔

ستّر ہزار فرشتوں کو اپنا دُعا گو بنائیے

عظیم القدر صحابی حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص صبح کے وقت تین مرتبہ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ ط پڑھے اور سورہ حشر کی آخری تین آیتیں تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ستّر ہزار فرشتے مقرر فرما دیتا ہے جو اس کے لیے شام تک دعائے خیر کرتے رہتے ہیں۔ اگر وہ شخص اس دن انتقال کر جائے تو درجہ شہادت پائے گا اور جو شخص شام کے وقت یہ عمل کرے گا تو اس کے لیے بھی یہی حکم ہے۔ پھر تسمیہ پڑھے۔ یعنی بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط (ترجمہ) اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں۔

جو بہت مہربان رحمت والا۔

تعلیمات: (۱) یہ قرآن پاک کی مستقل ایک آیت ہے کسی سورت کا جزو نہیں سورتوں میں فصل اور امتیاز کرنے کے لیے اس کو نازل کیا گیا تھا۔ بیرون نماز جب کسی سورت کو ابتدا سے پڑھے تو شروع میں اس کا پڑھنا مسنون ہے۔ اور اگر درمیان سے پڑھے تو اس کا پڑھنا مستحب ہے۔ (۲) اس کے نزول سے پیشتر سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خطوط وغیرہ کے شروع میں بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ لکھوایا کرتے تھے پھر جب آیت اِرْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ اللّٰهِ مَجْرٖىهَا وَمُرْسٰىهَا نازل ہوئی تو آپ نے بِسْمِ اللّٰهِ لکھوانا شروع کر دیا پھر جب آیت قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ نازل ہوئی تو آپ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ لکھوانے لگے۔ پھر جب یہ آیت نازل ہوئی اِنَّهٗ مِنْ سُلَيْمٰنَ وَاِنَّهٗ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ تو آپ نے بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ لکھوانا اختیار فرمالیا۔ (۳) اور اس کی خیر و برکت کا اظہار کرتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ ہر امر ذی شان کو اس سے شروع کیا جائے تاکہ اس میں اللہ تعالیٰ دنیوی اور اخروی برکتیں عطا فرمائے۔ اور اگر اس سے شروع نہ کیا گیا تو وہ بے برکت رہیگا۔

(۴) بعض عارفین نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے مشہور ناموں سے بہت سے نام ایسے ہیں۔ جن کے اوّل میں بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ کے حروف میں سے کوئی حرف ہے جیسے بَصِيْرٌ۔ سَمِيْعٌ۔ مَالِكٌ۔ اَللّٰهُ۔ لَطِيْفٌ۔ هَادِیْ۔ رَزَّاقٌ۔ حَلِيْمٌ۔ نَافِعٌ۔ وغیرہ پس کسی کام کو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ سے شروع کرنا ان تمام ناموں سے شروع کرنا قرار پاتا ہے اور اُن تمام ناموں کے اثرات حاصل ہو جاتے ہیں۔ اسی واسطے بِسْمِ اللّٰهِ شریف کے پڑھنے سے طرح طرح کی برکتوں کا ظہور ہوتا ہے جن کو

سن کر لوگ متحیّر ہو جاتے ہیں۔

صالح اولاد پیدا ہونے کا اسلامی طریقہ

سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ابو ہریرہ کو مخاطب کر کے ارشاد فرمایا کہ جب تم وضو کا ارادہ کرو بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ لو۔ تو اس وقت سے فارغ ہونے تک محافظ فرشتہ تمھارے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھتا رہیگا۔ اور جب اپنی اہلیہ سے مخصوص ملاقات کا ارادہ کرو تو بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ لو تو اس وقت سے غسل جنابت تک محافظ فرشتہ تمھارے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھتا رہے گا۔ اور اگر اس ملاقات سے کوئی بچّہ پیدا ہوا تو تمھارے نامۂ اعمال میں اس بچّہ کے سانسوں کی تعداد کے برابر اور اس بچّے کی جتنی نسل ہو اُس ساری نسل کے سانسوں کی تعداد کے برابر تمھارے نامۂ اعمال میں نیکیاں لکھی جائیں گی۔

اے ابو ہریرہ جب تم کسی چوپایہ پر سوار ہو تو بِسْمِ اللّٰہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ تو تاکہ اس کے قدموں کی تعداد کے برابر تمھارے لیے نیکیاں لکھی جائیں اور جب کشتی پر سوار ہو تو بِسْمِ اللّٰہِ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ لو تاکہ اس وقت سے نکلنے تک تمھارے لیے نیکیاں لکھی جائیں۔ بادشاہ روم نے فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں یہ درخواست بھیجی کہ میرے سر میں درد ہے جو کبھی بند نہیں ہوتا تو میرے لیے کوئی دوا ارسال فرمائیں۔ فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک ٹوپی بھیجدی۔ باشاہ روم جب اس کو سر پر رکھتا درد بند ہو جایا کرتا تھا۔ اور جب اُتارتا تو پھر ہونے لگتا۔ یہ چیز اس کے لیے تعجب خیز ہوئی۔ تو اس نے ٹوپی کی تفتیش کی اس میں سے ایک

کاغذ نکلا جس میں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ لکھی ہوئی تھی۔ اب سمجھا کہ اسی کی برکت سے درد بند ہو جاتا ہے۔

عُلماء کرام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے تین ہزار نام ہیں ایک ہزار تو وہ ہیں جن کا صرف فرشتوں کو علم ہے۔ اور ایک ہزار وہ ہیں جن کا علم صرف انبیاء کرام کو ہے اور تین سو توریت میں ہیں اور تین سو انجیل میں اور تین سو زبور میں اور ننانوے ۹۹ قرآن پاک میں اور ایک وہ ہے جس کا علم بجز اللہ تعالیٰ کے اور کسی کو نہیں بِسۡمِ اللّٰہِ شریف میں تین نام مذکور ہیں "اللہ۔ رحمٰن۔ رحیم" ان تینوں میں تین ہزار ناموں کے معانی آجاتے ہیں۔ نظر براں اللہ تعالیٰ کو ان تینوں ناموں کے ساتھ یاد کرنا بمنزلہ تین ہزار ناموں کے ساتھ یاد کرنے کے ہوتا ہے۔ پس جس کام کے شروع میں بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھا گیا تو ان تین ہزار ناموں کی برکتیں حاصل ہوں گی بشرطیکہ نیت میں خلوص اور قلب حاضر ہو۔

حدیث: میں ہے کہ محبوب خدا تاجدار دوسرا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ شبِ معراج میرے سامنے سب جنتیں پیش کی گئیں تو میں نے ان کے اندر چار نہریں دیکھیں۔ ایک پانی کی دوسری دودھ کی۔ تیسری شراب کی چوتھی شہد کی۔ میں نے جبریل سے کہا۔ کہ یہ کہاں سے آرہی ہیں اور کہاں جارہی ہیں۔ جبریل امین نے عرض کی۔ حوض کوثر میں جارہی ہیں۔ اور مجھے یہ نہیں معلوم کہ کہاں سے آرہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کیجیے تاکہ وہ آپ کو بتادے یا دکھادے۔ چنانچہ آپ نے عرض کی تو ایک فرشتہ حاضر ہوا اور محبوبِ خدا کی خدمت میں سلام عرض کرنے کے بعد اس نے عرض کیا کہ آنکھیں بند فرمالیجیے۔ آپ نے آنکھیں بند فرمالیں۔ پھر اس

نے عرض کیا کھول دیجیے آپ نے کھول دیں۔ محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ کہ آنکھیں کھولنے کے بعد میں ایک درخت کے پاس تھا اور میں نے سپید موتی کا ایک قبہ دیکھا۔ جس کا دروازہ سونے کا اور اُس میں قفل لگا ہوا تھا۔ وہ قبہ اس قدر بڑا تھا کہ اگر تمام جن وانس اُس پر بٹھائے جائیں تو ایسا معلوم ہو جیسے کسی پہاڑ پر ایک پرندہ بیٹھا ہوا ہے۔ میں نے دیکھا کہ یہ چاروں نہریں اس قبے کے نیچے سے نکل رہی ہیں۔ جب میں نے واپسی کا ارادہ کیا۔ تو فرشتہ بولا کہ اس قبے میں داخل کیوں نہیں ہوتے میں نے کہا کس طرح داخلہ ہو جب کہ اس کا دروازہ مقفل ہے اور میرے پاس چابی نہیں۔ فرشتے نے عرض کیا کہ اس کی چابی بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط ہے چنانچہ میں نے اس قفل سے قریب ہو کر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط کو پڑھا تو وہ قفل فوراً کھل گیا۔ پھر میں قبے میں داخل ہوا تو دیکھا کہ وہ چاروں نہریں اس قبے کے چاروں گوشوں سے نکل رہی ہیں اور میں نے دیکھا کہ اس قبے کے چار گوشوں پر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ حِیْمِ ط لکھی ہوئی ہے پانی کی نہر بِسْمِ اللّٰه کی میم سے اور دودھ کی اللہ کی ھا سے اور شراب کی رحمٰن کی میم سے اور شہد کی نہر رَحِیْمِ کی میم سے نکل رہی ہے۔ تب معلوم ہوا کہ ان نہروں کی اصل بِسْمِ اللّٰهِ سے ہے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ کہ اے محبوب تمھاری امت میں سے جو شخص خلوص قلب کے ساتھ اِن تینوں اسمار کے ساتھ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ط پڑھ کر مجھ کو یاد کریگا تو اس کو ان چاروں نہروں سے سیراب فرماؤں گا۔ پھر اَلْحَمْدُ پڑھے اور ختم پر آہستہ آمین کہے اس کے بعد کوئی سورت یا تین آیتیں پڑھے یا ایک آیت جو تین کے برابر ہو۔

الحمد شریف کا مختصر تذکرہ

اس کو سورۂ فاتحہ بھی کہتے ہیں۔ اس میں سات آیتیں ستائیس کلمے ایک سو چار حرف ہیں۔ سید عالم نُور مُجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ سورہ فاتحہ ہر مرض کے لیے شفا ہے۔ اسی واسطے بزرگانِ دین مختلف طریقوں سے لکھ کر مریضوں کو پلواتے ہیں جس سے بفضلہ تعالیٰ شفا حاصل ہوتی ہے۔ اس کی عظمت کا کچھ اندازہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے اس ارشاد سے ہو سکتا ہے جو آپ نے اس کے بارے میں فرمایا تھا۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر یہ سورت توریت شریف میں ہوتی تو موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم یہودیت اختیار نہ کرتی۔ اور اگر انجیل شریف میں ہوتی تو عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم نصرانیت اختیار نہ کرتی۔ اور اگر یہ سورت زبور شریف میں ہوتی تو داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قوم مسخ نہ کی جاتی۔ اور جو مسلمان اس کو پڑھے تو اللہ تعالیٰ پورے قرآن کے پڑھنے کا ثواب عطا فرمائے گا۔ اور جملہ مومنین اور جملہ مومنات پر صدقہ کرنے کے برابر ثواب پائے گا۔

دُعا قبول کرانے کا اسلامی طریقہ

سید عالم نُور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ سورۂ فاتحہ سَو مرتبہ پڑھ کر جو دُعا مانگی جائے اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرماتا ہے۔

الحمد شریف کا ترجمہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۙ سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہاں والوں کا۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ بہت مہربان رحمت والا مٰلِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ ۙ روز جزا کا مالک۔ اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ ۙ ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ ہمیں سیدھا راستہ چلا۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ ان کا راستہ جن پر تونے احسان کیا۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْنَ ۔ نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا۔

سورۃ فاتحہ کے مضامین

اس سورت میں اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا۔ ربوبیت۔ رحمت۔ مالکیت۔ استحقاقِ عبادت۔ توفیقِ خیر۔ بندوں کی ہدایت۔ توجہ الی اللہ۔ اختصاصِ عبادت۔ استعانت طلبِ رشد۔ آدابِ دعا۔ صالحین کے حال سے موافقت۔ گمراہوں سے اجتناب و نفرت۔ دنیا کی زندگانی کا خاتمہ جزا اور جزا کا مصرح و مفصل بیان ہے۔ اور جملہ مسائل کا اجمالاً الحمد۔

مسئلہ:۔ ہر ذی شان کام کے شروع میں بِسْمِ اللّٰهِ شریف کی طرح حمدِ الٰہی بھی بجالانا چاہیے۔

مسئلہ:۔ کبھی حمد واجب ہوتی ہے جیسے جمعہ کے خطبے میں اور کبھی مستحب جیسے نکاح کے خطبے میں اور دعا میں اور ہر کھانے پینے کے بعد۔ کبھی سنت مؤکدہ جیسے

چھینک آنے کے بعد رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ میں تمام کائنات کے حادث و محتاج ہونے کی طرف اور اللہ تعالیٰ کے واجب. قدیم. ازلی. ابدی. حی و قیوم. قادر و علیم ہونے کی طرف اشارہ ہے. جن کو رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ مستلزم ہے ان دو لفظوں میں علم الہٰیات کے اہم مباحث طے ہو گئے. مَالِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ. میں ملک کے ظہورِ تام کا بیان اور یہ دلیل ہے کہ اللہ کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں کیونکہ سب اس کے مملوک ہیں اور مملوک مستحق عبادت نہیں ہو سکتا. اِسی سے معلوم ہوا کہ دنیا دار العمل ہے اور اس کے لیے انتہا ہے. پس دنیا کے سلسلے کو ازلی ابدی کہنا باطل ہے. اختتام دنیا کے بعد ایک جزا کا دن ہے اس سے معلوم ہوا کہ تناسخ باطل ہے ذات و صفات کا ذکر کرنے کے بعد اِيَّاكَ نَعْبُدُ فرمانے میں اس طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ عقیدہ عمل پر مقدم ہے اور عبادت کی مقبولیت عقیدے کی صحت پر موقوف ہے اور اس میں ردِّ شرک بھی ہے. کہ اللہ تعالیٰ کے سوا عبادت کسی کے لیے نہیں ہو سکتی. اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ میں یہ تعلیم فرمائی کہ استعانت خواہ بواسطہ ہو یا بے واسطہ ہر طرح اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے. حقیقی مستعان وہی ہے باقی آلات و خدام و احباب وغیرہ سب اعانت الہٰی کے مظہر ہیں. بندے کو چاہیے کہ اس پر نظر رکھے اور ہر چیز میں دستِ قدرت کو کارکن دیکھے. اس سے یہ سمجھنا کہ اولیاء انبیاء سے مدد چاہنا شرک ہے جیسے وہابی کہتے ہیں باطل عقیدہ ہے. کیونکہ مقربانِ حق کی امداد. امداد الہٰی ہے استعانت بالغیر نہیں. اگر اس آیت کے وہ معنی ہوتے جو وہابیوں نے سمجھے تو قرآن پاک میں اِسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ (مدد طلب کرو صبر اور نماز سے) کیوں وارد ہوتا. اور احادیث میں اہل اللہ سے استعانت کی تعلیم کیوں دی

جاتی۔ اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں دعا کی تعلیم فرمائی۔ اس سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ بندے کو عبادت کے بعد دعا میں مشغول ہونا چاہیے۔ حدیث شریف میں بھی نماز کے بعد دعا کی تعلیم فرمائی گئی ہے۔ صِرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سے مراد اسلام ہے یا قرآن یا نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے اخلاق یا خود حضور یا حضور کے آل و اصحاب مراد ہیں۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ صِرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ اہلِ سنّت کا راستہ ہے جو اہلبیت و اصحاب اور سنّت و قرآن اور سواد اعظم سب کو مانتے ہیں۔ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ پہلے جملہ کی تفسیر ہے کہ صِرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ سے طریق مسلمین مراد ہے اس سے بہت مسائل حل ہوتے ہیں کہ جن امور پر بزرگان دین کا عمل رہا ہو۔ وہ صِرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ میں داخل ہیں۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ۔ میں اس امر کی ہدایت ہے کہ طالبِ حق کو دشمنانِ خدا سے اجتناب اور ان کی رسم وراہ ان کی وضع و اطوار سے پرہیز لازم ہے۔ ترمذی شریف کی روایت ہے کہ مَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ سے یہود اور ضَآلِّیْنَ سے نصاریٰ مراد ہیں۔

مسئلہ:۔ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ کو غَیْرِ الْمَغْظُوْبِ پڑھنے سے نماز فاسد ہوجاتی ہے اور جو شخص ضاد کی جگہ ظا پڑھے اس کی امامت جائز نہیں (محیط برہانی)

آمین

یہ لفظ نہ صرف الحمد شریف بلکہ قرآن پاک ہی کا جزو نہیں۔ الحمد شریف پڑھنے والے کے لیے اختتام پر اس کا پڑھنا مسنون ہے۔ اسی طرح ہر دعا کے بعد۔ اور یہ اس اُمت کے خصوصیات سے ہے۔ اس سے پیشتر کسی کو نہیں دیا گیا۔ سوائے

حضرت ہارون علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کے کہ انھوں نے ایک مرتبہ اس کا تلفظ ضرور کیا تھا۔ جب کہ موسیٰ علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرعون کے لیے بددعا فرمائی تھی مولائے مشکل کشا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آمین ربّ العالمین کی عطا کردہ مہر ہے کہ بندے اپنی دعاؤں کے آخر میں اس کو لگائیں تاکہ ان کی دعائیں ناکام ہونے سے محفوظ رہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اس کے کہنے والے کے لیے جنّت کا ایک درجہ لکھا جاتا ہے۔ مشہور مورّخ اسلام وہب ابن مُنبّہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ آمین میں چار حرف ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر حرف کے بدلے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے جو کہ کہنے والے کے لیے دعائے مغفرت کرتا رہتا ہے۔ پھر اَلْحَمْد شریف اور سورت پڑھ کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا رکوع میں جائے اور گھٹنوں کو ہاتھ سے پکڑے اس طرح کہ ہتھیلیاں گھٹنے پر ہوں اور انگلیاں خوب پھیلی ہوں۔ نہ یوں کہ سب انگلیاں ایک طرف ہوں اور نہ یوں کہ چار انگلیاں ایک طرف اور دوسری طرف فقط انگوٹھا۔ اور پیٹھ بچھی ہو اور سر پیٹھ کے برابر ہو اونچا نیچا نہ ہو۔ اور کم سے کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْم کہے (اس کا ترجمہ یہ ہے میرا عظمت والا مالک سب برائیوں سے پاک ہے) پھر سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے (اس کا ترجمہ یہ ہے) اللہ اس کی حمد قبول فرمائے جس نے اس کی حمد کی، اگر منفرد ہو تو اس کے بعد اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْد کہے (اس کا ترجمہ یہ ہے کہ اے اللہ ہمارے مالک تیرے لیے حمد ہے۔ پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا سجدے میں جائے اس طرح کہ پہلے گھٹنے زمین پر رکھے پھر ہاتھ پھر دونوں ہاتھوں کے بیچ میں سر رکھے نہ یوں کہ

صرف پیشانی چھو جائے اور ناک کی نوک لگ جائے۔ بلکہ پیشانی اور ناک کی ہڈی جمائے اور بازوؤں کو کروٹوں اور پیٹ کو رانوں اور رانوں کو پنڈلیوں سے جُدا رکھے اور دونوں پاؤں کی سب انگلیوں کے پیٹ قبلہ رو جمے ہوں۔ اور ہتھیلیاں بچھی ہوں۔ اور انگلیاں قبلے کو ہوں۔ اور کم از کم تین بار سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہے (اس کا ترجمہ یہ ہے، میرا بلند مالک سب برائیوں سے پاک ہے۔ پھر سر اٹھائے۔ اس کے بعد ہاتھ اور داہنا قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رُخ کرے۔ اور بایاں قدم بچھا کر اس پر خوب سیدھا بیٹھ جائے اور ہتھیلیاں بچھا کر رانوں پر گھٹنوں کے پاس رکھے کہ دونوں ہاتھ کی انگلیاں قبلے کو ہوں۔ پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا سجدے کو جائے اور پہلے کی طرح سجدہ کرے۔ پھر سر اُٹھائے۔ پھر ہاتھ کو گھٹنے پر رکھ کر پنجوں کے بل کھڑا ہو جائے۔ اب صرف بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑھ کر قرأت شروع کر دے۔ پھر پہلے کی طرح رکوع اور سجدے کر کے داہنا قدم کھڑا کر کے بایاں قدم بچھا کر بیٹھ جائے اور اَلتَّحِیَّات پڑھے اس میں کوئی حرف کم و بیش نہ کرے اور جب کلمۂ لَا کے قریب پہنچے داہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے اور چھنگلیاں اور اس کے پاس والی ہتھیلی سے ملا دے اور لفظ لَا پر کلمے کی اُنگلی اُٹھائے مگر اس کو جنبش نہ دے۔ اور کلمہ اِلَّا پر گرا دے اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کر دے اگر دو سے زیادہ رکعتیں پڑھنی ہیں تو اُٹھ کھڑا ہو اور پہلے کی طرح پڑھے مگر فرضوں کی ان رکعتوں میں اَلْحَمْد شریف کے ساتھ سورت نہ ملائے۔

اَلتَّحِیَّات کا ترجمہ

اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ تمام قولی عبادتیں اللہ ہی کے لیے ہیں وَالصَّلَوٰتُ اور تمام بدنی عبادتیں بھی وَالطَّیِّبَاتُ اور تمام مالی عبادتیں بھی۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ اے نبی آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ ہم پر سلام ہو اور اللہ کے نیک بندوں پر اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی برحق معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے اور رسول ہیں۔

اَلتَّحِیَّات کا تاریخی حال

محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جب شب معراج بارگاہ الٰہی میں حاضر ہوئے تو بطور درباری آداب کے آپ نے اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰہِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ عرض کیا تھا اس کے جواب میں مولا تعالیٰ نے اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ فرمایا۔ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تین کلمات عرض کیے تھے مولا تعالیٰ نے بھی جواب میں تین کلمات ارشاد فرمائے۔ یعنی اَلتَّحِیَّاتُ کے جواب میں سلام فرمایا جو اس امت کے ساتھ مخصوص ہے، سابقہ اُمتوں میں سے کسی کو نہیں دیا گیا۔ اور اَلصَّلَوٰتُ کے جواب میں رَحْمَةُ اللّٰہِ فرمایا اور اَلطَّیِّبَاتُ کے جواب میں بَرَکَاتُہٗ فرمایا۔ معراج کے دولہا سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے سلام کے جواب میں اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ کہا جس سے دو باتیں

ظاہر ہوتی ہیں۔ اوّل آپ کا کرم کہ اللہ تعالیٰ کے سلام میں آپ نے عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ کہہ کر تمام انبیاء، ملائکہ اولیاء، اور سب نیک بندوں کو شریک فرمالیا۔ دوم آپ کی انتہائی شفقت یہ کہ اپنے گنہگار اُمتیوں کو اس موقع پر فراموش نہیں فرمایا بلکہ ان پر انتہائی کرم یہ ہوا کہ عَلَیْنَا کہہ کر اپنے دامن رحمت میں لے کر اپنے ساتھ ذکر فرمادیا۔ نیک بندوں کی طرح علیحدہ ذکر نہیں کیا۔ گنہگار اُمتیوں کو اپنے ساتھ رکھنا منظور تھا جب ہی تو عَلَیْنَا فرمایا جو جمع کے لیے آتا ہے اور اگر گنہگاروں کو اپنے ساتھ رکھنا منظور نہ ہوتا تو عَلَیْنَا کی جگہ عَلَیَّ فرماتے جو واحد کے لیے آتا ہے جب محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی شفقت وکرم سے اللہ تعالیٰ کے سلام میں اپنے ساتھ سب کو شریک کرلیا تو حضور کے اس خلقِ عظیم اور کرم عمیم سے بہ الہام خداوندی متاثر ہوکر ساتوں آسمان کے فرشتوں میں سے ہر ایک نے اور ساتوں آسمان سے اوپر رہنے والے فرشتوں میں سے ہر ایک نے کہا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اب یہ بات ظاہر ہوگئی کہ اَلتَّحِیَّاتُ کے بعض کلمات اللہ تعالیٰ کے فرمائے ہوئے ہیں اور بعض کلمات محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے اور بعض فرشتوں کے لیکن نمازی اَلتَّحِیَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّیِّبَاتُ اس ارادے سے کہے کہ وہ بارگاہ الٰہی میں ان کلمات کے ذریعہ سے خود آداب بجالا رہا ہے۔ یہ ارادہ نہ کرے کہ میں حضور کے پیش کردہ آداب کی نقل کررہا ہوں۔ اور اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ بارگاہِ رسالت میں سلام پیش کرنے کی نیت سے کہے اس ارادہ سے نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے فرمائے ہوئے سلام کی نقل کررہا ہوں بلکہ ان کلمات کے کہنے سے پہلے محبوبِ خدا صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی صورت پاک کا دل میں تصور کرے پھر اس کی جانب متوجہ ہو کر بذریعہ ان کلمات کے خشوع اور خضوع کے ساتھ سلام پیش کرے۔ اور اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ کہتے وقت بھی یہ نیت نہ کرے کہ حضور کے ارشاد فرمودہ کلمات کی نقل کر رہا ہوں بلکہ یہ نیت کرلے کہ ان کلمات کے ذریعہ سے اپنے لیے اور تمام نیک بندوں کے واسطے سلامتی کی دُعا کر رہا ہے اور اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ کہتے وقت یہ نیت نہ کرے کہ فرشتوں کے کہے ہوئے کلمات کی نقل کر رہا ہوں بلکہ خود الوہیت اور رسالت کی گواہی دینے کی نیت سے کہے۔ پھر اَلتَّحِیَّاتُ کے بعد درود شریف پڑھے اور وہ یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ (ترجمہ) اے اللہ درود بھیج ہمارے سردار محمدؐ پر اور ہمارے سردار محمدؐ کی آل پر جیسے کہ تو نے درود بھیجا ہمارے سردار ابراہیم پر اور ہمارے سردار ابراہیم کی آل پر بیشک تو سراہا ہوا بزرگی والا ہے۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ۔ (ترجمہ) اے اللہ برکت دے ہمارے سردار محمدؐ کے لیے اور ہمارے سردار محمدؐ کی آل کے لیے جیسے کی تو نے برکت دی تھی ہمارے سردار ابراہیم کے لیے اور ہمارے سردار ابراہیم کی آل کیلیے۔ بیشک تو سراہا ہوا بزرگی والا ہے۔

سوال: ان دونوں درودوں میں حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ذکر کیا دیگر انبیاء علیہم السلام کا نام ذکر کیوں نہیں کیا گیا۔

جواب:۔ معراج سے واپسی میں چونکہ حضرت ابراہیم علیہ السّلام نے حضور پُرنور سے فرمایا تھا کہ اپنی اُمّت سے میرا اسلام فرما دیجیے گا۔ نظر براں اِس نوازش بیکراں اور عزّت افزائی فراواں کی مکافات کرنے کے لیے درود شریف میں ان کا نام پاک رکھ دیا گیا کہ اُمّت اپنے محسن کی یاد سے نماز میں بھی غافل نہ رہے۔

درود شریف کی خصوصیت

بارگاہِ الہٰی میں اس قدر ہے کہ ہر شخص کے قیاس میں نہیں آسکتی۔ سیّد عالم نُورِ مُجسّم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے غیب کی خبریں بتاتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا ایک فرشتہ ایسا ہے۔ جس کے دو بازو ہیں اتنے بڑے کہ ایک مشرق میں اور ایک مغرب میں اس کا سر عرش کے نیچے اور اس کے دونوں پاؤں ساتویں زمین کے نیچے اور مخلوقات کی تعداد کے برابر اُس کے پَر ہیں جب میری اُمّت کا کوئی مرد یا کوئی عورت مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ فرشتہ دریائے نُور میں غوطہ لگاتا ہے جو عرش کے نیچے ہے پھر نکل کر دونوں بازوں کو جھاڑتا ہے تو ہر پَر سے ایک قطرہ ٹپکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر قطرہ سے ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے ان قطرات سے پیدا شدہ مخلوقات کی تعداد کے برابر فرشتے درود بھیجنے والے کے لیے تا قیامت دُعائے مغفرت کرتے رہیں گے۔

مسئلہ:۔ عمر میں ایک بار درود شریف پڑھنا فرض ہے۔ اور ہر جلسہ ذکر میں درود شریف پڑھنا واجب خواہ خود نام اقدس لے یا دوسرے سے سُنے اگر ایک مجلس میں سَو بار ذکر آئے تو ہر بار درود پڑھنا چاہیے۔ اگر نام اقدس لیا یا سُنا اور

درود شریف اس وقت نہ پڑھا۔ تو کسی دوسرے وقت میں اس کے بدلے کا پڑھ لے۔

مسئلہ:۔ گاہک کو سودا دکھاتے وقت۔ تاجر کا اس غرض سے درود شریف پڑھنا یا سُبحَانَ اللہِ کہنا کہ اس چیز کی عمدگی خریدار پر ظاہر کرے ناجائز ہے، یوہیں کسی بڑے کو دیکھ کر درود شریف پڑھنا اس نیت سے کہ لوگوں کو اس کے آنے کی خبر ہو جائے۔ اس کی تعظیم کو اٹھیں اور جگہ چھوڑ دیں ناجائز ہے۔

درود شریف کے مخصوص اوقات

جہاں تک بھی ممکن ہو درود شریف پڑھنا مستحب ہے اور خصوصیت کے ساتھ ان اوقات میں (۱) روز جمعہ (۲) شبِ جمعہ (۳) صبح (۴) شام (۵) مسجد میں جاتے وقت (۶) مسجد سے نکلتے وقت (۷) روضہ اطہر کی زیارت کے وقت (۸) صفا مروہ پر (۹) خطبے میں (۱۰) جواب اذان کے بعد (۱۱) اقامت کے وقت (۱۲) دُعا کے اول آخر بیچ میں (۱۳) دُعائے قنوت کے بعد (۱۴) حج میں لَبَّیْكَ سے فارغ ہونے کے بعد (۱۵) اجتماع افتراق کے وقت (۱۶) وضو کرتے وقت (۱۷) جب کوئی چیز بھول جائے اس وقت (۱۸) وعظ کہتے وقت (۱۹) پڑھتے وقت (۲۰) پڑھاتے وقت خصوصًا حدیث شریف پڑھنے کے اوّل و آخر (۲۱) سوال لکھتے وقت (۲۲) فتویٰ لکھتے وقت (۲۳) تصنیف کے وقت (۲۴) نکاح کے وقت (۲۵) منگنی کے وقت (۲۶) اور جب کوئی بڑا کام کرنا ہو۔

محبوبِ خدا کے نام لکھنے کا اسلامی طریقہ

جب نام اقدس لکھے تو اُس کے ساتھ درود ضرور لکھے۔ کیونکہ بعض علماء نے

فرمایاکہ اُس وقت درود شریف لکھنا واجب ہے. اکثر لوگ آجکل درود شریف کے بدلے صلعم یاعم یاصؐ یاعؐ لکھتے ہیں یہ ناجائز اور سخت حرام ہے. اسی طرح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جگہ رضؓ اور رحمۃ اللہ تعالیٰ کی جگہ رحؒ لکھتے ہیں یہ بھی نہ چاہیے اور جن لوگوں کے نام محمد۔ احمد۔ علی۔ حسن۔ حسین ہوتے ہیں ان ناموں پر صؐ یاعؐ بناتے ہیں یہ بھی ممنوع ہے۔ کیونکہ اس جگہ تو یہ شخص مراد ہے اس پر درود کا اشارہ کیا معنی؟ اور صؐ یاعؐ سے درود کی طرف اشارہ مقصود ہوتا ہے۔ پھر جب دونوں درود شریف سے فارغ ہو جائے تو دعا پڑھے اور وہ یہ ہے.

نماز میں پڑھنے کی دُعا

اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا اے اللہ ہمارے مالک اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً ہمیں دنیا میں بھلائی عطا فرما۔ وَّفِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً اور آخرت میں بھلائی وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور ہمیں دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھیو۔ یا یہ پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ ظُلْمًا کَثِیْرًا۔ اے اللہ بے شک میں نے اپنے اوپر بہت ظلم کیا ہے۔ وَاِنَّہٗ لَایَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔ اور بے شک گناہوں کو تو ہی معاف فرماتا ہے. فَاغْفِرْلِیْ مَغْفِرَۃً مِّنْ عِنْدِكَ. تو مجھے معاف فرمادے اپنے کرم سے وَارْحَمْنِیْ اور مجھ پر رحم فرما۔ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ کیونکہ تو مغفرت فرمانے والا اور رحمت فرمانے والا ہے۔ یا یہ دعا پڑھے۔ رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمَ الصَّلٰوۃِ اے میرے مالک مجھے نماز کا پابند رکھ۔ وَمِنْ ذُرِّیَّتِیْ. اور میری اولاد کو رَبَّنَا وَتَقَبَّلْ دُعَآءِ اے ہمارے مالک اور قبول فرمالے دعا کو رَبَّنَا اغْفِرْلِیْ اے ہمارے مالک میری مغفرت فرمادینا

وَلِوَالِدَیَّ اور میرے ماں باپ کی وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ اور سب مسلمانوں کی یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ ہ جس دن حساب ہو۔

مسئلہ :- جو چیزیں عادتاً محال ہیں جیسے پہاڑ کا سونا ہو جانا یا بوڑھے کا جوان ہو جانا یا جو چیزیں شرعاً محال ہیں جیسے مخلوقات میں انبیاء اور ملائک کے ماسوا کا معصوم ہونا۔ اُن کی دُعا کرنا حرام ہے۔ مثلاً کوئی یہ دُعا کرے کہ اے اللہ اس پہاڑ کو سونا کر دے یا میری بوڑھی بیوی کو جوان کر دے یا مجھے معصوم بنا دے تو یہ حرام ہے۔

کبھی نہ بھولیے گا

کہ معصوم ہونا نبی اور فرشتے کا خاصہ ہے ان کے سوا کوئی معصوم نہیں اماموں کو انبیاء کی طرح معصوم سمجھنا جیسے شیعہ سمجھتے ہیں گمراہی ہے۔ اور اکثر لوگ بچوں کو معصوم کہدیا کرتے ہیں۔ بچوں پر اس لفظ کے بولنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔

دُعا سے فارغ ہونے کے بعد داہنے شانے کی طرف منھ کر کے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ کہے پھر بائیں طرف۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔ تم پر سلامتی ہوتی رہے اور اللہ کی رحمت۔

نماز پڑھنے کا یہ طریقہ جو ہمنے بیان کیا امام یا تنہا مرد کے پڑھنے کا ہے۔ مقتدی کے لیے اس میں کی بعض باتیں جائز نہیں۔ مثلاً امام کے پیچھے سورۂ فاتحہ یا کوئی اور سورت پڑھنا۔ عورت بھی بعض باتوں میں مستثنیٰ ہے مثلاً ہاتھ باندھنے اور سجدے کی حالت اور قعدہ کی صورت میں جس کو ہم بیان کر چکے ہیں۔ اِس طریقہ نماز میں

بعض چیزیں فرض ہیں۔ بعض واجب بعض سنّت۔ بعض مستحب۔ ہر ایک کی تعریف یاد رکھیے۔

فرض کی تعریف۔ فرض وہ فعل ہے کہ اس کے بغیر نماز ہوتی ہی نہیں۔

واجب کی تعریف۔ واجب وہ فعل ہے کہ اس کا قصداً ترک کرنا گناہ اور ترک کرنے سے نماز دوبارہ پڑھنا ضروری ہوتا ہے اور سہواً ترک ہو تو سجدہ سہو لازم آتا ہے۔ اس کا ایک بار قصداً چھوڑنا گناہ صغیرہ ہے اور چند بار گناہ کبیرہ ہے۔

سُنّت مؤکدہ کی تعریف۔ وہ فعل ہے کہ اس کا ترک کرنا بُرا ہو اور کرنا ثواب اور نادراً ترک پر عتاب اور ترک کی عادت پر استحقاق عذاب ہو۔

سُنّت غیر مؤکدہ کی تعریف۔ وہ فعل ہے کہ اس کا کرنا ثواب ہو اور نہ کرنا اگرچہ عادتاً ہو موجب عتاب نہیں لیکن ناپسند ہوتا ہے۔

مستحب کی تعریف۔ وہ فعل ہے جس کا کرنا ثواب ہو اور نہ کرنے پر مطلقاً کچھ نہیں۔

مباح کی تعریف۔ وہ فعل ہے جس کا کرنا اور نہ کرنا یکساں ہو۔ یعنی نہ ثواب نہ عذاب۔

حرام کی تعریف۔ وہ فعل ہے جس کا ایک بار بھی قصداً کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ اور اس سے بچنا فرض و ثواب ہے۔

مکروہ تحریمی کی تعریف۔ وہ فعل ہے کہ اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گنہگار ہوتا ہے۔ اگرچہ اس کا گناہ حرام سے کم ہے اور چند بار اس کا کرنا گناہِ کبیرہ ہے۔

مکروہ تنزیہی کی تعریف۔ وہ فعل ہے جس کا کرنا شریعت کے نزدیک پسند نہیں مگر نہ اس حد تک کہ اس پر عذاب کی وعید ہو۔

اسارت کی تعریف۔ وہ فعل ہے جس کا کرنا بُرا ہو اور نادراً کرنے والا مستحق عتاب اور التزام کے ساتھ کرنے پر استحقاق عذاب ہو۔

خلافِ اولیٰ کی تعریف۔ وہ فعل ہے کہ اس کا نہ کرنا اچھا ہو اور کرنے میں کچھ مضائقہ وعتاب نہ ہو۔

نماز کے بعد کے اذکار و دُعائیں

نماز کے بعد جو طویل ذکر حدیث میں وارد ہیں۔ وہ ظہر و مغرب و عشا میں سنتوں کے بعد پڑھے جائیں۔ قبل سنت مختصر دعا پر قناعت چاہیے۔ ورنہ سنتوں کا ثواب کم ہو جائے گا۔

خوب یاد رکھیے

کہ حدیث میں کسی دُعا یا ذکر کی نسبت جو تعداد وارد ہے اسے کم و بیش نہ کرے۔ کیونکہ اس ذکر و دُعا کے اثرات اسی عدد کے ساتھ مخصوص ہیں۔ کم و بیش کرنے سے وہ اثرات حاصل نہ ہوں گے جیسے کوئی قفل کسی خاص قسم کی کنجی سے کھلتا ہے۔ اب اگر کنجی میں دندانے کم یا زائد کر دیں تو اس سے نہ کھلے گا۔ البتہ اگر شمار میں شک واقع ہو جائے تو زیادہ کر سکتا ہے اور یہ زیادہ کرنا نہ ہوگا بلکہ اس کو اتمام کہیں گے۔

چوروں سے محفوظ رہنے کا اسلامی طریقہ

حدیث۔ مولائے مشکل کشا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اسی منبر پر فرماتے سُنا جو ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھ لے اُسے جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز مانع نہیں سوا موت کے یعنی مرتے ہی جنت میں چلا جائے۔ اور لیٹتے وقت جو اسے پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے اور اس کے پڑوسی کے گھر کو اور آس پاس کے گھر والوں کو شیطان اور چور سے امن دے گا۔

مالداروں سے بڑھ جانے کا اسلامی طریقہ

حدیث۔ فقرائے مہاجرین نبوی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی کہ مالداروں نے بڑے بڑے درجے اور لازوال نعمتیں حاصل کر لیں۔ ارشاد فرمایا۔ کہ کیا سبب ہے عرض کی جیسے ہم نماز پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں اور جیسے ہم روزے رکھتے ہیں وہ بھی روزے رکھتے ہیں اور وہ صدقہ کرتے ہیں ہم نہیں کر سکتے۔ اور وہ غلام آزاد کر سکتے ہیں ہم نہیں کر سکتے۔ ارشاد فرمایا۔ کیا تمھیں ایسی بات نہ سکھا دوں جس سے ان لوگوں کو پالو جو تم سے آگے بڑھ گئے ہیں اور بعد والوں سے آگے بڑھ جاؤ۔ اور تم سے کوئی افضل نہ ہو سکے مگر وہ جو تمھاری طرح کرے۔ انھوں نے عرض کی ہاں یارسول اللہ سکھایئے ارشاد فرمایا کہ ہر نماز کے بعد تینتیس ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰہِ اور تینتیس ۳۳ بار اللہُ اَکْبَر اور تینتیس ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ لیا کرو۔ ابو صالح راوی کہتے ہیں کہ پھر فقرائے مہاجرین

بنوی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی ہم نے جو ارشاد فرمودہ عمل کیا اس کو ہمارے بھائی مالداروں نے سنا تو انھوں نے بھی ویسا ہی عمل کرنا شروع کر دیا۔ ارشاد فرمایا یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے عطا فرماتا ہے۔

خطائیں معاف کرانے کا اسلامی طریقہ

جو ہر نماز کے بعد تین بار استغفار کرے اور آیت الکرسی تینوں قُل ایک ایک بار پڑھے۔ اور سُبْحَانَ اللّٰہِ تینتیس ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تینتیس ۳۳ بار اللّٰہُ اَکْبَرُ چونتیس ۳۴ بار لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ ایک بار اس کے گناہ بخشدئے جائیں گے۔ اگرچہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں۔ اس کا ترجمہ یہ ہے۔ اللہ یکتا کے سوا کوئی برحق معبود نہیں اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کے لیے بادشاہت ہے۔ اور اسی کے لیے سب خوبیاں اور وہ ہر ممکن چیز پر قادر ہے۔

ہر نماز کے بعد سر کے اگلے حصہ پر ہاتھ رکھ کر مندرجہ ذیل دعا پڑھے اور ہاتھ کھینچ کر ماتھے تک لائے۔ بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اَللّٰھُمَّ اَذْھِبْ عَنِّیَ الْھَمَّ وَالْحُزْنَ۔ (ترجمہ) اللہ ہی کے نام سے دعا کرتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ بڑا مہربان رحمت والا ہے۔ اے اللہ دُور فرمادے مجھ سے فکر اور غم کو۔

نماز میں قرآن مجید پڑھنے کا اسلامی طریقہ

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ قرأت میں اتنی آواز درکار ہے کہ اگر کوئی مانع نہ

ہو۔ جیسے ثقل سماعت اور شور غل تو خود سُن سکے اگر اتنی آواز بھی نہیں تو نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ:۔ فجر و مغرب و عشاء کی دو پہلی رکعت میں اور جمعہ و عیدین و تراویح اور وتر رمضان کی سب رکعتوں میں امام پر جہر واجب ہے۔ اور مغرب کی تیسری رکعت اور عشا کی تیسری چوتھی اور ظہر و عصر کی تمام رکعتوں میں آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

جہر کے معنیٰ

یہ ہیں کہ دوسرے لوگ جو صفِ اوّل میں ہیں سُن سکیں۔ یہ ادنیٰ درجہ ہے اور اعلیٰ درجہ کے لیے کوئی حد مقرر نہیں اور آہستہ یہ ہے کہ خود سُن سکے۔

مسئلہ:۔ دن کے نوافل میں آہستہ پڑھنا واجب ہے اور رات کے نوافل میں اختیار ہے اگر تنہا پڑھے اور جماعت سے رات کے نفل پڑھے تو جہر واجب ہے۔

مسئلہ:۔ جہری نمازوں میں منفرد کو اختیار ہے اور افضل جہر ہے جبکہ ادا پڑھے اور جب قضا ہو تو آہستہ پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ:۔ جہری کی قضا اگرچہ دن میں ہو امام پر جہر واجب ہے اور سری کی قضا میں آہستہ پڑھنا واجب ہے اگرچہ رات میں ادا کرے۔

ضروری مسئلہ

ایک آیت کا حفظ کرنا ہر مسلمان مکلف پر فرض عین ہے اور پورے قرآن مجید کا حفظ کرنا فرض کفایہ اور سورۂ فاتحہ اور ایک دوسری چھوٹی سورت یا تین چھوٹی آیتوں کے برابر ایک بڑی آیت کا حفظ کرنا واجب عین ہے۔

مسئلہ:۔ بقدر ضرورت مسائل فقہ کا جاننا فرض عین ہے اور حاجت سے زاید سیکھنا حفظ جمیع قرآن سے افضل ہے۔

ضروری فائدہ

سورۂ حجرات سے آخر تک قرآن مجید کی سورتوں کو مفصّل کہتے ہیں۔ اس کے تین حصے ہیں۔ (اوّل) سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک اس کا نام طوال مفصّل ہے۔ (دوم) سورۂ بروج سے سورۂ لَمْ یَکُنْ تک اس کا نام اوساط مفصّل ہے (سوم) سورۂ لَمْ یَکُنْ سے آخر تک اس کا نام قصار مفصّل ہے۔

بحالتِ حضر قرآن مجید پڑھنے کا اسلامی طریقہ

حضر میں جبکہ وقت تنگ نہ ہو تو سنّت یہ ہے کہ فجر و ظہر کی پہلی اور دوسری رکعت میں طوال مفصّل سے ایک ایک سورت پڑھے اور عصر و عشار میں اوساط مفصّل کی دو سورتیں اور مغرب میں قصار مفصّل کی دو سورتیں اور ان سب سورتوں میں امام و منفرد دونوں کا ایک ہی حکم ہے۔

بحالتِ سفر قرآن مجید پڑھنے کا اسلامی طریقہ

سفر میں اگر امن و قرار ہو تو سنّت یہ ہے کہ فجر و ظہر میں سورۂ بروج یا اس کے مثل سورتیں پڑھے اور عصر و عشار میں اس سے چھوٹی اور مغرب میں قصار مفصّل کی چھوٹی سورتیں اور جلدی ہو تو ہر نماز میں جو چاہے پڑھے۔

مسئلہ:۔ ساتوں قرأتیں جائز ہیں مگر اولیٰ یہ ہے کہ عوام جس سے نا آشنا ہوں وہ نہ پڑھے کہ اُس میں اُن کے دین کا تحفظ ہے جیسے ہمارے یہاں قرأت امام عاصم بروایت حفص رائج ہے لہذا یہی پڑھے۔

مسئلہ:۔ دونوں رکعتوں میں ایک ہی سورت کی تکرار مکروہ تنزیہی ہے جبکہ کوئی مجبوری نہ ہو اور مجبوری ہو تو بالکل کراہت نہیں۔ مثلاً پہلی رکعت میں پوری قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ پڑھی تو اب دوسری میں بھی یہی پڑھے یا دوسری میں بلاقصد وہی پہلی سورت شروع کردی یا دوسری سورت یاد نہیں آتی تو وہی پہلی پڑھے۔

مسئلہ:۔ نوافل کی دونوں رکعتوں میں ایک سورت کو مکرر پڑھنا یا ایک رکعت میں اسی سورت کو بار بار پڑھنا بلا کراہت جائز ہے۔

مسئلہ:۔ فرض کی ایک رکعت میں دو سورت نہ پڑھے اور منفرد پڑھ لے تو حرج بھی نہیں بشرطیکہ ان دونوں سورتوں میں فاصلہ نہ ہو۔ اور اگر بیچ میں ایک یا چند سورتیں چھوڑ دیں تو مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ پہلی رکعت میں کوئی سورت پڑھی اور دوسری میں ایک چھوٹی سی سورت درمیان میں سے چھوڑ کر پڑھی تو مکروہ ہے اور اگر وہ درمیان کی سورت بڑی ہے کہ اس کو پڑھے تو دوسری کی قرأت پہلی سے طویل ہو جائے گی تو حرج نہیں جیسے وَالتِّیْنِ کے بعد اِنَّا اَنْزَلْنَا پڑھنے میں حرج نہیں اور اِذَا جَاءَ کے بعد قُلْ ھُوَ اللّٰہُ۔ پڑھنا نہ چاہیے۔

قرآن مجید اُلٹا پڑھنا

کہ دوسری رکعت میں پہلی والی سے اُوپر کی سورت پڑھے یہ مکروہ تحریمی ہے۔ مثلاً پہلی میں قُلْ یَاۤ اَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ پڑھی اور دوسری میں اَلَمْ تَرَ کَیْفَ قرآن مجید اُلٹا پڑھنے پر سخت وعید آئی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ جو قرآن اُلٹ کر پڑھتا ہے کیا وہ خوف نہیں کرتا کہ اللہ اس کا دل اُلٹ دے اور اگر بھول کر اُلٹا پڑھ گیا تو اس پر گناہ نہ سجدہ سہو۔

مسئلہ:۔ بچوں کی آسانی کے لیے پارۂ عم قرآن مجید کی ترتیب کے خلاف پڑھنا پڑھانا جائز ہے۔

مسئلہ:۔ بھول کر دوسری رکعت میں اوپر کی سورت شروع کر دی یا ایک چھوٹی سورت کا فاصلہ ہو گیا پھر یاد آیا تو جو شروع کر چکا ہے اسی کو پورا کرے اگرچہ ابھی ایک ہی حرف پڑھا ہو جیسے پہلی میں قُلْ یَاۤ اَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ پڑھی اور دوسری میں اَلَمْ تَرَ کَیْفَ یا تَبَّتْ شروع کر دی اب یاد آنے پر اسی کو ختم کرے۔ چھوڑ کر اِذَا جَآءَ پڑھنے کی اجازت نہیں۔

قرآت میں غلطی ہو جانے کا بیان

اس کے بارے میں قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ اگر ایسی غلطی ہوئی جس سے معنیٰ بگڑ گئے تو نماز فاسد ہو گئی ورنہ نہیں۔

مسئلہ:۔ زبر زیر پیش کی غلطیاں اگر ایسی ہوں جن سے معنیٰ نہ بگڑ جاتے ہوں تو

نماز فاسد نہ ہوگی جیسے لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَکُمْ میں تؔ کو زیر پڑھدیا۔ یا نَعْبُدُ میں بؔ کو زبر پڑھ دیا اور اگر اتنا تغیر ہو کہ اس کا اعتقاد اور قصداً پڑھنا کفر ہو تو احوط یہ ہے کہ نماز کا اعادہ کرلے۔ جیسے عَصٰٓی اٰدَمُ رَبَّہٗ میں مؔ کو زبر اور بؔ کو پیش پڑھدیا

مسئلہ:۔ حرف مشدّد کو مخفف پڑھ دیا جیسے اِیَّاکَ نَعْبُدُ میں یؔ پر تشدید نہ پڑھی۔ اور رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ میں بؔ پر تشدید نہ پڑھی تو نماز ہوگئی۔

مسئلہ:۔ مخفّف کو مشدّد پڑھ دیا جیسے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ کَذَبَ عَلَی اللّٰہِ میں ذؔ کو تشدید کے ساتھ پڑھا۔ یا ادغام ترک کر دیا جیسے اِھْدِنَا الصِّرَاطَ میں لؔ ظاہر کیا تو نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ:۔ حرف زیادہ کرنے سے اگر معنیٰ نہ بگڑیں تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ جیسے عَنِ الْمُنْکَرِ میں رؔ کے بعد یؔ زیادہ کی۔ اور اگر معنیٰ فاسد ہو جائیں جیسے زَرَابِیُّ کو زَرَابِیْب اور مَثَانِیْ کو مَثَانِیْن پڑھا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

مسئلہ:۔ کسی حرف کو دوسرے کلمے کے ساتھ وصل کر دینے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ جیسے اِیَّاکَ نَعْبُدُ کو اِیَّاکَنَعْبُدُ پڑھ دیا۔ تو نماز فاسد نہیں ہوئی۔

مسئلہ:۔ کوئی کلمہ زیادہ کر دیا تو وہ کلمہ قرآن میں ہے یا نہیں اور بہر صورت معنیٰ کا فساد ہوتا ہے یا نہیں اگر معنیٰ فاسد ہو جائیں گے۔ تو نماز جاتی رہے گی جیسے اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ میں وَکَفَرُوْا بڑھا کر یوں پڑھ دیا۔ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَکَفَرُوْا بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖٓ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصِّدِّیْقُوْنَ تو نماز جاتی رہی۔ اسی طرح سے اِنَّمَا نُمْلِیْ لَھُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا میں وَجَمَالًا بڑھا کر یوں پڑھ دیا۔ اِنَّمَا نُمْلِیْ لَھُمْ لِیَزْدَادُوْٓا اِثْمًا وَّجَمَالًا تو نماز فاسد ہوگئی۔ اور اگر

معنیٰ فاسد نہ ہوں تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ اگرچہ اُس کلمہ کا مثل قرآن میں نہ ہو جیسے۔ فِیۡھِمَا فَاکِھَۃٌ وَّ نَخۡلٌ وَّ رُمَّانٌ میں وَتُفَّاحٌ بڑھا کر یوں پڑھ دیا۔ فِیۡھِمَا فَاکِھَۃٌ وَّ نَخۡلٌ وَّتُفَّاحٌ وَّرُمَّانٌ تو نماز ہوگئی۔

مسئلہ:۔ کسی کلمے کو چھوڑ گیا اور معنیٰ فاسد نہ ہوئے جیسے جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثۡلُھَا میں دوسرے سَیِّئَۃٌ کو چھوڑ کر یوں پڑھ دیا۔ جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ مِّثۡلُھَا۔ تو نماز فاسد نہ ہوئی اور اگر کوئی کلمہ چھوڑ دینے سے معنیٰ فاسد ہو جاتے ہوں جیسے فَمَا لَھُمۡ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ میں لَا نہ پڑھا تو نماز فاسد ہوگئی۔

مسئلہ:۔ ایک لفظ کے بدلے میں دوسرا لفظ پڑھا اگر معنیٰ فاسد نہ ہوں جیسے عَلِیۡمٌ کی جگہ حَکِیۡمٌ تو نماز ہو جائے گی۔ اور اگر معنیٰ فاسد ہوں جیسے وَعۡدًا عَلَیۡنَا اِنَّا کُنَّا فٰعِلِیۡنَ میں فٰعِلِیۡنَ کی جگہ غٰفِلِیۡنَ پڑھا تو نماز فاسد ہوگئی۔

مسئلہ:۔ ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھنا اگر اس وجہ سے ہے کہ اس کی زبان سے وہ حرف ادا نہیں ہوتا تو مجبور ہے اس پر کوشش کرنا ضروری ہے۔ نماز درست ہو جائیگی اور اگر لاپروائی سے ہے جیسے آجکل کے اکثر حفاظ و علماء کہ ادا کرنے پر قادر ہیں مگر بے خیالی میں تبدیل حرف کر دیتے ہیں پس اگر تبدیل سے معنیٰ فاسد ہوں تو نماز نہ ہوگی اس قسم کی جتنی نمازیں پڑھی ہوں انکی قضا لازم ہے۔

مسئلہ:۔ مد۔ غنہ۔ اظہار۔ اخفاء۔ امالہ۔ بے موقع پڑھا یا جہاں پڑھنا ہے وہاں نہ پڑھا تو نماز ہو جائے گی۔

بیرونِ نماز قرآن مجید پڑھنے کا اسلامی طریقہ

قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے سے افضل ہے کہ یہ پڑھنا بھی ہے۔ اور

دیکھنا بھی اور ہاتھ سے اس کا چھونا بھی۔ اور یہ سب عبادت ہیں۔ لہذا مستحب یہ ہے کہ باوضو قبلہ رو اچھے کپڑے پہن کر تلاوت کرے اور شروع تلاوت میں اَعُوْذُ پڑھے کیونکہ شروع تلاوت میں اس کا پڑھنا واجب ہے اور بِسْمِ اللّٰہِ پڑھے چونکہ سورت کی ابتدا میں بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا سنّت ہے۔

مسئلہ:۔ درمیان تلاوت میں کوئی دنیوی کام کرے تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ پھر پڑھ لے اور اگر دینی کام کیا جیسے سلام یا اذان کا جواب دیا۔ تو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پھر پڑھنا اس کے ذمّے نہیں بِسْمِ اللّٰہِ پڑھ لے۔

مسئلہ:۔ سورۂ برأت سے اگر تلاوت شروع کی تو اَعُوْذُ اور بِسْمِ اللّٰہِ پڑھے اور جو اس کے پہلے سے تلاوت شروع کی اور سورۂ برأت آگئی تو بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنے کی حاجت نہیں۔

مسئلہ:۔ گرمیوں میں صبح کو قرآن مجید ختم کرنا بہتر ہے اور جاڑوں میں اول شب کو کیونکہ حدیث میں ہے۔ جس نے شروع دن میں قرآن ختم کیا تو شام تک فرشتے اس کے لیے دُعائے مغفرت کرتے ہیں اور جس نے ابتدائے شب میں ختم کیا تو صبح تک دُعائے مغفرت کرتے ہیں۔ گرمیوں میں چونکہ دن بڑا ہوتا ہے۔ تو صبح کے ختم ہونے میں فرشتوں کی دُعائے مغفرت زیادہ دیر تک ہوگی اور جاڑوں کی راتیں بڑی ہوتی ہیں تو شروع رات میں ختم کرنے سے زیادہ دیر تک ہوگی۔

مسئلہ:۔ لیٹ کر قرآن مجید پڑھنے میں حرج نہیں جب کہ پاؤں سمٹے ہوں اور مُنھ کھلا ہو۔ یوہیں چلنے اور کام کرنے کی حالت میں بھی تلاوت جائز ہے۔ جب دل نہ بٹے ورنہ مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ مجمع میں سب لوگ آواز سے پڑھیں یہ حرام ہے۔ اکثر تیجوں میں سب بلند آواز سے پڑھتے ہیں۔ یہ ناجائز ہے۔ منتظم پر اس کا روکنا ضروری ہے۔

مسئلہ:۔ قرآن مجید سُننا تلاوت کرنے اور نفل پڑھنے سے افضل ہے۔

مسئلہ:۔ تلاوت کرنے میں کوئی شخص معظم دینی مثلاً بادشاہ اسلام یا عالم دین یا پیر یا استاد یا باپ آجائے تو تلاوت کرنے والا اس کی تعظیم کو کھڑا ہو سکتا ہے۔

مسئلہ:۔ عورت کو عورت سے قرآن مجید پڑھنا غیر محرم نابینا سے پڑھنے سے بہتر ہے۔ کیونکہ وہ اسے اگرچہ دیکھتا نہیں مگر آواز تو سُنتا ہے اور عورت کی آواز بھی عورت ہے۔ یعنی غیر محرم کو بلا ضرورت سُنانے کی اجازت نہیں۔

مسئلہ:۔ قرآن مجید پڑھ کر بھلا دینا گناہ ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ میری اُمت کے گناہ مجھ پر پیش ہوئے تو اس سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں دیکھا۔ کہ آدمی کو سورت یا آیت دی گئی اور اس نے بھلا دیا اور ایک روایت میں آیا ہے کہ جو قرآن پڑھ کر بھول جائے تو قیامت کے دن کوڑھی ہو کر اُٹھے گا۔

مسئلہ:۔ دیواروں اور محرابوں پر قرآن مجید لکھنا اچھا نہیں اور مصحف شریف کو مطلا کرنے میں حرج نہیں بلکہ بہ نیت تعظیم مستحب ہے۔

فجر کا وقت

صبح صادق کے طلوع سے آفتاب کی کرن چمکنے تک ہے۔ صبح صادق ایک روشنی ہے جو پورب کی جانب جہاں سے آج آفتاب طلوع ہونے والا ہے اس کے اوپر آسمان کے کنارے میں دکھائی دیتی ہے اور بڑھتی جاتی ہے یہاں تک کہ تمام آسمان پر

پھیل جاتی اور زمین پر اجالا ہو جاتا ہے اور اس سے قبل بیچ آسمان میں ایک اور سپیدی ظاہر ہوتی ہے جس کے نیچے سارا افق سیاہ ہوتا ہے صبح صادق اس کے نیچے سے پھوٹ کر جنوباً شمالاً دونوں پہلوؤں پر پھیل کر اوپر بڑھتی ہے یہ دراز سپیدی اس میں غائب ہو جاتی ہے اس کو صبح کاذب کہتے ہیں۔ اس سے فجر کا وقت نہیں ہوتا۔

مسئلہ: مختار یہ ہے کہ نماز فجر میں صبح صادق کی سپیدی چمک کر ذرا پھیلنی شروع ہو اس کا اعتبار کیا جائے اور سحری کھانے میں اس کے ابتدائے طلوع کا اعتبار ہو (عالمگیری)۔

فائدہ۔ صبح صادق چمکنے سے طلوع آفتاب تک ان بلاد میں کم از کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ ہے اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ پینتیس ۳۵ منٹ نہ اس سے کم ہوگا نہ اس سے زیادہ اکیس ۲۱ مارچ کو ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ ہوتا ہے پھر بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کہ ۲۲ جون کو پورا ایک گھنٹہ ۳۵ منٹ پھر گھٹنا شروع ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ ۲۲ دسمبر کو ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ ہو جاتا ہے پھر بڑھتا ہے یہاں تک کہ ۲۲ دسمبر کو ایک گھنٹہ ۲۴ منٹ ہوتا ہے پھر کم ہوتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ ۲۱ مارچ کو وہی ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ ہو جاتا ہے۔ بعضوں نے رات کا ساتواں حصہ وقت فجر سمجھ رکھا ہے یہ ہرگز صحیح نہیں۔ ماہ جون و جولائی میں جب کے دن بڑا ہوتا ہے اور رات تقریباً دس گھنٹے کی ہوتی ہے۔ ان دنوں تو البتہ وقت صبح رات کا ساتواں حصہ یا اس سے چند منٹ پہلے ہو جاتا ہے مگر دسمبر جنوری میں جب کہ رات چودہ گھنٹے کی ہوتی ہے۔ اس وقت فجر کا وقت نواں حصہ بلکہ اس سے بھی کم ہو جاتا ہے۔ ابتدائے وقت فجر کی شناخت دشوار ہے خصوصاً جب کہ گرد و غبار ہو یا چاندنی رات ہو۔ لہذا

ہمیشہ طلوع آفتاب کا خیال رکھے آج جس وقت طلوع ہو ادوسرے روز اسی حساب سے وقت مذکورہ بالا کے اندر اندر اذان و نماز فجر ادا ہو جائے۔

نمازِ فجر

صرف چار رکعت ہے۔ ان میں پہلے دو رکعت سنّت، پھر دو رکعت فرض۔ اشرف انبیار محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ فجر کی دو رکعتیں (سُنّت)، دُنیا و مافیہا سے بہتر ہیں۔ ایک صاحب نے عرض کیا کہ یَارَسُولَ اللّٰہِ کوئی ایسا عمل ارشاد فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس سے نفع دے۔ فرمایا فجر کی دونوں رکعتوں کو لازم کر لو کہ اس میں بڑی فضیلت ہے۔ نیز فرمایا کہ فجر کی سنتیں نہ چھوڑو۔ اگرچہ تم پر دشمنوں کے گھوڑے آپڑیں۔

فجر کی سُنّتوں میں کیا پڑھے

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ سرور انبیار حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثنار نے ارشاد فرمایا۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ثواب میں تہائی قرآن کی برابر ہے۔ اور قُلْ یٰاَیُّهَا الْکٰفِرُوْنَ چوتھائی قرآن کی برابر اور ان دونوں کو فجر کی سنتوں میں پڑھتے تھے۔ اور فرماتے کہ ان میں زمانہ کی رغبتیں ہیں (ابویعلی وغیرہ)

نماز میں دُنیوی خیالات کی بندش کا اسلامی طریقہ

نماز میں دُنیوی خیالات کی آمد کو روکنے کے واسطے یہ چیز نہایت درجہ مؤثر

ہے کہ جو کچھ نماز میں پڑھے اُس کے معنیٰ سمجھتا جائے جب تک معنیٰ کی طرف متوجہ رہے گا کسی خیال کی آمد نہ ہو سکے گی اور صرف اتنا ہی نہیں بلکہ یہ طریقہ نماز میں دل لگنے اور دل میں روشنی پیدا ہونے کے لیے بھی مفید ہے۔ اسی واسطے نماز میں جو کچھ پڑھا جاتا ہے اس کے معنیٰ بیان کیے جاتے ہیں نمازی پڑھتے وقت اُن پر توجہ رکھے۔ مذکورہ بالا دونوں سورتیں چونکہ سنّت فجر میں پڑھی جاتی ہیں لنظر براں اُن کا ترجمہ اور مختصر تذکرہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

سُورۃُ الکٰفِرُوْن

یہ سورۃ ہجرت سے پیشتر نازل ہوئی۔ اس میں ایک رکوع چھ آیتیں چھبیس کلمے چورانوے حرف ہیں۔ اس کی شانِ نزول یہ ہے کہ قریش کی ایک جماعت نے سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم سے کہا تھا کہ آپ ہمارے دین کا اتباع کیجیے ہم آپ کے دین کا اتباع کریں گے۔ ایک سال آپ ہمارے معبودوں کی عبادت کریں۔ ایک سال ہم آپ کے معبود کی عبادت کریں گے۔ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ اللہ کی پناہ کہ اُس کے ساتھ غیر کو شریک کروں۔ کہنے لگے تو آپ ہمارے کسی معبود کو ہاتھ ہی لگا دیجیے۔ ہم آپ کی تصدیق کر دیں گے اور آپ کے معبود کی عبادت کرنے لگیں گے۔ اس پر یہ سورت نازل ہوئی۔ اور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم مسجد حرام میں تشریف لے گئے۔ قریش کی وہ جماعت وہاں موجود تھی حضور نے یہ سورت پڑھ کر انھیں سنائی تو وہ مایوس ہو گئے اور حضور کے اصحاب کو ایذا پہنچانے لگے۔

سورت مع ترجمہ

قُلْ یٰاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ لَاۤ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ

محبوب تم فرماؤ اے کافرو نہ میں پوجتا ہوں جو تم پوجتے ہو اور نہ تم پوجتے ہو

مَاۤ اَعْبُدُ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ اَعْبُدُ لَكُمْ

جو میں پوجتا ہوں اور نہ میں پوجوں گا جو تم نے پوجا اور نہ تم پوجو گے جو میں پوجتا ہوں تمھیں

دِیْنُكُمْ وَلِیَ دِیْنِ۔

تمھارا دین اور مجھے میرا دین۔

اس سورت کے اثرات

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ قرآن پاک میں کوئی سورت شیطاں پر اس سے سخت تر نہیں کیونکہ اس میں خالص توحید اور شرک سے برأت کا تذکرہ ہے جس سے شیطان کو شدید ترین تکلیف پہنچتی ہے۔ جو شخص اس کو پڑھے شرک سے بری ہو جائے گا۔ اور سرکش شیطان اس سے دور رہیں گے اور قیامت کی گھبراہٹ سے بے خوف رہے گا۔ اس کی تلاوت کا ثواب چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔ جیسے کہ پہلے بیان کر چکے ہیں۔

سوتے میں بچّوں کی حفاظت کا اسلامی طریقہ

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بچّوں کو حکم دو کہ

سوتے وقت اس سورت کو پڑھ لیا کریں تاکہ سونے میں انھیں کوئی ایذا پہنچانے والی چیز پیش نہ آئے۔

مسافر کیلیے سلامتی کے ساتھ واپسی کا اسلامی طریقہ

جو شخص سفر کا ارادہ کرے اور سورۂ کافِرُون و سورۂ نصر و اسورۂ اخلاص و سورۂ فلق و سورۂ ناس کو پڑھ کر روانہ ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ سلامتی کے ساتھ اور کامیاب ہو کر واپس ہوگا۔

سورۂ اخلاص

ہجرت سے پیشتر نازل ہوئی۔ اس میں ایک رکوع چار آیتیں، پندرہ کلمے، سینتالیس حرف ہیں۔ اس کی شانِ نزول یہ ہے کہ کفار نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے آپکے معبود حقیقی کے متعلق طرح طرح کے سوالات کیے۔ کسی نے کہا وہ کون ہے کوئی کہتا تھا کہ اس کا نسب کیا ہے؟ کسی نے سوال کیا وہ سونے کا ہے یا چاندی کا۔ لوہے کا ہے یا لکڑی کا۔ کوئی کہتا تھا کہ وہ کیا کھاتا پیتا ہے کسی نے کہا اس نے ربوبیت کس کے ترکہ میں پائی ہے۔ اور اس کا کون وارث ہوگا۔ اُن کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی اور اپنی ذات وصفات کا بیان کر کے معرفت کی راہ واضح فرمادی اور جاہلانہ خیالات کی تاریکیوں کو جس میں وہ لوگ گرفتار تھے اپنی ذات وصفات کے نورانی بیان سے اسطرح زائل فرمادیا کہ ارشاد ہوا اے محبوب فرمادیجیے وہ میرا معبود جس کے متعلق تم

نے سوال کیا اللہ ہے جس میں جملہ صفات کمال پائی جاتی ہیں۔ وہ ایک ہے ربوبیت میں الوہیت میں۔ مثل اور نظیر سے پاک ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ اللہ بے نیاز ہے ہر چیز سے۔ نہ کھائے نہ پیئے ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا۔ نہ اس کی کوئی اولاد کیونکہ اس کا کوئی ہم جنس نہیں۔ اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا۔ کیونکہ وہ قدیم ہے اور پیدا ہونا حادث کی شان ہے۔ اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی کیونکہ اس کی نہ کل صفات میں کوئی شریک نہ اکثر میں نہ اقل میں۔ وہ مطلقاً شرکت سے پاک ہے۔

سورت مع ترجمہ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ اَللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ یَلِدْ

اے محبوب فرما دیجیے وہ اللہ ہے وہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اس کی

وَ لَمْ یُوْلَدْ وَ لَمْ یَكُنْ لَهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا اور نہ اس کے جوڑ کا کوئی۔

اس سورت کی تاثیرات

جبرئیل امین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے غزوہ تبوک کے موقع پر حاضر ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ معاویہ ابن مزنی کا مدینہ میں انتقال ہو گیا۔ کیا آپ چاہتے ہیں کہ زمین سمیٹ دوں تاکہ آپ نماز جنازہ پڑھا سکیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا ہاں سمیٹ دو۔ انھوں نے زمین پر باز و مارا وہ سمٹ گئی۔ جنازہ سامنے آگیا آپ نے نماز جنازہ ادا فرمائی اس وقت آپ کے پیچھے نماز جنازہ میں فرشتوں کی دو صفیں تھیں۔

ہر صف میں ستّر ہزار فرشتے تھے۔ بعد فراغت جبرئیل علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے دریافت فرمایا کہ انھوں نے یہ عزّت کس بنا پر پائی۔ عرض کیا کہ انھیں سورۂ قُلْ ھُوَاللہُ سے محبّت تھی اور آتے جاتے کھڑے بیٹھے ہر حال میں اس کو پڑھتے رہتے تھے۔

محتاجی دور کرنے کا اسلامی طریقہ

سُہیل ابن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ایک مرد نے سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہو کر تنگدستی کی شکایت کی۔ آپ نے تنگدستی دور کرنے کے واسطے یہ عمل تعلیم فرمایا کہ جب تم اپنے گھر میں داخل ہو تو جو وہاں پر ہو اس کو سلام کرو اور اگر کوئی نہ ہو تو (دل میں میرا تصوّر کر کے) مجھکو سلام کرو اور ایک مرتبہ قُلْ ھُوَاللہُ پڑھو۔ چنانچہ اُن صاحب نے یہ عمل کیا تو تنگدستی دور ہو گئی اور رزق کی اتنی بھرمار ہوئی کہ اپنے پڑوسیوں کو بھی دینے لگے۔

عذابِ قبر سے بچنے کا اسلامی طریقہ

سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا کہ جس شخص نے مرض الموت میں قُلْ ھُوَاللہُ پڑھی تو قبر کے فتنے اور قبر کے ضغطے سے محفوظ رہے گا اور قیامت کے دن فرشتے اپنے ہاتھوں میں اس کو لے کر پل صراط سے گذار کر جنّت میں پہنچا دیں گے۔

سُنّت فجر کے مسائل

سب سنّتوں میں قوی تر سنّت فجر ہے یہاں تک کہ بعض علما اس کو واجب

کہتے ہیں۔ یہ سنتیں بلا عذر نہ بیٹھ کر ہو سکتی ہیں نہ سواری پر نہ چلتی گاڑی پر ان کا حکم ان باتوں میں مثل وتر ہے۔

مسئلہ:۔ طلوع فجر سے پہلے سنت فجر جائز نہیں اور طلوع فجر میں شک ہو جب بھی ناجائز اور طلوع کے ساتھ ساتھ شروع کی تو جائز ہے (عالمگیری)

مسئلہ:۔ فجر کی نماز قضا ہو گئی اور زوال سے پہلے پڑھ لی تو سنتیں بھی پڑھ لے ورنہ نہیں۔ علاوہ فجر کے اور سنتیں قضا ہو گئیں تو ان کی قضا نہیں (شامی)

مسئلہ:۔ فجر کی سنت قضا ہو گئی اور فجر پڑھ لئے تو اب سنتوں کی قضا نہیں۔ البتہ امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھ لے تو بہتر ہے (غنیہ) اور طلوع سے پیشتر بالاتفاق ممنوع ہے (شامی) آجکل اکثر عوام بعد فرض فوراً پڑھ لیا کرتے ہیں یہ ناجائز ہے پڑھنا ہے تو طلوع آفتاب سے بیس منٹ بعد زوال سے پہلے پڑھ لیں۔

مسئلہ:۔ جماعت قائم ہونے کے بعد کسی نفل کا شروع کرنا جائز نہیں۔ سوا سنت فجر کے کہ اگر یہ جانتا ہے کہ سنت پڑھنے کے بعد جماعت مل جائے گی اگرچہ قعدہ ہی میں شامل ہو گا تو سنت پڑھ لے مگر صف کے برابر پڑھنا جائز نہیں بلکہ اپنے گھر پڑھے یا بیرون مسجد کوئی جگہ قابل نماز ہو تو وہاں پڑھے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو اگر اندر کے حصہ میں جماعت ہوتی ہو تو باہر کے حصے میں پڑھے اور باہر کے حصے میں ہو تو اندر اور اگر اندر باہر دو درجے نہ ہوں تو ستون یا کسی اور چیز کی آڑ میں پڑھے جو اس میں اور صف میں حائل ہو جائے اور صف کے پیچھے پڑھنا بھی ممنوع ہے اگرچہ صف میں پڑھنا زیادہ برا ہے اور اگر جماعت

شروع نہیں ہوئی ہے تو جہاں چاہے سنتیں شروع کر سکتا ہے (غنیہ) اگر جانتا ہے کہ جماعت جلد قائم ہونے والی ہے اور یہ اس وقت تک سنتوں سے فارغ نہ ہوگا تو ایسی جگہ نہ پڑھے جس سے صف قطع ہو۔

مسئلہ:۔ سنت و فرض کے درمیان کلام کرنے سے سنت باطل نہیں ہوتی۔ البتہ ثواب کم ہو جاتا ہے اگر بیع و شراء یا کھانے میں مشغول ہوا تو سنتوں کا اعادہ کرے (شامی)۔

مسئلہ:۔ نفل نماز جس میں سنت فجر بھی داخل ہے گھر میں پڑھنا افضل ہے مگر تراویح و تحیۃ المسجد اور واپسی سفر کے نوافل کہ ان کو مسجد میں پڑھنا بہتر ہے اور احرام کی دو رکعتیں کہ میقات کے نزدیک کوئی مسجد ہو تو اس میں پڑھنا افضل ہے۔ اور طواف کی دو رکعتیں کہ مقام ابراہیم کے پاس پڑھیں اور معتکف کے نوافل اور سورج گہن کی نماز کہ مسجد میں پڑھے اور اگر یہ خیال ہو کہ گھر جا کر کاموں کی مشغولی کے سبب نوافل فوت ہو جائیں گے یا گھر میں جی نہ لگے گا اور خشوع کم ہو جائے گا تو مسجد ہی میں پڑھ لے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سنت فجر دولت کدہ پر ادا فرما کر مسجد تشریف لے جاتے تھے۔

مسجد میں فرض نماز ادا کرنے کی فضیلت

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مرد کی نماز میں جماعت کے ساتھ گھر میں اور بازار میں پڑھنے سے پچیس ۲۵ درجے زائد ہیں اور یہ یوں ہے کہ جب اچھی طرح وضو کر کے مسجد کے لیے گھر سے نکلا تو ہر قدم پر درجہ بلند ہوتا

ہے اور گناہ مٹتا ہے اور جب نماز پڑھتا ہے تو ملائکہ برابر اس پر درود بھیجتے رہتے ہیں جب تک اپنی نماز پڑھنے کی جگہ پر ہے اور نماز میں شمار کیا جائے گا۔ جب تک نماز کا انتظار کر رہا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ ہر قدم کے بدلے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ اور جب گھر سے نکلتا ہے واپسی تک نماز پڑھنے والوں میں لکھا جاتا ہے نیز سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو اچھی طرح سنت کے مطابق وضو کر کے فرض نماز کو گیا اور مسجد میں نماز پڑھی اس کی مغفرت ہو جائے گی۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مسجد نبوی کے قریب کچھ زمین خالی ہوئی قبیلہ بنی سلمہ نے چاہا کہ مسجد کے قریب آجائیں۔ یہ خبر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو پہنچی قبیلہ بنی سلمہ سے فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم مسجد کے قریب اٹھ آنا چاہتے ہو۔ عرض کیا۔ ہاں یا رسول اللہ ارادہ تو ہے۔ فرمایا اے بنی سلمہ اپنے گھروں ہی میں رہو تمھارے قدم لکھے جائیں گے۔ یہ کلمہ دو بار فرمایا۔ بنی سلمہ کہتے ہیں بایں وجہ ہم کو گھر بدلنا پسند نہ آیا۔ حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ انصار کے گھر مسجد سے دور تھے انھوں نے قریب آنا چاہا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ وَنَكْتُبُ مَا قَدَّمُوا وَآثَارَهُمْ (یعنی جو انھوں نے نیک کام آگے بھیجے وہ اور ان کے نشان قدم ہم لکھتے ہیں۔ حضرت اُبی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک انصاری کا گھر مسجد سے سب سے زیادہ دور تھا پھر بھی کوئی نماز ان کی خطا نہ ہوتی ان سے کہا گیا۔ کاش تم کوئی سواری خرید لو کہ اندھیرے اور گرمی میں اس پر سوار ہو کر مسجد آؤ۔ جواب دیا میں چاہتا

ہوں کہ میرا مسجد کو جانا اور پھر گھر واپس آنا لکھا جائے۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تجھے یہ سب جمع کر کے دیدیا۔ رحمتِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تکلیف میں پورا وضو کرنا اور مسجد جانا اور ایک نماز کے بعد دوسری کا انتظار کرنا گناہوں کو اچھی طرح دھو دیتا ہے۔ نیز فرمایا جو لوگ اندھیریوں میں مساجد کو جانے والے ہیں۔ انھیں قیامت کے دن کامل نور ملنے کی خوشخبری سُنا دو۔ (بخاری شریف وغیرہ)

مسجد جانے کا اسلامی طریقہ

سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص گھر سے نماز کو جائے اور مندرجہ ذیل دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کی جانب مخصوص توجہ فرماتا ہے اور ستّر ہزار فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دُعا کرتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ بِحَقِّ السَّائِلِیۡنَ عَلَیۡکَ وَبِحَقِّ مَمۡشَایَ ھٰذَا فَاِنِّیۡ لَمۡ اَخۡرُجۡ اَشِرًا وَّلَا بَطِرًا وَّلَا رِیَاءً وَّلَا سُمۡعَۃً وَّخَرَجۡتُ اِتِّقَاءَ سُخۡطِکَ وَابۡتِغَاءَ مَرۡضَاتِکَ فَاَسۡئَلُکَ اَنۡ تُعِیۡذَنِیۡ مِنَ النَّارِ وَاَنۡ تَغۡفِرَلِیۡ ذُنُوۡبِیۡ اِنَّہٗ لَا یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ اِلَّا اَنۡتَ۔ یعنی اے اللہ میں تجھ سے بذریعہ حق سائلین کے جو تو نے اپنے ذمہ کرم پر رکھا ہے۔ اور بوسیلہ اپنے اس چلنے کے سوال کرتا ہوں اس لیے کہ میں گھر سے نہ متکبرانہ طور پر نکلا ہوں نہ اتراتا ہوا نہ دکھانے کو نہ سُنانے کو اور میں تیرے غضب سے بچنے کو اور تیری رضامندی طلب کرنے کے لیے نکلا ہوں تو میں سوال کرتا ہوں کہ مجھ کو دوزخ سے پناہ میں رکھ اور میرے گناہ بخشدے اس لیے کہ گناہوں کی

مغفرت تو ہی فرماتا ہے۔ (ابن ماجہ شریف)

مسجد میں داخل ہونے کا اسلامی طریقہ

مسجد میں بروقت دخول پہلے دایاں پاؤں داخل کرے۔ محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا یہی طریقہ تھا۔ اللہ تعالیٰ کو چونکہ اپنے محبوب کی ہرادا محبوب ہے اس لیے اولیاء کرام ہرادا کا احترام کرتے اور اس کے عامل بنتے ہیں بلکہ ادائے محبوب کے تارک ان کے نزدیک مرتبۂ محبت سے ساقط ہیں اور اس قابل نہیں کہ اسرار محبت کے حامل بن سکیں۔ بغداد شریف کی کسی مسجد میں ایک صاحب نے باہر سے آکر قیام فرمایا۔ شہر میں رفتہ رفتہ شہرت ہو گئی۔ کہ ایک بزرگ فلاں مسجد میں رونق افروز ہوئے ہیں۔ کرامتوں کا ظہور ہو رہا ہے۔ ان بزرگ کی تشریف آوری کی خبر حضرت مخدوم جنید رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک پہنچی۔ مخدوم نے اپنے ایک رفیق سے شوقِ ملاقات کا اظہار فرمایا اور انھیں اپنی معیت میں لے کر ملاقات کے لیے روانہ ہوئے وہ بزرگ کسی ضرورت کے ماتحت مسجد سے باہر نکل کر بعد فراغت مسجد میں داخل ہو رہے تھے کہ مخدوم وہاں پہنچے اور دیکھا کہ ان بزرگ نے مسجد میں جاتے وقت پہلے بایاں پاؤں داخل کیا۔ مخدوم یہ دیکھ کر بغیر ملاقات واپس ہو گئے۔ رفیق نے عرض کیا کہ آپ تو بڑے اشتیاق کے ساتھ ملاقات کرنے تشریف لائے تھے۔ اور اب بغیر ملاقات کیوں واپس ہو رہے ہیں۔ فرمایا یہ سنکر حاضر ہو رہے تھے کہ بزرگ واقفِ اسرارِ الٰہی ہیں لیکن مشاہدہ میں یہ چیز آئی کہ آدابِ رسول پر عامل نہیں اور جو آدابِ

رسول پر عمل پیرا نہ ہو وہ اسرارِ الہٰی کا حامل نہیں ہو سکتا۔

مسجد میں داخل ہونے پر کیا پڑھے

خاتونِ جنت جگر پارۂ رسالت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سرورِ انبیاء محبوبِ کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جب مسجد میں داخل ہوتے تو درود کے بعد یہ دعا پڑھتے۔ رَبِّ اغْفِرْ لِی ذُنُوبِی وَافْتَحْ لِی اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ (ترجمہ) اے میرے پروردگار میرے گناہوں کو بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

مسجد سے خارج ہونے کا اسلامی طریقہ

مسجد سے باہر نکلتے وقت پہلے بایاں پاؤں نکالے کیونکہ محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہی طریقہ تھا۔

مندرجہ ذیل چیزوں سے نسیان پیدا ہوتا ہے

مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں رکھنا اور خارج ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں نکالنا۔ گرم روٹی ہانڈی سے کھانا۔ ہاتھ یا منھ دامن سے پوچھنا حجام کے شیشے کو دیکھنا۔ شکستہ کنگھی یا کنگھا استعمال کرنا۔ راستے میں پیشاب کرنا۔ پھل دار درخت کے نیچے پیشاب کرنا۔ ٹھہرے ہوئے پانی میں پیشاب کرنا۔ راکھ میں پیشاب کرنا۔ اندام نہانی کو دیکھنا۔ گھر کو کپڑے کے ٹکڑوں سے صاف

کرنا۔ قبرستان میں بکثرت خوش طبعی اور ہنسنا۔ استنجے کی جگہ وضو کرنا۔ پاجامے اور عمامہ پر تکیہ لگانا۔ بحالت جنابت آسمان کی طرف نظر کرنا۔ مسجد میں کپڑا اجھاڑنا۔ سولی دئے ہوئے کی طرف نظر کرنا۔ دنیوی افکار۔ دنیوی غم۔ دنیا میں انہماک۔ چوہے کا جھوٹا۔ زندہ جوں پھینک دینا۔ سیب کھانا۔ ہرا دھنیا کھانا۔ گوند چبانا۔ بغیر بسم اللہ پڑھے کھانا۔ کھاتے وقت تکیہ لگانا۔ عصر کے بعد سونا۔ ترش چیزیں کھانا۔ اسباب نسیان میں سب سے زیادہ مؤثر سبب۔ عصیان یعنی خدا اور رسول کی نافرمانی ہے۔ جس سے نسیان کے ساتھ ساتھ اور بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے صدقے میں ہم کو اس سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مسجد سے خارج ہونے پر کیا پڑھے

وہی خاتون جنت فرماتی ہیں کہ حضور جب مسجد سے نکلتے تو درود شریف کے بعد یہ دعا پڑھتے۔ رَبِّ اغْفِرْلِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِكَ (ترجمہ) اے میرے پروردگار میرے گناہ معاف فرمادے میرے لیے اپنے فضل کے دروازے کھول دے۔

سوال: حضور پرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اس دعا میں جناب باری عزاسمہ سے یہ عرض کرنا کہ میرے گناہوں کی مغفرت فرمادے اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ حضور سے بھی گناہ صادر ہوتے تھے ورنہ مغفرت طلب کرنے کے کیا معنی؟ حالانکہ قطعی دلائل سے ثابت ہے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم ہوتے ہیں۔ علماء تصریح

فرماتے ہیں کہ انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام قبل نبوت اور بعد نبوت صغیرہ وکبیرہ دونوں گناہوں سے پاک ہوتے ہیں.

جواب: بیشک انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عصمت برحق ہے ممکن نہیں کہ ان سے گناہ صادر ہو۔ ان دعاؤں میں اور ان کے علاوہ دوسری دعاؤں میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گناہوں کی مغفرت طلب کرنا یا خطاؤں کی معافی چاہنا دو حکمتوں پر مبنی ہے۔ اوّل یہ کہ اس میں اظہار انکساری کے ساتھ تواضع کی تعلیم بھی ہے کہ کمال عصمت اور تمام عظمت کے باوجود بھی شانِ بندگی کے شایاں یہی ہے کہ بندہ اپنے آپ کو بارگاہ الہٰی میں کامل فروتنی اور غایت درجہ عاجزی کے ساتھ پیش کرے اور اعتراف قصور کے ساتھ معافی کا طالب ہو۔ دوم یہ کہ ہم گنہگاروں کو اس امر کی تعلیم دینا مقصود ہے کہ مسجد میں داخل اور مسجد سے خارج ہوتے وقت اپنے گناہوں کی مغفرت طلب کیا کریں۔ اس تعلیم کے ضمن میں یہ اشارہ فرمادیا کہ طلب رحمت اور طلب فضل سے طلب مغفرت زیادہ اہم چیز ہے۔ اسی واسطے طلب مغفرت کو ان دونوں سے پیشتر ذکر فرمایا۔ بزرگانِ دین فرماتے ہیں کہ جب کسی ولی کی خدمت میں حاضری کا شرف حاصل ہو تو دعائے مغفرت کے لیے درخواست پیش کرے۔

فجر کے دو۲ فرضوں کا بیان

حدیث: سید عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ان کی اہمیت ظاہر کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ سب نمازوں میں زیادہ گراں منافقین پر نماز عشاو فجر ہے اور جو ان میں فضیلت ہے اگر اس کو جانتے تو ضرور حاضر ہوتے۔ اگرچہ سُرین کے بل گھسٹتے

ہوئے یعنی جیسے بھی ممکن ہوتا حاضر ہوتے۔

حدیث:۔ ارشاد فرمایا جو نماز صبح کے لیے بہ نیت ثواب حاضر ہو تو گویا اس نے تمام رات عبادت کی اور جو نماز عشا کے لیے حاضر ہوا تو گویا اس نے نصف شب عبادت کی۔

حدیث:۔ ارشاد فرمایا کہ رات اور دن کے فرشتے نماز فجر و عصر میں جمع ہوتے ہیں جب وہ بارگاہ الہٰی میں حاضر ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن سے فرماتا ہے کہاں سے آئے۔ حالانکہ وہ جانتا ہے۔ وہ عرض کرتے ہیں تیرے بندوں کے پاس سے جب ہم ان کے پاس گئے تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور انھیں نماز پڑھتا چھوڑ کر تیرے پاس حاضر ہوئے ہیں۔

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مرتبہ بحالت سفر ان فرضوں کی پہلی رکعت میں سورۂ فلق اور دوسری رکعت میں سورۂ ناس پڑھی تھی۔ اس لیے ان دونوں سورتوں کا مختصر حال اور ترجمہ تحریر کیا جاتا ہے تاکہ ان دونوں سورتوں کو پڑھنے والے نمازی پڑھتے وقت ان کے معنیٰ پر دھیان رکھیں۔

سورۂ فلق اور سورۂ ناس کا مختصر حال

سورۂ فلق اور سورۂ ناس دونوں ہجرت کے بعد نازل ہوئیں۔ پہلی میں پانچ آیتیں تیئس ۲۳ کلمے چوہتر ۷۴ حرف ہیں اور دوسری میں چھ آیتیں بیس ۲۰ کلمے اناسی ۷۹ حرف ہیں۔ یہ دونوں سورتیں ایک ساتھ نازل ہوئی تھیں اور ان کے نازل ہونے کا واقعہ یہ ہے کہ لبید بن اعصم یہودی اور اس کی بیٹیوں نے سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر جادو کیا تھا جس کا اثر ظاہری اعضا پر ہوا۔ قلب و عقل و اعتقاد اس کے اثر سے محفوظ رہے۔ چند روز کے بعد جبرئیل امین نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ ایک یہودی

نے آپ پر جادو کیا ہے۔ اور جادو کا سامان فلاں کوئیں میں پتھر کے نیچے دابدیا ہے۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا۔ انھوں نے کوئیں کا پانی نکالنے کے بعد پتھر اٹھایا اس کے نیچے سے کھجور کے گابھے کی تھیلی برآمد ہوئی۔ اس میں حضور کے کنگھی سے نکلے ہوئے موئے شریف تھے اور حضور کی کنگھی کے چند دندانے اور ایک ڈورا یا کمان کا چلّہ جس میں گیارہ گرہیں لگی تھیں۔ اور ایک موم کا پتلہ جس میں گیارہ سوئیاں چبھی تھیں۔ یہ سب سامان پتھر کے نیچے سے نکلا۔ اور حضور کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں سورتیں نازل فرمائیں۔ ان دونوں میں گیارہ آیتیں ہیں۔ ہر ایک آیت پڑھنے کے ساتھ ایک ایک گرہ کھلتی جاتی تھی۔ یہاں تک کہ سب گرہ کھل گئیں۔ اور حضور بالکل تندرست ہوگئے۔

تعویذ اور عمل

کی یہ اصل ہے جس تعویذ اور عمل میں کوئی کلمہ کفر یا شرک نہ ہو وہ جائز ہے۔ بالخصوص وہ اعمال جو آیات قرآنیہ سے کیے جاتے ہیں یا احادیث میں وارد ہوئے ہیں ان کے جواز میں اصلاً کلام نہیں۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اسماء بنت عمیس نے عرض کی یارسول اللہ جعفر کے بچوں کو جلد جلد نظر ہوتی ہے کیا مجھے اجازت ہے کہ ان کے لیے عمل کروں حضور نے اجازت مرحمت فرمائی۔

مرتبہ شہادت پانے کا اسلامی طریقہ

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص سوتے وقت سورۂ

اخلاص اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس تین تین مرتبہ پڑھتا رہے۔ پس اگر سوتے میں اس کی روح قبض ہو جائے تو شہادت کا مرتبہ پائے گا اور اگر زندہ رہا تو مغفرت شدہ زندہ رہے گا۔

سورۂ فلق کا قدرے وضاحت کیساتھ ترجمہ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۙ (اے محبوب) تم فرماؤ میں اس کی پناہ لیتا ہوں جو صبح کا پیدا کرنے والا ہے۔ یہاں پر اللہ تعالیٰ کا اس وصف کے ساتھ ذکر اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ صبح پیدا کر کے شب کی تاریکی دور فرماتا ہے تو وہ قادر ہے کہ پناہ چاہنے والے کو جن حالات سے خوف ہے ان کو دور فرما دے۔ نیز جس طرح شبِ تار میں آدمی طلوعِ صبح کا انتظار کرتا ہے ایسا ہی خائف امن و راحت کا منتظر رہتا ہے۔ علاوہ بریں صبح اہل اضطرار و اضطراب کی دعاؤں کا اور اُن کے قبول ہونے کا وقت ہے تو مراد یہ ہوئی کہ جس وقت گرفتارانِ کرب و غم کو کشائش دی جاتی ہے اور دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔ میں اس وقت کے پیدا کرنے والے کی پناہ چاہتا ہوں۔

مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۙ اس کی سب مخلوق کی شر سے۔ جاندار ہو۔ یا بے جان مکلّف ہو یا غیرِ مکلّف۔ بعض مفسّرین نے فرمایا ہے کہ مخلوق سے مراد خاص ابلیس ہے۔ جس سے بدتر مخلوق میں کوئی نہیں۔ اور جادو کے عمل اس کی اور اس کے لشکروں کی مدد سے پورے ہوتے ہیں۔

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۙ اور اندھیری ڈالنے والے کی شر سے جب وہ ڈوبے حضرت ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے کہ رسول کریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چاند کی طرف نظر کر کے ان سے فرمایا۔ اے عائشہ! اللہ کی پناہ لو۔ اس کی شر سے یہ ڈوب کر اندھیری ڈالنے والا ہے۔ یعنی آخر ماہ میں جب چاند چھپ جائے تو جادو کے وہ عمل جو بیمار کرنے کے لیے ہیں۔ اُسی وقت میں کیے جاتے ہیں۔

وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ ؕ اور ان عورتوں کی شر سے جو گرہوں میں پھونکتی ہیں۔ یعنی جادوگر عورتیں جو ڈوروں میں گرہ لگا لگا کر ان میں جادو کے منتر پڑھ پڑھ پھونکتی ہیں۔ جیسے کہ لبید بن اعصم کی لڑکیاں۔

مسئلہ: گنڈے بنانا اور ان پر گرہ لگا کر آیات قرآن یا اسمائے الٰہیہ دم کرنا جائز ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے اہل میں جب کوئی بیمار ہوتا تو حضور یہ سورتیں پڑھ کر اس پر دم فرماتے۔

وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ؕ اور حسد والے کی شر سے جب وہ مجھ سے جلے۔ حسد والا وہ ہے جو دوسرے کے زوال نعمت کی تمنا کرے یہاں حاسد سے مطلقاً حسد کرنے والا مراد ہے کسے باشد یا یہود مراد ہیں۔ جو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے حسد کرتے تھے۔ یا خاص لبید بن اعصم یہودی۔ حسد بدترین صفت ہے۔ سب سے پہلا گناہ یہی ہے جو آسمان میں ابلیس سے سرزد ہوا تھا اور زمین میں قابیل سے۔

سورۂ ناس کا قدرے وضاحت کے ساتھ ترجمہ

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۙ اے محبوب، تم کہو میں اس کی پناہ میں آیا جو سب لوگوں کا رب۔ سب کا خالق مالک۔ یہاں پر ذکر میں انسانوں کی تخصیص ان کی شرافت ظاہر کرنے کے لیے ہے کیونکہ انھیں اشرف المخلوقات کیا ہے۔

مَلِكِ النَّاسِ ۝ سب لوگوں کا بادشاہ۔ اُن کے کاموں کی تدبیر فرمانے والا۔
اِلٰهِ النَّاسِ۔ سب لوگوں کا خدا۔ کہ معبود ہونا اسی کے لیے خاص ہے۔
مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ اس کی شر سے جو دل میں بُرے خطرے ڈالے اور دُبک رہے۔ اس سے مراد شیطان ہے اس کی عادت ہی ہے کہ انسان جب غافل ہوتا ہے تو اس کے دلمیں وسوسے ڈالتا ہے اور جب انسان اللہ کا ذکر کرتا ہے تو دُبک رہتا ہے اور ہٹ جاتا ہے۔
اَلَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝ وہ جو لوگوں کے دلوں میں وسوسے ڈالتے ہیں جن اور آدمی۔ یہ وسوسے ڈالنے والے شیطان کا بیان ہے کہ وہ جنوں میں سے بھی ہوتا ہے اور انسانوں میں سے بھی جیسے شیاطین جن انسانوں کو وسوسے میں ڈالتے ہیں اور ایسے ہی شیاطین انس بھی ناصح بن کر آدمی کے دل میں وسوسے ڈالتے ہیں۔ پھر اگر آدمی ان وسوسوں کو مانتا ہے تو اس کا سلسلہ بڑھ جاتا ہے۔ اور خوب گمراہ کرتے ہیں۔ اور اگر اس سے متنفر ہوتا ہے تو ہٹ جاتے ہیں اور دُبک رہتے ہیں۔ آدمی کو چاہیے کہ شیاطین جن کی شر سے بھی پناہ مانگے اور شیاطین انس کی شر سے بھی۔ حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شب کو جب بستر پر تشریف لاتے تو اپنے دونوں دست مبارک کو جمع فرما کر ان میں سورۂ اخلاص اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس پڑھ کر دم فرماتے اور اپنے ہاتھوں کو سر مبارک سے لیکر تمام جسم اقدس پر پھیرتے جہاں تک دست مبارک پہنچ سکتے یہ عمل تین مرتبہ فرماتے تھے۔

مُسَبَّعَاتِ عَشَر

دس چیزیں ہیں جن میں سے ہر ایک کو سات سات مرتبہ بعد نماز صبح پڑھا جاتا ہے اس لیے ان کا نام مسبعات عشر ہوا ان کی برکتیں کثیر ہیں جو بیان میں نہیں آسکتیں۔ ولیٔ کامل حضرت کرز ابن وبرہ ابدال سے تھے۔ انھوں نے فرمایا کہ میرے ایک بھائی شام سے آئے اور مجھے ایک ہدیہ پیش کیا اور کہا کہ اے کرز میرا یہ ہدیہ قبول کرلو کیونکہ یہ بہترین ہدیہ ہے۔ تو میں نے اُن سے کہا اے بھائی آپ کو یہ ہدیہ کس نے پیش کیا تھا۔ انھوں نے کہا مجھے ابراہیم تیمی نے عطا فرمایا تھا۔ (جو اولیائے کبار سے تھے۔) میں نے کہا۔ کیا تم نے دریافت نہیں کیا کہ انھیں کس نے دیا تھا۔ انھوں نے کہا میں نے ابراہیم تیمی سے دریافت کیا تھا۔ انھوں نے فرمایا کہ میں صحن کعبہ میں بیٹھا ہوا تہلیل و تسبیح اور تحمید پڑھنے میں مشغول تھا کہ ایک مرد میرے پاس آئے اور سلام کرکے میرے دائیں طرف بیٹھ گئے۔ میں نے اپنے زمانے میں اُن سے زیادہ خوبصورت چہرہ کسی کا نہیں دیکھا۔ نہ ان سے بہتر کپڑے کسی کے دیکھے نہ ان سے زیادہ گورا کوئی آدمی دیکھا نہ ان سے زیادہ پاکیزہ خوشبودار کسی کو دیکھا۔ میں نے کہا اے بندۂ خدا تم کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ انھوں نے فرمایا میں خضر ہوں تو میں نے کہا میرے پاس آپ کس لیے تشریف لائے ہیں انھوں نے فرمایا تمھیں سلام کرنے کے لیے اور اللہ واسطے کی محبت کے باعث اور میرے پاس ایک ہدیہ ہے جس کو میں تمھیں پیش کرنا چاہتا ہوں میں نے کہا وہ کیا ہے۔ انھوں نے فرمایا وہ یہ ہے کہ آپ طلوع شمس سے پہلے پہلے اور غروب شمس سے پہلے پہلے سات مرتبہ اَلْحَمْدُ شریف اور سات مرتبہ سورۂ ناس اور سات

مرتبہ سورۂ فلق اور سات مرتبہ سورۂ اخلاص اور سات مرتبہ سورۂ کافرون اور سات مرتبہ آیۃ الکرسی اور سات مرتبہ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ اور سات مرتبہ درود شریف اور سات مرتبہ اپنے لیے اور اپنے والدین کے لیے اور ان کی اولاد کے لیے اور اپنے اہل کے لیے اور جملہ مومنین و مومنات احیاء و اموات کے لیے استغفار کریں اور سات مرتبہ یہ پڑھیں۔ اَللّٰھُمَّ یَارَبِّ اِفْعَلْ بِیْ وَبِھِمْ عَاجِلًا وَّاٰجِلًا فِی الدِّیْنِ وَالدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ مَا اَنْتَ لَہٗ اَھْلٌ وَلَا تَفْعَلْ بِنَا یَا مَوْلَایَ مَا نَحْنُ لَہٗ اَھْلٌ اِنَّکَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ جَوَادٌ کَرِیْمٌ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ۔ (ترجمہ) اے اللہ اے میرے مالک میرے اور میرے والدین وغیرہ مومنین اور مومنات کے ساتھ فی الحال اور آیندہ دین اور دنیا اور آخرت میں وہ کر جس کا تو اہل ہے اور میرے مولیٰ ہمارے ساتھ وہ نہ کرنا جس کے ہم اہل ہیں کیونکہ تو مغفرت فرمانے والا ہے، حلم فرمانے والا ہے جود فرمانے والا ہے کرم فرمانے والا ہے بلاؤں کو دور فرمانے والا ہے بھلائی پہنچانے والا ہے۔ (حضرت خضر علیہ السلام نے ان سے فرمایا) اور دیکھو اس کو صبح و شام ترک مت کرنا۔ حضرت ابراہیم تیمی نے فرمایا میں نے عرض کی میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے یہ بتادیں کہ آپ کو یہ عطیہ کس نے عطا کیا تھا۔ تو حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ مجھکو یہ عطیہ محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عطا فرمایا تھا۔ تو میں نے کہا اچھا مجھے اس کا ثواب بتائیے تو انھوں نے فرمایا کہ جب تمھاری ملاقات محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہو تو اس کے ثواب کے بارے میں اُن سے دریافت کرلینا وہ بتادیں گے۔ حضرت ابراہیم تیمی رحمہ اللہ تعالیٰ نے بیان کیا کہ میں نے ایک رات کو خواب میں دیکھا ملائکہ میرے پاس آئے اور مجھ کو اٹھا کر لے چلے یہاں تک کہ جنت میں داخل کر دیا تو میں نے

جنّت کے ساز و سامان کو دیکھا اور ملائکہ سے سوال کیا کہ یہ سب کا سب کس کے لیے ہے۔ انھوں نے کہا کہ اس شخص کے لیے ہے جو تم جیسا عمل کرے حضرت ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ بھی بیان کیا کہ میں نے خواب میں جنت کے پھل بھی کھائے اور فرشتوں نے مجھے اس کی شراب بھی پلائی پھر میرے پاس نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم تشریف لائے اور آپ کے ہمراہ ستّر نبی تھے اور ستّر صفیں فرشتوں کی ہر صف اتنی طویل جتنا فاصلہ مشرق مغرب میں ہے۔ حضور نے مجھ کو سلام سے نواز کر میرا ہاتھ پکڑ لیا تو میں نے عرض کیا یارسول اللہ حضرت خضر نے مجھے بتایا کہ انھوں نے حضور سے (مُسَبَّعَاتِ عَشَر کے بارے میں) یہ حدیث سنی ہے تو آپ نے فرمایا خضر نے سچ کہا۔ خضر نے سچ کہا اور جو کچھ انھوں نے نقل کیا وہ حق ہے۔ وہ روئے زمین کے عالِم ہیں اور ابدال کے سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ کے اُن لشکروں سے ہیں جن کا قیام زمین میں رہتا ہے۔ پھر میں نے عرض کیا یارسول اللہ جس شخص نے یہ (مسبعات عشر) کا عمل کیا اور وہ نہ دیکھا جو میں نے خواب میں دیکھا ہے تو کیا ان چیزوں میں سے کچھ دیا جائے گا جو مجھ کو عطا کی گئیں۔ حضور نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے بیشک اس (مسبعات عشر) کے عامل کو وہ ضرور دیا جائے گا۔ اگرچہ وہ مجھ کو نہ دیکھے (جیسے تم نے دیکھا) اور نہ جنّت کو دیکھے (جیسے تم نے دیکھی) بیشک اس کے تمام گناہ کبیرہ معاف کر دیتے جائینگے۔ اور اللہ تعالیٰ اُس پر سے اپنا غضب اور ناراضگی اٹھالے گا اور بائیں طرف والے فرشتے کو حکم دیا جائے گا کہ وہ اس شخص کی بدیاں ایک سال تک نہ لکھے اور قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اس پر وہی عمل کرے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے سعید پیدا کیا ہے اور اِس کو (تحقیراً)، وہی ترک کرے گا جس کو اللہ تعالیٰ نے

شقی نے بنایا ہے. خواب سے بیدار ہونے کے بعد حضرت ابراہیم تمیمی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چار مہینے تک بے آب و دانہ رہے یعنی نہ کچھ کھایا نہ کچھ پیا۔" بحالت خواب جنت میں جو کچھ کھایا پیا تھا اسی کی برکت تھی۔ (قوت القلوب)

نماز تحیۃ المسجد

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مسجد میں داخل ہو تو بیٹھنے سے پہلے دو رکعت پڑھ لے۔ اس نماز کو تحیۃ المسجد کہتے ہیں۔

مسئلہ: ایسے وقت مسجد میں آیا جس میں نفل نماز مکروہ ہے جیسے بعد طلوع فجر یا بعد نماز عصر تو وہ شخص تحیۃ المسجد نہ پڑھے بلکہ تسبیح و تہلیل و درود شریف میں مشغول رہے اس سے حقِ مسجد ادا ہو جائے گا۔

مسئلہ: فرض یا سنت یا کوئی اور نماز مسجد میں پڑھ لی تو تحیۃ المسجد ادا ہو گئی۔ اگرچہ تحیۃ المسجد کی نیت نہ کی ہو۔ اس نماز یعنی تحیۃ المسجد کا حکم اس کے لیے ہے جو مسجد میں بہ نیت نماز نہ گیا بلکہ کسی اور کام کے لیے گیا ہو۔ اگر تنہا فرض پڑھنے یا جماعت کے ساتھ ادا کرنے کی نیت سے مسجد میں گیا تو یہی نماز قائمقام تحیۃ المسجد ہو جائیگی۔ بشرطیکہ داخل ہونے کے بعد ہی پڑھے اور اگر کچھ عرصہ کے بعد پڑھے گا تو تحیۃ المسجد الگ پڑھے۔

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ بیٹھنے سے پہلے تحیۃ المسجد پڑھے اور بغیر پڑھے بیٹھ گیا تو ساقط نہ ہوئی اب پڑھے۔

مسئلہ:۔ ہر روز ایک بار تحیۃ المسجد کافی ہے ہر بار ضرورت نہیں اور اگر کوئی شخص بے وضو مسجد میں گیا اور کوئی وجہ ہے کہ تحیۃ المسجد نہیں پڑھ سکتا تو چار بار سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ کہے۔

نماز تحیۃ الوضو

وضو کے بعد اعضا خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے اس نماز کو تحیۃ الوضو کہتے ہیں۔ وضو کے بعد فرض وغیرہ پڑھے تو قائم مقام تحیۃ الوضو کے ہو جائیں گے۔

نماز اشراق

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جو شخص فجر کی نماز جماعت سے پڑھ کر ذکر الٰہی کرتا رہا یہاں تک کہ آفتاب بلند ہو گیا۔ (یعنی طلوع کو بیس منٹ گزر گئے) پھر دو رکعتیں پڑھیں تو اُسے پورے حج و عمرے کا ثواب ملے گا۔ اس کو نماز اشراق کہتے ہیں۔

نماز چاشت

کی کم از کم دو رکعت اور زیادہ سے زیادہ بارہ[۱۲] رکعتیں ہیں اس کا وقت آفتاب بلند ہونے سے شرعی نصف النہار تک ہے اور بہتر یہ ہے کہ چوتھائی دن چڑھے پڑھے محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا آدمی پر اس کے ہر جوڑ کے بدلے صدقہ

کرنا ہے اور بدن میں کل تین سو ساٹھ جوڑ ہیں ہر تسبیح صدقہ ہے ہر حمد صدقہ ہے اور لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہنا صدقہ ہے اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا صدقہ ہے اور اچھی بات کا حکم کرنا صدقہ ہے اور بُری بات سے منع کرنا صدقہ ہے اور ان سب کی طرف سے دو رکعتیں چاشت کی کفایت کرتی ہیں۔

نمازِ سفر

سفر میں جاتے وقت دو رکعتیں اپنے گھر پڑھ کر جائے۔ اس نماز کو نمازِ سفر کہتے ہیں۔ حدیث میں ہے کہ کسی نے اپنے اہل کے پاس ان دو رکعتوں سے بہتر نہ چھوڑا جو بوقت ارادۂ سفر ان کے پاس پڑھیں۔

نمازِ واپسیِ سفر

سفر سے واپس ہو کر دو رکعتیں مسجد میں ادا کرے اس نماز کو واپسیِ سفر کی نماز کہتے ہیں۔

نمازِ استخارہ

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہم کو تمام امور میں استخارے کی تعلیم فرماتے جیسے قرآن کی سورت تعلیم فرماتے تھے۔ فرماتے ہیں جب کوئی کسی امر کا قصد کرے تو دو رکعت نفل پڑھے پھر سلام پھیرنے کے بعد کہے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ بِعِلْمِکَ وَاَسْتَقْدِرُکَ بِقُدْرَتِکَ وَاَسْئَلُکَ

مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيْمِ فَاِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا اَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا اَعْلَمُ وَاَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ اَللّٰهُمَّ اِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ خَيْرٌ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ وَعَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاقْدُرْهُ لِيْ وَيَسِّرْهُ لِيْ ثُمَّ بَارِكْ لِيْ فِيْهِ وَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنَّ هٰذَا الْاَمْرَ شَرٌّ لِّيْ فِيْ دِيْنِيْ وَمَعَاشِيْ وَعَاقِبَةِ اَمْرِيْ وَعَاجِلِ اَمْرِيْ وَاٰجِلِهٖ فَاصْرِفْهُ عَنِّيْ وَاصْرِفْنِيْ عَنْهُ وَاقْدُرْ لِيَ الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِيْ بِهٖ۔ اور اپنی حاجت ذکر کرے خواہ بجائے هٰذَا الْاَمْرَ حاجت کا نام لے یا اس کے بعد حاجت کا ذکر کرے۔

(ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے استخارہ کرتا ہوں تیرے علم کے ساتھ اور تیری قدرت کے ساتھ اور تجھ سے قدرت طلب کرتا ہوں اور تجھ سے تیرے فضل عظیم کا سوال کرتا ہوں اس لیے کہ تو قادر ہے اور میں قادر نہیں اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو غیبوں کا جاننے والا ہے۔ اے اللہ اگر تیرے علم میں ہے کہ یہ کام میرے لیے بہتر ہے میرے دین اور معیشت اور انجام کار میں اور اس وقت اور آئندہ کے لیے تو اس کو میرے لیے مقدر کر دے اور آسان کر پھر میرے لیے اس میں برکت دے اور اگر تو جانتا ہے کہ میرے لیے یہ کام برا ہے میرے دین و معیشت اور انجام کار میں اور اس وقت اور آئندہ کے لیے تو اس کو مجھ سے پھیر دے اور مجھ کو اس سے پھیر اور میرے لیے خیر کو مقدر فرما۔ جہاں بھی ہو پھر مجھے اس سے راضی کر دے۔

مسئلہ:۔ حج اور جہاد اور دیگر نیک کاموں میں نفس فعل کے لیے استخارہ نہیں ہو سکتا البتہ تعین وقت کے لیے کر سکتے ہیں۔

مسئلہ:۔ مستحب یہ ہے کہ نماز استخارہ کی پہلی رکعت میں قُلْ يٰاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور دوسری میں قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھے اور اس دعا کے اوّل آخر اَلْحَمْدُ شریف اور درود شریف پڑھے۔

مسئلہ: بہتر یہ ہے کہ سات بار استخارہ کرلے کیوں کہ ایک حدیث میں ہے۔ سیدعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے انس جب تم کسی کام کا قصد کرو تو اپنے رب سے اس کام میں سات بار استخارہ کرو پھر دیکھو (اس کام کے متعلق) تمھارے دل میں کیا خیال پیدا ہوا۔ اسی خیال میں خیر ہے۔ اور بعض مشائخ سے منقول ہے کہ دعائے مذکور کو پڑھ کر باطہارت قبلہ رو سو رہے۔ اگر خواب میں سپیدی یا سبزی دیکھے تو وہ کام بہتر ہے اور سیاہی یا سرخی دیکھے تو برا ہے اس سے بچے۔ یہ بات یاد رہے کہ استخارے کا وقت اس وقت تک ہے کہ ایک طرف رائے پوری نہ جم چکی ہو۔

صلوٰۃ التسبیح

اس نماز میں بے انتہا ثواب ہے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جب حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یہ نماز تعلیم فرمائی تو ارشاد فرمایا اگر تم سے ہو سکے تو صلوٰۃ التسبیح کو ہر روز ایک بار پڑھو اور اگر ہر روز نہ پڑھ سکو تو ہر جمعہ میں ایک بار اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینے میں ایک بار اور اگر یہ بھی نہ کر سکو تو سال میں ایک بار اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک بار پڑھنا۔ صلوٰۃ التسبیح کی چار رکعت ہوتی ہیں۔ اور ان کے پڑھنے کی ترکیب یہ ہے۔

صلوٰۃ التسبیح پڑھنے کا اسلامی طریقہ

چار رکعت صلوٰۃ التسبیح کی نیت باندھ کر سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ پڑھے۔ پھر پندرہ

بار پڑھے۔ سُبْحَانَ اللہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ وَاللہُ اَکْبَرُ۔ (ترجمہ) اللہ ہر عیب سے پاک ہے۔ اور سب خوبیاں اللہ کے لیے ہیں اور اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اللہ بڑا ہے۔ پھر اَعُوْذُ اور بِسْمِ اللہِ اور اَلْحَمْدُ اور سورت پڑھ کر دس بار یہی تسبیح پڑھے۔ پھر رکوع کرے اور رکوع میں دس بار پڑھے۔ پھر رکوع سے سر اٹھائے اور سَمِعَ اللہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور رَبَّنَا وَلَکَ الْحَمْدُ کہنے بعد دس بار کہے پھر سجدے کو جائے اور اس میں دس بار کہے۔ پھر سجدے سے سر اٹھا کر دس بار کہے پھر سجدے کو جائے۔ اور اس میں دس مرتبہ پڑھے اسی طرح چار رکعت پڑھے ہر رکعت میں پچھتر (۷۵) بار تسبیح اور چاروں میں تین سو (۳۰۰) ہوئیں اور رکوع و سجود میں سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ اور سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنے کے بعد تسبیحات پڑھے۔

مسئلہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ آپ کو معلوم ہے اس نماز میں کون سی سورت پڑھی جائے۔ فرمایا۔ سورۂ تکاثُر وَ الْعَصْرِ۔ اور قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ و قُلْ ھُوَ اللہُ۔

مسئلہ: اگر سجدہ سہو واجب ہو اور سجدہ کرے تو ان دونوں سجدوں میں تسبیحات نہ پڑھی جائیں اگر کسی جگہ بھول کر دس بار سے کم پڑھی ہیں تو باقی ماندہ دوسری جگہ پڑھ لے تاکہ مقدار پوری ہو جائے لیکن رکوع میں بھولا ہو تو اسے سجدے میں کہے قومہ میں نہ کہے اور پہلے سجدے میں بھولا ہو تو دوسرے میں کہے۔ جلسے میں نہ کہے۔

مسئلہ: تسبیح انگلیوں پر نہ گنے بلکہ ہو سکے تو دل میں شمار کرے ورنہ انگلیاں دبا کر۔

مسئلہ: ہر وقت غیر مکروہ میں یہ نماز پڑھ سکتا ہے اور بہتر یہ ہے کہ ظہر سے پہلے

پڑھے۔

نماز حاجت

جلیل القدر صحابی حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کوئی امر اہم پیش آتا تو نماز پڑھتے اس نماز کو نماز حاجت کہتے ہیں۔ اس کے لیے دو یا چار رکعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ حدیث میں ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور تین بار آیۃ الکرسی پڑھے اور باقی تین رکعتوں میں سورۂ فاتحہ اور سورۂ اخلاص اور سورۂ فلق اور سورۂ ناس ایک ایک بار پڑھے مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ نماز پڑھی اور ہماری حاجتیں پوری ہوئیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس کی کوئی حاجت اللہ کی طرف ہو یا کسی بنی آدم کی طرف تو اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے ان دو رکعتوں میں جو سورتیں چاہے پڑھے۔ پھر سلام پھیرنے کے بعد اللہ عزّوجل کی حمد کرے اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود بھیجے پھر یہ پڑھے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ الْحَلِیْمُ الْکَرِیْمُ سُبْحَانَ اللّٰہِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ اَسْئَلُکَ مُوْجِبَاتِ رَحْمَتِکَ وَعَزَائِمَ مَغْفِرَتِکَ وَالْغَنِیْمَۃَ مِنْ کُلِّ بِرٍّ وَّالسَّلَامَۃَ مِنْ کُلِّ اِثْمٍ لَا تَدَعْ لِیْ ذَنْبًا اِلَّا غَفَرْتَہٗ وَلَا ھَمًّا اِلَّا فَرَّجْتَہٗ وَلَا حَاجَۃً ھِیَ لَکَ رِضًا اِلَّا قَضَیْتَھَا یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔ (ترجمہ) اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں جو حلیم و کریم ہے۔ پاک ہے اللہ عرش عظیم کا مالک۔ حمد ہے اللہ کے لیے جو رب ہے تمام جہاں کا۔ اے اللہ، میں تجھ سے تیری رحمت کے اسباب مانگتا ہوں اور

تیری بخشش کے ذرائع طلب کرتا ہوں اور ہر نیکی سے غنیمت اور ہر گناہ سے سلامتی کو طلب کرتا ہوں میرے لیے کوئی گناہ بغیر مغفرت نہ چھوڑ اور ہر غم کو دور کر دے اور جو حاجت تیری رضا کے موافق ہے اسے پورا کر دے۔ اے سب مہربانوں سے زیادہ مہربان۔

جلیل القدر صحابی حضرت عثمان ابن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک صاحب نابینا نبوی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ اللہ سے دعا کیجیے کہ مجھے عافیت دے۔ ارشاد فرمایا اگر تم چاہو تو دعا کروں اور چاہو تو صبر کرو اور صبر کرنا تمھارے لیے بہتر ہے۔ انھوں نے عرض کی حضور دعا کریں تو آپ نے انھیں حکم فرمایا کہ وضو کرو اور اچھا وضو کرو۔ پھر دو رکعت نماز پڑھ کر یہ دعا پڑھو۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُكَ وَاَتَوَسَّلُ وَاَتَوَجَّهُ اِلَیْكَ بِنَبِیِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِیِّ الرَّحْمَةِ یَارَسُوْلَ اللهِ اِنِّیۡ تَوَجَّھْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیۡ فِیۡ حَاجَتِیۡ ھٰذِهٖ لِتُقْضٰی لِیَ اَللّٰھُمَّ فَشَفِّعْهُ فِیَّ (ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور توسل کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ تیرے نبی محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے ذریعہ سے جو نبی رحمت ہیں یارسول اللہ میں حضور کے ذریعہ سے اپنے رب کی طرف اس حاجت کے بارے میں متوجہ ہوتا ہوں تاکہ میری حاجت پوری ہو۔ الٰہی ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔ واقعہ کے بیان کرنے والے حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم ہم اٹھنے بھی نہ پائے تھے۔ باتیں ہی کر رہے تھے کہ وہ شخص مذکورہ بالا عمل کرنے کے بعد ہمارے پاس آئے گویا کبھی اندھے تھے ہی نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس عمل کی برکت سے انھیں فوراً انکھیارا کر دیا۔

قضائے حاجات کے لیے

ایک مجرب نماز جو علماء ہمیشہ پڑھتے آئے یہ ہے کہ امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار مبارک پر حاضر ہو کر دو رکعت نماز پڑھے اور امام کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے سوال کرے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایسا کرتا ہوں تو بہت جلد میری حاجت پوری ہو جاتی ہے۔

نماز غوثیہ

یہ نماز چونکہ سیدنا غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے اسی واسطے اس کا نام نماز غوثیہ ہوا اس کی ترکیب یہ ہے کہ بعد نماز مغرب سنتیں پڑھ کر دو رکعت نماز نفل پڑھے اور اَلْحَمْدُ کے بعد ہر رکعت میں گیارہ گیارہ بار قُلْ هُوَ اللّٰهُ پڑھے۔ سلام کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کر کے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں گیارہ مرتبہ ہدیہ درود پیش کرے اور گیارہ بار یوں کہے۔ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ اَغِثْنِیْ وَامْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ (ترجمہ) اے اللہ کے رسول اے اللہ کے نبی میری فریاد کو پہنچیے اور میری مدد کیجیے۔ میری حاجت پوری ہونے میں۔ اے تمام حاجتوں کے پورا کرنے والے۔ پھر عراق کی جانب گیارہ قدم چلے ہر قدم پر یہ کہے۔ یَا غَوْثَ الثَّقَلَیْنِ یَا کَرِیْمَ الطَّرَفَیْنِ اَغِثْنِیْ وَامْدُدْنِیْ فِیْ قَضَاءِ حَاجَتِیْ یَا قَاضِیَ الْحَاجَاتِ (ترجمہ) اے جن و انس کے فریاد رس اور اے دونوں طرف

(ماں باپ) سے بزرگ میری فریاد کو پہنچیے اور میری مدد کیجیے. میری حاجت پوری ہونے ہیں اے حاجتوں کے پورا کرنے والے پھر حضور کے توسل سے اللہ عزوجل سے دُعا کرے۔

نماز توبہ

خلیفۂ اوّل حضرت ابو بکر صدّیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں۔ کہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا جب کوئی بندہ گناہ کرے پھر وضو کر کے نماز پڑھے پھر استغفار کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ بخشدے گا۔ اس کو نماز توبہ کہتے ہیں۔

وقتِ ظہر

آفتاب کے ڈھلنے سے اُس وقت تک ہے کہ ہر چیز کا سایہ علاوہ سایہ اصلی کے دو چند ہو جائے۔

ظہر کی نماز

میں کُل بارہ رکعت ہیں ان میں پہلے چار رکعت سُنّت مؤکدہ پھر چار رکعت فرض پھر دو رکعت سُنّت موکدہ پھر دو رکعت سُنّت غیر موکدہ یعنی نفل۔ ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ سید عالم نُور مجسّم صلی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا جو شخص فرض ظہر سے پہلے چار اور بعد میں چار رکعتوں کو ہمیشہ ادا کرتا رہے

تو اللہ تعالیٰ اس کو آگ پر حرام فرما دے گا۔

مسئلہ:۔ سردی کی ظہر میں جلدی مستحب ہے اور گرمی میں تاخیر۔ خواہ تنہا پڑھے یا جماعت سے۔ ہاں گرمی میں ظہر کی جماعت اوّل وقت میں ہوتی ہو تو مستحب وقت کے لیے جماعت ترک کرنا جائز نہیں۔ موسم ربیع سردی اور خریف گرمی کے حکم میں ہے۔ بہتر یہ ہے کہ ظہر مثل اوّل میں پڑھیں۔

یوم جمعہ کا اسلامی امتیاز

حضرت سعد ابن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان فرمایا کہ محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے بڑا ہے اور وہ اللہ کے نزدیک عید الاضحیٰ و عید الفطر سے بھی بڑا ہے اس میں پانچ خصوصیات ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اُسی میں آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اور اسی میں زمین پر اتارا اور اسی میں انھیں وفات دی اور اس میں ایک ساعت ایسی ہے کہ بندہ اس وقت جس چیز کا سوال کرے۔ اللہ تعالیٰ اسے عطا فرمائے گا۔ بشرطیکہ حرام کا سوال نہ ہو۔ اور اُسی دن میں قیامت قائم ہوگی۔ فرشتگان مقرّب اور آسمان و زمین اور ہوا و پہاڑ اور دریا میں سے کوئی ایسا نہیں کہ جمعہ کے دن سے ڈرتا نہ ہو۔ حضرت اوس بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ افضلِ موجودات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔ تمھارے افضل دنوں سے جمعہ کا دن ہے اسی میں آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے اور اسی میں انتقال کیا اور اسی میں پہلی بار صور پھونکا جائے گا اور اسی میں دوسری بار جمعہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کرو۔

کیونکہ تمھارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ لوگوں نے عرض کی یارسول اللہ اس وقت حضور پر ہمارا درود کیونکر پیش کیا جائے گا۔ جب حضور انتقال فرما چکے ہوں گے۔ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کا جسم کھانا حرام کر دیا ہے۔ یعنی اللہ کے انبیا زندہ رہتے ہیں اور ان کو روزی پہنچتی ہے۔ جیسا کہ حدیث کی مشہور کتاب ابن ماجہ شریف میں مذکور ہے۔ اس میں شک نہیں کہ موت انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کو بھی آتی ہے مگر صرف ایک آن کے لیے پھر سابق کی طرح زندہ ہو جاتے ہیں اور اپنے قبور سے باہر نکل کر جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں۔ عالم میں مختلف قسم کے تصرفات فرماتے ہیں اور جن کو خدا چاہتا ہے نظر بھی آتے ہیں دیر تک ملاقات ہوتی ہے۔ بات چیت فرماتے ہیں۔ جیسے کہ امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو بیداری میں سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی تھی اور انھوں نے حضور سے دریافت کر کے بہت سی حدیثوں کی صحت معلوم کی۔

اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب قدس سرہٗ نے انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مسئلہ حیات کو نظم میں اِس طرح بیان فرمایا ہے۔ ؎

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے | لیکن ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد انکی حیات | مثل سابق وہی جسمانی ہے
روح تو زندہ ہے سبکی اُن کا | جسم پر نور بھی روحانی ہے
اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف | اُن کے اجسام کی کب ثانی ہے
اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح | اُس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے
وہ ہیں حی ابدی اُن کو رضا | صدق وعدے کی قضا مانی ہے

جمعہ کے دن دُعا مقبول ہونے کا وقت

سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جمعہ میں ایک ایسی ساعت ہے کہ مسلمان بندہ اگر اسے پالے اور اس میں اللہ تعالیٰ سے بھلائی کا سوال کرے تو وہ اسے ضرور عطا فرمائے گا۔ اور وہ ساعت بہت تھوڑی ہے۔ رہا یہ کہ وہ کون سی ساعت ہے تو اس میں دو روایتیں قوی ہیں ایک یہ کہ امام کے خطبے کے لیے بیٹھنے سے ختم نماز تک۔ اور دوسری روایت یہ ہے کہ وہ جمعہ کی پچھلی ساعت ہے۔ چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ جمعہ کے دن جس ساعت کی خواہش کی جاتی ہے اُسے عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک تلاش کرو۔

جمعہ کے دن یا رات میں مرنے کا اسلامی امتیاز

سردر کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جو مسلمان مرد یا مسلمان عورت جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں انتقال کرے اس کو عذابِ قبر اور فتنہ قبر سے بچالیا جاتا ہے۔ اور وہ خدا سے اس حال میں ملے گا کہ اس پر کچھ حساب نہ ہوگا اور اس کے ساتھ گواہ ہوں گے جو اس کے لیے گواہی دیں گے اور اس کے لیے شہید کا اجر لکھا جائے گا۔

نماز جمعہ کا اسلامی امتیاز

سردر کائنات فخر موجودات ارشاد فرماتے ہیں جس نے اچھی طرح وضو کیا پھر

نماز کے لیے آیا اور (خطبہ) سننے کی حالت میں چپ رہا اس کے لیے مغفرت ہو جائے گی۔ ان گناہوں کی جو اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان ہیں۔ اور مزید تین دن کے گناہوں کی۔ اور جس نے کنکری چھوئی اس نے لغو کیا۔ یعنی خطبہ سننے کی حالت میں اتنا کام بھی لغو میں داخل ہے کہ کنکری پڑی ہو اسے ہٹا دے۔

سرور انبیاء تاجدار دوسرا صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ پانچ چیزیں جو ایک دن میں کرے گا۔ اللہ عزّ وجلّ اس کو جنتی لکھ دے گا۔ جو مریض کو پوچھنے جائے۔ اور جنازے میں حاضر ہو۔ اور روزہ رکھے اور جمعہ کو جائے اور غلام آزاد کرے۔

نماز جمعہ۔ اگرچہ مکہ مکرمہ میں فرض ہوئی تھی مگر غلبہ کفار کے باعث وہاں پر اس کی شروعات نہو سکی۔ ہجرت کے بعد مدینہ منورہ میں پہنچکر حضور نے ادا فرمائی۔

جمعہ چھوڑنے کی اسلامی سزا

سرور انبیاء محبوب کبریا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! مرنے سے پہلے اللہ کی طرف توبہ کرو! اور مشغول ہونے سے پہلے نیک کاموں کی طرف سبقت کرو۔ اور یادِ خدا کی کثرت اور ظاہر و پوشیدہ صدقات کی کثرت سے اپنے رب کے ساتھ تعلقات قائم کرو۔ ایسا کروگے تو تمھیں روزی دی جائے گی اور تمھاری مدد کی جائے گی اور تمھاری شکستگی دور فرمائی جائیگی۔ اور جان لو کہ اس جگہ اس دن اس سال میں قیامت تک کے لیے اللہ تعالیٰ نے تم پر نماز جمعہ فرض فرمادی۔ جو شخص میری حیات میں یا میرے بعد ہلکا جان کر اور بطور انکار جمعہ چھوڑے درآنحالیکہ وہ کسی حاکم اسلام کے ماتحت ہو تو اللہ تعالیٰ

نہ اس کی پریشانی دور فرمائے گا نہ اس کے کام میں برکت دے گا۔ آگاہ ہو جاؤ۔ اس کے لیے نہ نماز ہے نہ زکوٰۃ نہ حج نہ نیکی جب تک توبہ نہ کرے۔ اور جو شخص توبہ کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

رُسولِ معظّمؐ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جمعہ چھوڑ دینے والے کے بارے میں سخت ترین الفاظ ارشاد فرمائے ہیں۔ کبھی فرمایا جو تین جمعہ بلا عذر چھوڑے وہ منافق ہے اور کبھی فرمایا جو تین جمعہ سُستی کی وجہ سے چھوڑے اللہ تعالیٰ اس کے دل پر مہر کر دے گا۔ اور ایک مرتبہ فرمایا۔ جس نے تین جمعہ پے در پے چھوڑے اس نے اسلام کو پیٹھ کے پیچھے پھینک دیا۔

جمعہ کے دن نہانے اور خوشبو لگانے کا اسلامی امتیاز

امام المرسلین صلیؐ اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو شخص جمعہ کے دن نہائے اور تیل لگائے اور گھر میں جو خوشبو ہو استعمال کرے۔ پھر نماز جمعہ کو نکلے۔ اور مسجد میں پہنچکر دو بیٹھے ہوئے شخصوں کو ہٹا کر بیچ میں نہ بیٹھے اور جو نماز اس کے لیے مقدر ہے پڑھے۔ اور امام جب خطبہ پڑھے تو چپ رہے تو اس کے لیے اُن گناہوں کی جو اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان ہیں مغفرت ہو جائے گی۔

شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جو جمعہ کے دن نہائے اس کے گناہ اور خطائیں مٹا دی جاتی ہیں۔ اور جب جمعہ کے لیے چلنا شروع کرتا ہے۔ تو ہر قدم پر بیس ۲۰ سال کا عمل لکھا جاتا ہے اور جب نماز سے فارغ ہو تو اسے دو سَو ۲۰۰ برس کا اجر ملتا ہے۔

جمعہ کے لیے اوّل جانے کا اسلامی امتیاز

رحمۃ اللعٰلمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا جب جمعہ کا دن ہوتا ہے فرشتے مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوتے ہیں اور حاضر ہونے والے کو لکھتے ہیں. سب میں پہلا پھر اس کے بعد والا وعلیٰ ہٰذا القیاس اور فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے جیسے جنابت کا غسل ہوتا ہے. پھر پہلی ساعت میں جائے تو گویا اُس نے اونٹ کی قربانی کی. یعنی اونٹ قربانی کرنے کا ثواب ملتا ہے اور دوسری ساعت میں گیا تو گویا اس نے گائے کی قربانی کی اور جو تیسری ساعت میں گیا. تو اس نے سینگ والے مینڈھے کی قربانی کی اور چوتھی ساعت میں گیا تو گویا اس نے مرغی نیک کام میں صرف کی۔ اور پانچویں ساعت میں گیا گویا انڈا خرچ کیا۔ پھر جب امام خطبہ کو نکلتا ہے تو فرشتے اپنا دفتر بند کر کے خطبہ سننے کے لیے حاضر ہو جاتے ہیں۔ رحمتِ عالم نُورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ جمعہ میں تین قسم کے لوگ حاضر ہوتے ہیں ایک وہ جو لغو کے ساتھ حاضر ہوا۔ یعنی کوئی ایسا کام کیا جس سے ثواب جاتا رہے۔ مثلاً خطبہ کے وقت کلام کیا۔ یا کنکریاں چھوئیں تو اس کا حصّہ جمعہ سے وہی لغو ہے۔ اور ایک وہ شخص جس نے کہ اللہ سے دعا کی تو اللہ اگر چاہے دے اور چاہے نہ دے۔ اور ایک وہ شخص کہ سکوت کے ساتھ حاضر ہوا اور نہ کسی مسلمان کی گردن پھلانگی اور نہ کسی کو ایذا دی تو جمعہ اس کے لیے کفارہ ہے۔ آئندہ جمعہ اور تین دن زیادہ تک۔

نماز جمعہ کی شرطیں چھ ہیں

اگر ان میں سے ایک شرط بھی نہ پائی جائے تو جمعہ نہ ہوگا۔ اس صورت میں نماز ظہر پڑھنا ضروری ہے۔

پہلی شرط

مصر یا فنائے مصر ہے۔ مصر وہ جگہ ہے جس میں متعدد کوچے اور بازار ہوں۔ اور وہ ضلع یا پرگنہ ہو کہ اس کے متعلق دیہات گنے جاتے ہوں۔ اور وہاں کوئی حاکم ہو کہ اپنے دبدبۂ وسطوت کے سبب مظلوم کا انصاف ظالم سے لے سکے یعنی انصاف لینے پر قدرت کافی ہے۔ اگرچہ ناانصافی کرتا ہو اور بدلہ نہ لیتا ہو۔ مصر کی آس پاس کی جگہ جو مصر کی مصلحتوں کے لیے ہو اسے فنائے مصر کہتے ہیں جیسے قبرستان گھوڑدوڑ کا میدان۔ چھاونی۔ کچہری اسٹیشن کہ یہ چیزیں شہر سے باہر ہوں۔ تو فنائے مصر میں ان کا شمار ہے اور وہاں جمعہ جائز۔ نظر براں۔ جمعہ شہر میں پڑھا جائے یا قصبہ میں یا ان کی فنا میں اور گاؤں میں جائز نہیں۔ لیکن آج کل جس گاؤں میں پہلے سے جمعہ ہوتا چلا آیا ہے اس کو بند نہ کیا جائے۔ کیونکہ ایسے مقام پر وہ لوگ زیادہ ہوتے ہیں جو ہفتہ میں صرف جمعہ ہی میں شریک ہو جاتے ہیں۔ پنج وقتہ نماز نہیں پڑھتے تو اگر جمعہ بند کر دیا گیا تو وہ لوگ اس سے بھی جائیں گے۔ درآنحالیکہ بعض آئمہ کے مسلک پر گاؤں میں جمعہ جائز ہے۔ اگرچہ احناف کے نزدیک نہیں۔ اس لیے احتیاط یہ ہے کہ وہاں پر جمعہ بند نہ کیا جائے۔

مسئلہ: گاؤں کا رہنے والا شہر میں آیا اور جمعہ کے دن یہیں رہنے کا ارادہ ہے۔ تو جمعہ فرض ہے اور اسی دن واپسی کا ارادہ ہو زوال سے پہلے یا بعد تو فرض نہیں۔ مگر پڑھے گا تو مستحق ثواب ہے۔

مسئلہ: شہر میں متعدد جگہ جمعہ ہو سکتا ہے خواہ وہ شہر چھوٹا ہو یا بڑا اور جمعہ دو مسجدوں میں ہو یا زیادہ میں مگر بلا ضرورت بہت سی جگہ جمعہ قائم نہ کیا جائے کیونکہ جمعہ اسلام کے شعائر میں سے ہے اور بہت سی مسجدوں میں ہونے سے وہ شوکت اسلامی باقی نہیں رہتی جو اجتماع میں ہوتی ہے۔ نیز دفع حرج کے لیے متعدد جگہ پر جائز رکھا گیا ہے۔ خواہ مخواہ جماعت پراگندہ کرنا۔ اور محلہ محلہ جمعہ قائم نہ کرنا چاہیے۔

ایک بہت ضروری بات

جس کی طرف عام لوگوں کو بالکل توجہ نہیں۔ یہ ہے کہ جمعہ کو اور نمازوں کی طرح سمجھ رکھا ہے۔ جس نے چاہا نیا جمعہ قائم کر لیا اور جس نے چاہا پڑھا دیا۔ یہ بات ناجائز ہے۔ اس لیے کہ جمعہ قائم کرنا بادشاہِ اسلام یا اس کے نائب کا کام ہے۔ اور جہاں اسلامی سلطنت نہ ہو وہاں جو سب سے بڑا عالم سنی۔ صحیح العقیدہ ہو وہ احکام شرعیہ جاری کرنے میں سلطانِ اسلام کے قائم مقام ہے۔ لہٰذا وہی جمعہ قائم کرے بغیر اس کی اجازت کے نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بھی نہ ہو تو عام لوگ جس کو امام بنائیں اور عالم کے ہوتے ہوئے عوام بطور خود کسی کو امام نہیں بنا سکتے ہیں۔ نہ یہ ہو سکتا ہے کہ دو چار شخص کسی کو امام مقرر کر لیں۔

دوسری شرط

سُلطان اسلام یا اس کا نائب جسے جمعہ قائم کرنے کا حکم دیا ہو۔

مسئلہ :۔ سُلطان عادل ہو یا ظالم جمعہ قائم کر سکتا ہے۔ یوں ہی اگر زبردستی بادشاہ بن بیٹھا یعنی شرعاً اس کو حق امامت نہ ہو۔ مثلاً قرشی نہیں۔ یا اور کوئی شرط مفقود ہو تو یہ بھی جمعہ قائم کر سکتا ہے۔ یونہی اگر عورت بادشاہ بن بیٹھی۔ تو اس کے حکم سے جمعہ قائم ہو گا یہ خود قائم نہیں کر سکتی۔

مسئلہ :۔ امام جمعہ کی بلا اجازت کسی نے جمعہ پڑھایا اگر امام یا وہ شخص جس کے حکم سے جمعہ قائم ہوتا ہے شریک ہو گیا تو جمعہ ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

مسئلہ :۔ کسی شہر میں بادشاہِ اسلام یا اس کا نائب جس کے حکم سے جمعہ قائم ہوتا ہے نہ ہو تو وہی حکم ہے جو اوپر بیان کر دیا گیا۔

تیسری شرط

وقت ظہر یعنی وقت ظہر میں نماز جمعہ پوری ہو جائے تو اگر اثنائے نماز میں اگرچہ تشہد کے بعد عصر کا وقت آ گیا جمعہ باطل ہو گیا۔ ظہر کی قضا پڑھیں۔ اسی طرح وقت ظہر سے پیشتر جمعہ پڑھا تو نہ ہوا۔ حاصل یہ کہ جو وقت نماز ظہر کا ہے وہی نماز جمعہ کا ہے اور جو وقت مستحب ظہر کے لیے ہے وہی جمعہ کے لیے۔

چوتھی شرط

خطبہ ہے اس میں یہ شرط ہے کہ وقت میں ہو۔ اور نماز سے پہلے اور ایسی جماعت کے سامنے ہو جو جمعہ کے لیے شرط ہے یعنی کم سے کم خطیب کے سوا تین مرد۔ اور اتنی آواز سے ہو کہ پاس والے سن سکیں۔ اگر کوئی امر مانع نہ ہو۔ پس اگر زوال سے پیشتر خطبہ پڑھ لیا یا نماز کے بعد پڑھا یا تنہا پڑھا یا عورتوں بچوں کے سامنے پڑھا تو ان سب صورتوں میں جمعہ نہ ہوا۔ اور اگر بہروں یا سونے والوں کے سامنے پڑھا یا حاضرین دور ہیں کہ سنتے نہیں یا مسافر یا بیماروں کے سامنے پڑھا جو عاقل بالغ مرد ہیں تو ہو جائے گا۔

مسئلہ:۔ خطبہ ذکر الٰہی کا نام ہے اگرچہ صرف ایک بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ یا سُبْحَانَ اللّٰہِ یا لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا اسی قدر سے فرض ادا ہو گیا مگر اتنے ہی پر اکتفا کرنا مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ خطبہ اور نماز میں اگر زیادہ فاصلہ ہو جائے تو وہ خطبہ کافی نہیں دوبارہ پڑھنا پڑے گا۔

مسئلہ:۔ سُنّت یہ ہے کہ دو خطبہ پڑھے جائیں اور بڑے بڑے نہ ہوں۔ اگر دونوں مل کر طوال مفصل سے بڑھ جائیں تو مکروہ ہے خصوصاً جاڑوں میں۔

خطبہ میں سنتیں

یہ ہیں۔ خطیب کا پاک ہونا۔ کھڑا ہونا۔ خطبہ سے پہلے خطیب کا بیٹھنا خطیب کا ممبر پر ہونا۔ اور سامعین کی طرف منھ اور قبلہ کو پیٹھ کرنا اور بہتر یہ ہے کہ ممبر محراب

کی بائیں جانب ہو۔ حاضرین کا امام کی طرف متوجہ ہونا خطبے سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ آہستہ پڑھنا۔ اتنی بلند آواز سے خطبہ پڑھنا کہ لوگ سنیں۔ اَلْحَمْدُ سے شروع کرنا۔ اللّٰہ عَزَّ وَجَلَّ کی ثنا کرنا اللہ عزّ وجل کی وحدانیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دینا حضور پر درود بھیجنا کم سے کم ایک آیت کی تلاوت کرنا۔ پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہونا۔ دوسرے میں حمد و ثنا و شہادت و درود کا اعادہ کرنا۔ دوسرے میں مسلمانوں کے لیے دعا کرنا۔ دونوں خطبے ہلکے ہونا۔ دونوں کے درمیان بقدر تین آیت پڑھنے کے بیٹھنا مستحب یہ ہے کہ دوسرے خطبے میں آواز بہ نسبت پہلے کے پست ہو اور خلفائے راشدین و عمین مکرمین حضرت حمزہ اور حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر ہو۔

مسئلہ: غیر عربی میں خطبہ پڑھنا یا عربی کے ساتھ دوسری زبان کا خطبہ میں خلط ملط کرنا۔ سُنّت متوارثہ کے خلاف ہے۔ یوہیں خطبہ میں اشعار نہ پڑھنا چاہیے۔

پانچویں شرط

جماعت ہے۔ یعنی امام کے علاوہ کم سے کم تین مرد۔

مسئلہ: خطبہ کے وقت جو لوگ موجود تھے۔ وہ چلے گئے اور دوسرے تین شخص آگئے تو ان کے ساتھ امام جمعہ پڑھے۔ یعنی جمعہ کی جماعت کے لیے انھیں لوگوں کا ہونا ضروری نہیں جو خطبہ کے وقت حاضر تھے بلکہ اِن کے غیر سے بھی ہو جائے گا۔

چھٹی شرط

اذن عام ہے۔ یعنی مسجد کا دروازہ کھول دیا جائے کہ جس مسلمان کا جی چاہے

آئے کسی کی روک ٹوک نہ ہو۔ پس اگر جامع مسجد میں لوگوں کے جمع ہونے کے بعد دروازہ بند کر کے جمعہ پڑھا تو نہ ہوا۔ لیکن عورتوں کو اگر جامع مسجد سے روکا جائے تو اذن عام کے خلاف نہ ہوگا۔

جمعہ فرض ہونے کی شرطیں

گیارہ ہیں۔ ان میں سے ایک بھی معدوم ہو تو جمعہ فرض نہیں۔ پھر بھی اگر پڑھے گا تو ہو جائے گا۔ بلکہ مرد عاقل بالغ کے لیے جمعہ پڑھنا افضل ہے۔ اور عورت کے لیے ظہر پڑھنا افضل ہے۔ (۱) شہر میں مقیم ہونا (۲) تندرست ہونا۔ مریض پر جمعہ فرض نہیں۔ مریض سے مراد وہ ہے کہ مسجد جمعہ تک نہ جا سکتا ہو۔ یا چلا تو جائے گا مگر مرض بڑھ جائے گا یا دیر میں اچھا ہوگا تو ایسے مریض پر جمعہ فرض نہیں۔ اور شیخ فانی مریض کے حکم میں ہے۔

مسئلہ: ۔ جو شخص مریض کا تیمار دار ہو۔ جانتا ہے کہ جمعہ کو جائے گا تو مریض دقتوں میں پڑ جائے گا اور اس کا کوئی پرسان حال نہ ہوگا تو اس تیماردار پر جمعہ فرض نہیں۔ (۳) آزاد ہونا لہذا غلام پر جمعہ فرض نہیں (۴) مرد ہونا لہذا عورت پر جمعہ فرض نہیں۔ (۵) بالغ ہونا۔ لہذا نابالغ پر جمعہ فرض نہیں (۶) عاقل ہونا (۷) انکھیارا ہونا۔

مسئلہ: ۔ ایک چشم اور جس کی نگاہ کمزور ہو اس پر جمعہ فرض ہے۔ یوہیں جو اندھا مسجد میں اذان کے وقت باوضو موجود ہو اس پر جمعہ فرض ہے اور وہ نابینا جو بلا تکلف بغیر کسی مدد کے مسجد میں جا سکے اس پر جمعہ فرض ہے۔ (۸) چلنے پر قادر ہونا۔ لہذا اپاہج پر جمعہ فرض نہیں اور جس کا ایک پاؤں کٹ گیا ہو یا فالج سے بیکار ہو گیا اگر مسجد تک

جاسکتا ہو تو اس پر جمعہ فرض ہے ورنہ نہیں (۹) قید میں نہ ہونا۔ مگر وہ شخص جو کسی دین کی وجہ سے قید کیا گیا اور ادا کرنے پر قادر ہے تو اس پر جمعہ فرض ہے۔ (۱۰) بادشاہ یا چور کسی ظالم وغیرہ کا خوف نہ ہونا۔ لہٰذا مفلس قرضدار کو اگر قید کا اندیشہ ہو تو اس پر جمعہ فرض نہیں۔ (۱۱) مینھ یا آندھی یا اولے یا سردی کا ہونا یعنی اس قدر کہ اُن سے نقصان کا خوف صحیح ہو۔

مسئلہ: جمعہ کی امامت ہر وہ مرد کر سکتا ہے جو اور نمازوں میں امام ہو۔ اگرچہ جمعہ اس پر فرض نہ ہو۔ جیسے مریض۔ مسافر۔ غلام یعنی جب کہ سلطانِ اسلام یا اس کا نائب یا جس کو اس نے اجازت دی ہے بیمار ہو یا مسافر ہو تو یہ سب نماز جمعہ پڑھا سکتے ہیں یا انھوں نے کسی مریض یا مسافر یا غلام یا کسی لائق امامت کو اجازت دی ہو یا بضرورت عام لوگوں نے کسی ایسے کو امام مقرر کیا ہو جو امامت کر سکتا ہو۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ بطور خود جس کا جی چاہے جمعہ پڑھا دے کہ یوں جمعہ نہ ہوگا۔

ظہر احتیاطی

جمعہ کے بعد چار رکعت نماز اس نیت سے ادا کرنا کہ سب میں پچھلی ظہر جس کا وقت پایا اور نہ پڑھی اس کو ظہر احتیاطی کہتے ہیں۔ یہ صرف ان خاص لوگوں کے لیے ہے جن کو فرض جمعہ ادا ہونے میں شک نہ ہو عوام کے لیے نہیں۔ اور اس کی چاروں رکعتیں بھری پڑھی جائیں گی۔ بہتر یہ ہے کہ جمعہ کی پچھلی چار سنتیں پڑھ کر ظہر احتیاطی پڑھیں پھر دو سنتیں۔

جمعہ پڑھنے والے پر ۱۴ رکعتیں ہیں

ان کی تفصیل یہ ہے کہ پہلے چار سُنّت موکدہ۔ پھر دو فرض جمعہ پھر چار سُنّت موکدہ پھر دو سُنّت غیر موکدہ۔ پھر دو نفل۔

نمازِ استسقاء

حدیث: رسید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔ جو لوگ ناپ اور تول میں کمی کرتے ہیں وہ قحط اور شدتِ موت میں اور ظلم بادشاہ میں گرفتار ہوتے ہیں اگر چوپائے نہ ہوتے تو ان پہ بارش نہ ہوتی۔

حدیث: ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بیان فرمایا۔ لوگوں نے حضور کی خدمت میں قحط باراں کی شکایت پیش کی۔ حضور نے ممبر کے لیے حکم فرمایا کہ عیدگاہ میں رکھا جائے اور ایک دن معیّن فرما دیا جس میں سب لوگ وہاں پر چلیں، جب آفتاب طلوع ہوگیا اس وقت حضور تشریف لے گئے اور ممبر پر بیٹھ کر تکبیر کہی اور حمد الٰہی بجا لائے۔ پھر فرمایا۔ تم لوگوں نے اپنے ملک کے قحط کی شکایت کی اور یہ کہ بارش اپنے وقت سے مؤخر ہو گئی۔ اللہ عزّوجلّ نے تمھیں حکم دیا ہے کہ اس سے دعا کرو۔ اور اس نے وعدہ کرلیا ہے کہ تمھاری دعا قبول فرمائے گا۔ اس کے بعد فرمایا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ مٰالِكِ یَوْمِ الدِّیْنِ سب خوبیاں اللہ کو جو مالک سارے جہاں والوں کا رَحْمٰن وَرَحِیْم ہے قیامت کے دن کا مالک ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ یَفْعَلُ مَا یُرِیْدُ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ جو چاہتا ہے

کرتا ہے۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ اَنْتَ الْغَنِیُّ وَنَحْنُ الْفُقَرَآءُ۔ (ترجمہ) یا اللہ تو ہی معبود برحق ہے تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ تو غنی ہے اور ہم محتاج ہیں۔ اَنْزِلْ عَلَیْنَا الْغَیْثَ وَاجْعَلْ مَا اَنْزَلْتَ قُوَّۃً وَّبَلَاغًا اِلٰی حِیْنٍ۔ ہم پر مینھا اتار اور جو کچھ تو اتارے اسے ہمارے لیے قوت اور ایک وقت تک پہنچنے کا سبب کردے۔ پھر ہاتھ بلند فرمایا۔ یہاں تک کہ بغل کی سفیدی ظاہر ہوئی۔ پھر لوگوں کی طرف پشت کی اور چادر مبارک لوٹ دی۔ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور ممبر سے اتر کر دو رکعت نماز پڑھی۔ اللہ تعالیٰ نے اسی وقت ابر پیدا کیا وہ گرجا اور چمکا۔ اور اتنا برسا کہ حضور ابھی مسجد تک تشریف بھی نہ لائے تھے کہ نالے بہہ گئے۔ جب آپ نے ملاحظہ فرمایا۔ کہ لوگ سائبان کی طرف بارش سے بچنے کے لیے دوڑنے لگے تو ہنسے اور فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ ہر شی پر قادر ہے اور میں اس کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔

مسئلہ: ۔ استسقار کے لیے پُرانے یا پیوند لگے کپڑے پہن کر تذلّل اور خشوع اور تواضع وخضوع کے ساتھ سر برہنہ پیدل جائیں۔ اور پا برہنہ ہوں تو بہتر اور جانے سے پیشتر خیرات کریں۔ کُفّار کو اپنے ساتھ نہ لیجائیں۔ کیونکہ جاتے ہیں رحمت کے لیے اور کافر پر لعنت اترتی ہے تین دن پیشتر سے روزے رکھیں۔ اور توبہ واستغفار کریں پھر میدان میں جائیں اور وہاں توبہ کریں اور جن کے حقوق ان کے ذمّہ ہیں ان کو ادا کریں یا معاف کرائیں۔ کمزوروں۔ بوڑھوں۔ بڑھیوں۔ بچّوں کے توسّل سے دعا کریں اور سب آمین کہیں۔

حدیث: ۔ میں ہے اگر جوان خشوع کرنے والے اور چوپائے چرنے والے اور

بوڑھے رکوع کرنے والے اور بچے دودھ پینے والے نہ ہوتے تو تم پر شدت سے عذاب کی بارش ہوتی۔ اس وقت بچے اپنی ماؤں سے جدا رکھے جائیں۔ اور مویشی بھی ساتھ لے جائیں۔ غرضکہ توجہ رحمت کے جس قدر اسباب امکان میں ہوں مہیا کریں اور تین دن متواتر جنگل کو جائیں اور دعا کریں اور دعا پر اکتفا کریں یعنی نماز نہ پڑھیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ امام دو رکعت جہر کے ساتھ پڑھائے اور نماز کے بعد زمین پر کھڑے ہوکر خطبہ پڑھے۔ اور دونوں خطبوں کے درمیان جلسہ کرے۔ اور اثنائے خطبہ میں چادر لوٹ دے یعنی اوپر کا کنارا نیچے اور نیچے کا اوپر کردے۔ تاکہ حال بدلنے کی فال ہو۔ پھر خطبے سے فارغ ہوکر لوگوں کی طرف پیٹھ اور قبلے کو منھ کرکے دعا کرے اور دعا میں سب ہاتھوں کو خوب بلند کریں۔ اور پشت دست جانب آسمان رکھیں۔

مسئلہ:۔ کثرت سے بارش ہو تو اس کے روکنے کے لیے دعا کرسکتے ہیں۔ جب کہ اس سے نقصان کا اندیشہ ہو اور اس کی دعا حدیث میں یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا اے اللہ ہمارے آس پاس برسا اور ہمارے اوپر نہ برسا اَللّٰهُمَّ عَلَى الْآكَامِ وَالظِّرَابِ وَبُطُوْنِ الْاَوْدِيَةِ وَمَنَابِتِ الشَّجَرِ اے اللہ بارش کر ٹیلوں اور پہاڑیوں پر اور نالوں میں اور جہاں درخت اگتے ہیں۔

سورج گہن کی نماز

حدیث:۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری نے بیان فرمایا۔ کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے عہد پاک میں ایک مرتبہ آفتاب میں گہن لگا۔ مسجد میں تشریف

لائے اور بہت طویل قیام اور بہت طویل رکوع اور سجود کے ساتھ نماز پڑھی میں نے ایسی طویل نماز پڑھتے کبھی نہ دیکھا تھا پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی کی موت وحیات کے سبب اپنی یہ نشانیاں ظاہر نہیں فرماتا (جیسے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگوں کا یہ خیال تھا کہ کسی بڑے شخص کی موت پر گہن لگتا ہے) لیکن اللہ تعالیٰ ان نشانیوں سے اپنے بندوں کو ڈراتا ہے۔ لہٰذا جب ان میں سے کچھ دیکھو تو ذکر و دعا اور استغفار کی طرف گھبرا کر اٹھو۔

جنّت اور دوزخ زمین پر

حدیث:۔ حضرت ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان فرمایا کہ (اسی نماز گہن کے بعد) لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ہم نے حضور کو بحالت نماز دیکھا کہ کسی چیز کے لینے کا قصد فرماتے ہیں پھر پیچھے ہٹتے دیکھا فرمایا۔ میں نے جنّت کو دیکھا اور اس سے ایک خوشہ لینا چاہا اور اگر لے لیتا تو جب تک دنیا باقی رہتی تم اس سے کھاتے اور دوزخ کو دیکھا اور آج کے مثل کوئی خوف ناک منظر کبھی نہ دیکھا اور میں نے دیکھا کہ اکثر دوزخی عورتیں ہیں عرض کی کیوں یا رسول اللہ فرمایا اس لیے کہ کفر کرتی ہیں۔ عرض کی گئی کیا اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں فرمایا شوہر کی ناشکری کرتی ہیں۔ اور احسان کا کفران کرتی ہیں اگر تم اس کے ساتھ عمر بھر احسان کرو پھر کوئی بات بھی (خلاف مزاج) دیکھے فوراً کہے گی میں نے کبھی کوئی بھلائی تم سے دیکھی ہی نہیں۔

سوال و جواب

سوال:۔ جنّت اور دوزخ کا زمین پر آجانا ممکن نہیں جیسے کہ حدیث مذکور

سے بظاہر مفہوم ہو رہا ہے. کیونکہ جنّت کی وسعت کے بارے میں قرآن کریم کا ارشاد ہے۔ وَسَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَجَنَّۃٍ عَرْضُھَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِیْنَ۔ (ترجمہ) اور دوڑو اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنّت کی طرف جس کی چوڑان میں سب آسمان وزمین آجائیں۔ پرہیزگاروں کے لیے تیار رکھی ہے جب جنّت اتنی بڑی ہے کہ اس کی چوڑان میں سارے آسمان اور زمین سما جائیں تو وہ زمین میں کس طرح سما سکتی ہے۔ اور اس کا زمین پر آجانا کس طرح ممکن ہے۔ کیونکہ چھوٹی چیز بڑی چیز میں آسکتی ہے اور بڑی چیز کا چھوٹی چیز میں سمانا ممکن نہیں۔ نیز جب جنّت کی چوڑائی اس قدر ہے کہ اس میں آسمان اور زمین سما جائیں تو اس کی لمبائی اس سے کہیں زیادہ ہوگی اس لیے کہ عموماً چوڑائی سے لمبائی زیادہ ہوا کرتی ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ جنّت آسمان میں ہے یا زمین میں آپ نے فرمایا کون سی زمین اور کون سا آسمان ایسا ہے جس میں جنّت سما سکے لوگوں نے عرض کیا پھر جنّت کہاں ہے۔ ارشاد فرمایا آسمان کے اوپر اور عرش کے نیچے ہے۔ لہٰذا حدیث مذکور سے یہ سمجھنا کہ اس وقت جنّت اور دوزخ زمین پر سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلّم کے سامنے آگئی تھیں۔ درست نہیں اسی طرح دوزخ بھی زمین سے بہت ہی زیادہ بڑی ہے۔ اس کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ کمزور ترین کافر کا مقام اس میں دنیا سے دس گنا سے بھی زیادہ وسیع۔ ہوگا۔ جب ایک کافر کا مقام دوزخ میں اتنا بڑا ہے تو پوری دوزخ کا کیا ٹھکانا۔

جواب:۔ بیشک جنّت اور دوزخ زمین سے بہت زیادہ بڑی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ موجودہ زمین کے جس گوشے کو چاہے اتنا وسیع فرمادے کہ وہ دونوں اس میں آجائیں۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔ اللہ ہر ممکن چیز پر قادر

ہے اس کی صورت صوفیائے کرام اور علماء شریعت نے یہ بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات میں قبض اور بسط دو صفتیں ہیں۔ جن کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کو قابض اور باسِط کہا جاتا ہے جیسے صفت قدرت کے اعتبار سے اس کو قادر اور صفت علم کے اعتبار سے اس کو عالم کہتے ہیں۔ بڑی سے بڑی چیز پر اگر صفت قبض کی تجلّی فرمائے تو وہ چھوٹی سے چھوٹی ہو جائے اور چھوٹی سے چھوٹی چیز پر صفت بسط کی تجلّی فرمائے تو وہ بڑی سے بڑی ہو جائے۔ چنانچہ علمائے طریقت بیان فرماتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ عرش اعظم پر صفت قبض کی تجلّی فرما دے تو وہ اتنا چھوٹا ہو سکتا ہے کہ سوئی کے ناکے میں سما جائے اور اگر سوئی کی نوک پر صفت بسط کی تجلّی فرما دے تو وہ اتنی بڑی ہو سکتی ہے۔ کہ عرش اعظم میں نہ سمائے حالانکہ عرش اعظم تمام جسموں سے بڑا جسم ہے۔ اسی اصل کے پیش نظر حدیث میں وارد ہوا کہ مومن کی قبر میں تا حدِ نظر کشادگی کر دی جاتی ہے۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں کہ قبریں قریب قریب ہوتی ہیں پھر بھی اتنی کشادگی کا سبب یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس قبر پر صفت بسط کی تجلّی فرما دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ قبر تا حدِ نظر کشادہ ہو جاتی ہے۔ اس طرح واقعہ مذکورہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کے پیش نظر حصۂ زمین پر صفت بسط کی تجلّی فرما دی تھی جس کے باعث وہ حصۂ زمین اتنا کشادہ ہو گیا کہ اس میں جنّت اور دوزخ دونوں آگئیں۔ چونکہ بعض روایتوں میں یہ الفاظ وارد ہیں۔ رَأَیْتُ الْجَنَّۃَ وَالنَّارَ فِیْ عُرْضِ ھٰذَا الْحَائِطِ۔ میں نے جنّت اور دوزخ کو اس دیوار کے گوشے میں دیکھا جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فی الحقیقت جنّت اور دوزخ ہی کو دیوار کے گوشے میں دیکھا تھا اس لیے حدیث مذکور کو بھی مسطورۂ بالا ظاہری معنیٰ پر محمول کیا جائے گا۔

بلکہ ہر آیت اور حدیث کو ظاہری معنی پر محمول کرنا واجب ہے بشرطیکہ اُن ظاہری معنیٰ کے مراد ہونے سے کوئی محال لازم نہ آئے۔ اور یہاں پر کوئی محال لازم نہیں آتا بلکہ یہ چیز از قبیل ممکنات ہے جس پر اللہ تعالیٰ کو قادر ماننا واجب ہے۔ ورنہ صفت قدرت کا انکار لازم آئے گا۔ جس کی وجہ سے ایمان بھی ہاتھ سے جاتا رہے گا۔ اسی قسم کی باتوں سے ابلیس بے علم عابدوں کو گمراہ کر دیتا ہے۔

ابلیس کو انتہائی مسرّت کب ہوتی ہے

حدیث:- میں ہے کہ بعد نماز عصر شیاطین سمندر پر جمع ہوتے ہیں ابلیس کا تخت بچھتا ہے۔ شیاطین کی کارگذاریاں پیش ہوتی ہیں۔ کوئی کہتا ہے میں نے اتنی شرابیں پلائیں۔ کوئی کہتا ہے میں نے اتنے زنا کرائے۔ سب کی باتیں سنتا رہا پھر کسی نے کہا آج میں نے فلاں طالب علم کو پڑھنے سے روک دیا۔ یہ سنتے ہی ابلیس تخت پر اچھل پڑا اور اس کو گلے لگا کر کہا اَنْتَ اَنْتَ تو نے کام کیا ہے۔ تو نے کام کیا ہے۔ دوسرے شیاطین یہ کیفیت دیکھ کر جل گئے کہ انھوں نے اتنے بڑے بڑے کام کیے ان کو کچھ نہ کہا اور اس کو اتنی شاباشی دی کہ گلے لگا لیا۔ ابلیس بولا تمھیں نہیں معلوم جو کچھ تم نے کیا سب اسی کا صدقہ ہے اگر علم ہوتا تو وہ گناہ نہ کرتے بتاؤ وہ کونسی جگہ ہے جہاں سب سے بڑا عابد رہتا ہے۔ مگر وہ عالم نہ ہو۔ اور وہاں ایک عالم بھی رہتا ہو۔ شیاطین نے ایک مقام کا نام لیا۔ صبح کو قبل طلوع آفتاب شیاطین کو لیے ہوئے ابلیس اس مقام پر پہنچا شیاطین تو مخفی رہے اور ابلیس انسان کی شکل بن کر راستے پر کھڑا ہو گیا۔ عابد صاحب تہجد کی نماز کے بعد نماز فجر کے واسطے مسجد کی طرف تشریف

لائے۔ راستے میں ابلیس کھڑا ہی تھا علیک سلیک کے بعد ابلیس بولا حضرت مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے عابد صاحب نے فرمایا جلد پوچھو مجھے نماز کو جانا ہے۔ ابلیس نے اپنی جیب سے ایک چھوٹی شیشی نکال کر پوچھا اللہ تعالیٰ قادر ہے کہ ان آسمانوں اور زمین کو اس چھوٹی سی شیشی میں داخل کردے۔ عابد صاحب نے سوچ کر کہا۔ کہاں آسمان وزمین اور کہاں یہ چھوٹی سی شیشی ممکن نہیں۔ ابلیس بولا بس یہی پوچھنا تھا۔ تشریف لے جائیے پھر شیاطین سے کہا دیکھو میں نے اس کو گمراہ کردیا اس کو اللہ کی قدرت ہی پر ایمان نہیں۔ عبادت کس کام کی طلوعِ آفتاب کے قریب عالم صاحب جلدی کرتے ہوئے تشریف لائے۔ ابلیس نے علیک سلیک کے بعد کہا حضرت مجھے ایک مسئلہ پوچھنا ہے انھوں نے فرمایا جلدی پوچھو نماز کا وقت کم ہے اس نے وہی سوال کیا۔ عالم صاحب نے فرمایا۔ ملعون تو ابلیس معلوم ہوتا ہے۔ ارے وہ قادر ہے کہ۔ شیشی تو بہت بڑی ہے ایک سوئی کے ناکے کے اندر اگر چاہے کروڑوں آسمان وزمین داخل کردے۔ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْئٍ قَدِیْرٌ۔ عالم صاحب کے تشریف لے جانے کے بعد شیاطین سے ابلیس بولا۔ دیکھا۔ یہ علم ہی کی برکت ہے۔

سورج گہن کی نماز کے مسئلے

مسئلہ:۔ سورج گہن کی نماز سُنّتِ مؤکدہ ہے اور چاند گہن کی مستحب ہے اور سورج گہن کی نماز جماعت سے پڑھنی بہتر ہے اور تنہا تنہا بھی ہوسکتی ہے لیکن اگر جماعت سے پڑھی جائے تو خطبے کے سوا تمام شرائط جمعہ اس کے لیے شرط ہیں۔ وہی شخص اس کی جماعت قائم کرسکتا ہے جو جمعہ کی کرسکتا ہے وہ نہ ہو تو تنہا تنہا پڑھیں۔

مسئلہ: ۔ گہن کی نماز اسی وقت پڑھیں جب آفتاب گہا ہو گہن چھوٹنے کے بعد نہیں اور گہن چھوٹنا شروع ہو گیا مگر ابھی باقی ہے تو اس وقت بھی نماز شروع کر سکتے ہیں۔ اور گہن کی حالت میں اگر اس پر ابر آجائے جب بھی نماز پڑھیں۔

مسئلہ: ۔ ایسے وقت گہن لگا کہ اس وقت نماز ممنوع ہے تو نماز نہ پڑھیں بلکہ دعا میں مشغول رہیں۔

مسئلہ: ۔ یہ نماز اور نوافل کی طرح دو رکعت پڑھیں یعنی ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے کریں۔ نہ اس میں اذان ۔۔۔ نہ بلند آواز سے قرأت پھر نماز کے بعد دعا کریں۔ یہاں تک کہ آفتاب کھل جائے اور دو رکعت سے زیادہ بھی پڑھ سکتے ہیں۔ خواہ دو دو رکعت پر سلام پھیریں یا چار پر۔

مسئلہ: ۔ سورج گہن کے وقت اگر جنازہ آجائے تو پہلے جنازے کی نماز پڑھیں۔

چاند گہن کی نماز

میں جماعت نہیں امام موجود ہو یا نہ ہو بہر حال تنہا تنہا پڑھیں۔

آندھی وغیرہ کی نماز

جب آندھی آئے یا دن میں سخت تاریکی چھا جائے یا رات میں خوفناک روشنی ہو یا لگاتار کثرت سے مینھ برسے یا بکثرت اولے پڑیں یا آسمان سرخ ہو جائے یا بجلیاں گریں یا بکثرت تارے ٹوٹیں۔ یا طاعون یا وبا پھیلے یا زلزلے آئیں یا دشمن کا خوف ہو۔ یا اور کوئی دہشت ناک امر پایا جائے۔ تو ان سب کے لیے دو رکعت نماز مستحب ہے۔

حدیث :- اُمّ المومنین حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں جب تیز ہوا چلتی تو حضور پُرنور یہ دعا پڑھتے۔

آندھی کی دُعا

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسْئَلُكَ خَیْرَھَا وَخَیْرَ مَافِیْھَا وَخَیْرَ مَا اُرْسِلَتْ بِہٖ وَ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّھَا وَ شَرِّ مَافِیْھَا وَ شَرِّ مَا اُرْسِلَتْ بِہٖ۔ (ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے اس ہوا کی خیر کا سوال کرتا ہوں اور اس کی خیر کا جو اس میں ہے اور اس کی خیر کا جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے۔ اور تیری پناہ مانگتا ہوں اس کی شر سے اور اس چیز کی شر سے جو اس میں ہے اور اس کی شر سے جس کے ساتھ یہ بھیجی گئی ہے۔ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے حضور کے سامنے ہوا پر لعنت بھیجی آپ نے فرمایا ہوا پر لعنت نہ کرو۔ کیونکہ وہ مامور ہے اور جو شخص کسی شے پر لعنت کرے اور وہ لعنت کی مستحق نہ ہو تو وہ لعنت اسی پر لوٹ آتی ہے۔

ابر کی دُعا

حضرت اُمّ المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں۔ کہ جب آسمان پر ابر آتا تو حضور کلام ترک فرما دیتے اور اس کی طرف متوجہ ہو کر یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَافِیْہِ (ترجمہ) اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس چیز کی شر سے جو اس ابر میں ہے اور اگر کھل جاتا تو حمد کرتے اور برستا تو یہ دعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ سُقْیًا نَافِعًا (ترجمہ) اے اللہ ایسا پانی برسا جو نفع پہنچائے۔

گرج اور کڑک کی دُعا

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے بیان فرمایا کہ حضور جب بادل کی گرج اور بجلی کی کڑک سنتے تو یہ دعا پڑھتے۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذٰلِکَ (ترجمہ) اے اللہ اپنے غضب سے ہم کو قتل نہ فرمانا اور اپنے عذاب سے ہم کو ہلاک نہ فرمانا اور اس سے پہلے ہم کو عافیت میں رکھنا۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ حضور جب بادل کی آواز سنتے تو کلام ترک فرمادیتے اور کہتے۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ یُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِہٖ وَالْمَلٰٓئِکَۃُ مِنْ خِیْفَتِہٖ اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (ترجمہ) پاک ہے وہ ذات کہ حمد کے ساتھ رعد اس کی تسبیح کرتا ہے اور فرشتے اس کے خوف سے تسبیح کرتے ہیں بیشک اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔ لہٰذا اختیار ہے کہ ان دونوں دُعاؤں سے جو چاہے پڑھے۔

خوب یاد رکھیے

کہ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ارشاد فرمایا جب بادل کی گرج سنو تو اللہ کی تسبیح کرو۔ تکبیر نہ کہو۔

نمازِ خوف کا اسلامی طریقہ

نمازِ خوف جائز ہے۔ بشرطیکہ دشمنوں کا قریب میں ہونا یقین کے ساتھ معلوم ہو۔

اور اگر یہ گمان تھا کہ دشمن قریب میں ہیں اور نمازِ خوف پڑھی۔ بعد کو گمان کی غلطی ظاہر ہوئی تو مقتدی نماز کا اعادہ کریں۔ یوں ہی اگر دشمن دور ہوں تو یہ نماز جائز نہیں یعنی مقتدی کی نہ ہوگی اور امام کی ہو جائے گی۔ نمازِ خوف کا طریقہ یہ ہے کہ جب دشمن سامنے ہوں اور یہ اندیشہ ہو کہ سب ایک ساتھ نماز پڑھیں گے تو دشمن حملہ کر دیں گے ایسے وقت میں امام جماعت کے دو حصے کرے۔ اگر کوئی اس پر راضی ہو کہ ہم بعد کو پڑھ لیں گے۔ تو اُسے دشمن کے مقابل کرے۔ اور دوسرے گروہ کے ساتھ پوری نماز پڑھ لے پھر جس گروہ نے نماز نہیں پڑھی۔ اس میں کوئی امام ہو جائے اور یہ لوگ اس کے ساتھ باجماعت پڑھ لیں اور اگر دونوں میں سے بعد کو پڑھنے پر کوئی راضی نہ ہو۔ تو امام ایک گروہ کو دشمن کے مقابل کرے۔ اور دوسرا امام کے پیچھے نماز پڑھے۔ جب امام اس گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھ چکے یعنی پہلی رکعت کے دوسرے سجدے سے سر اٹھائے تو یہ لوگ دشمن کے مقابل چلے جائیں اور جو لوگ وہاں تھے وہ چلے آئیں۔ اب ان کے ساتھ امام ایک رکعت پڑھے اور تشہد پڑھ کر سلام پھیر دے مگر مقتدی سلام نہ پھیریں بلکہ یہ لوگ دشمن کے مقابل چلے جائیں یا یہیں اپنی نماز پوری کرکے جائیں اور لوگ آئیں اور ایک رکعت بغیر قرأت پڑھ کر تشہد کے بعد سلام پھیریں۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ یہ گروہ یہاں نہ آئے بلکہ وہیں اپنی نماز پوری کرے۔ اور دوسرا گروہ اگر نماز پوری کر چکا ہے۔ فبہا ورنہ اب پوری کرلے خواہ وہیں یا یہاں آکر اور یہ لوگ قرأت کے ساتھ اپنی ایک رکعت پڑھیں۔ اور تشہد کے بعد سلام پھیریں۔ یہ طریقہ دو رکعت والی نماز کا ہے، خواہ نماز ہی دو رکعت کی ہو جیسے فجر و عیدین و جمعہ یا سفر کی وجہ سے چار کی دو ہو گئی ہوں اور چار رکعت والی نماز ہو

تو ہر گروہ کے ساتھ امام دو رکعت پڑھے۔ اور مغرب میں پہلے گروہ کے ساتھ دو اور دوسرے کے ساتھ ایک پڑھے اگر پہلے کے ساتھ ایک پڑھے گا اور دوسرے کے ساتھ دو تو نماز جاتی رہے گی۔ لیکن مذکورہ بالا احکام اس صورت میں ہیں۔ جب امام و مقتدی سب مقیم ہوں۔ یا سب مسافر یا امام مقیم ہے اور مقتدی مسافر اور اگر امام مسافر ہو اور مقتدی مقیم تو امام ایک گروہ کے ساتھ ایک رکعت پڑھے اور دوسرے کے ساتھ ایک پڑھ کر سلام پھیر دے۔ پھر پہلا گروہ آئے اور تین رکعتیں بغیر قرأت کے پڑھے پھر دوسرا گروہ آئے اور تین رکعتیں پڑھے۔ پہلی میں فاتحہ و سورۃ پڑھے۔ اور اگر امام مسافر ہے اور مقتدی بعض مقیم ہیں۔ بعض مسافر تو مقیم مقیم کے طریقہ پر عمل کریں اور مسافر مسافر کے۔

مسئلہ:۔ ایک رکعت کے بعد دشمن کے مقابل جانے سے مراد پیدل جانا ہے۔ سواری پر جائیں گے تو نماز جاتی رہے گی۔

مسئلہ:۔ اگر خوف بہت زیادہ ہو کہ سواری سے اتر نہ سکیں تو سواری پر تنہا تنہا اشارے سے جس طرف بھی منہ کر سکیں اسی طرف نماز پڑھیں سواری پر جماعت سے نہیں پڑھ سکتے۔ ہاں اگر ایک گھوڑے پر دو سوار ہوں تو پچھلا اگلے کی اقتدا کر سکتا ہے اور سواری پر فرض نماز اسی وقت جائز ہوگی کہ دشمن ان کا تعاقب کر رہے ہوں اگر یہ دشمن کے تعاقب میں ہوں تو سواری پر نماز نہیں ہوگی۔

مسئلہ:۔ نماز خوف میں صرف دشمن کے مقابل جانا اور وہاں سے امام کے پاس صف میں آنا یا وضو جاتا رہا تو وضو کے لیے چلنا معاف ہے۔ اس کے علاوہ چلنا نماز کو فاسد کر دے گا۔

مسئلہ: نماز خوف جس طرح دشمن سے ڈر کے وقت جائز ہے یوں ہی درندہ اور بڑے سانپ وغیرہ سے خوف ہو جب بھی جائز ہے۔

قضا نماز پڑھنے کا اسلامی طریقہ

غزوۂ خندق میں حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی چار نمازیں مشرکین کی وجہ سے جاتی رہی تھیں۔ یہاں تک کہ رات کا کچھ حصہ چلا گیا۔ بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم فرمایا انھوں نے اذان و اقامت کہی۔ حضور نے ظہر کی نماز پڑھی پھر اقامت کہی تو عصر کی نماز پڑھی، پھر اقامت کہی تو مغرب کی پڑھی پھر اقامت کہی تو عشاء کی پڑھی۔

مسئلہ: بلا عذر شرعی نماز قضا کر دینا بہت سخت گناہ ہے۔ اس پر فرض ہے کہ اس نماز کی قضا پڑھے اور سچے دل سے توبہ کرے۔ یہ گناہ توبہ یا حج مقبول سے معاف ہو جاتا ہے۔ لیکن توبہ اسی وقت صحیح ہے کہ قضا پڑھ لے۔ اگر نماز قضا نہ پڑھے اور توبہ کیے جائے تو یہ توبہ صحیح نہیں۔ کیونکہ جو نماز اس کے ذمہ تھی اس کو نہ پڑھا تو اب بھی باقی ہے اور جب گناہ سے باز نہ آیا پھر توبہ کہاں ہوئی۔ حدیث میں ارشاد فرمایا گناہ پر قائم رہ کر استغفار کرنے والا اس شخص کے مانند ہے جو اپنے رب سے ٹھٹھا کرتا ہے۔

نماز قضا کرنے کے اسلامی عُذر

دشمن کا خوف نماز قضا کر دینے کے لیے عذر ہے مثلاً مسافر کو چور اور ڈاکو وں کا صحیح اندیشہ ہے۔ تو اس کی وجہ سے وقتی نماز قضا کر سکتا ہے۔ بشرطیکہ کسی طرح نماز

پڑھنے پر قادر نہ ہو۔ اور اگر سوار ہے اور سواری پر پڑھ سکتا ہے۔ اگرچہ چلنے ہی کی حالت میں یا بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔ تو عذر نہ ہوا۔ یوں ہی اگر قبلہ کو منہ کرتا ہے۔ تو دشمن کا سامنا ہوتا ہے تو جس رُخ ممکن ہو پڑھ لے نماز ہو جائے گی۔ ورنہ نماز قضا کرنے کا گناہ ہو گا۔

مسئلہ:۔ فرض کی قضا فرض ہے اور واجب کی واجب اور سُنّت کی قضا سنّت یعنی وہ سنتیں جن کی قضا ہے جیسے فجر کی سنتیں جب کہ فرض کے ساتھ فوت ہو گئی ہوں اور ظہر کی پہلی سنتیں جب کہ ظہر کا وقت باقی ہو۔ اور باقی سنتوں کی قضا نہیں۔

مسئلہ:۔ قضا کے لیے کوئی وقت معیّن نہیں۔ عمر میں جب بھی پڑھی جائے گی بری الذمہ ہو جائے گا۔ لیکن طلوع اور غروب اور زوال کے وقت نہ پڑھے کہ ان وقتوں میں نماز جائز نہیں۔

مسئلہ:۔ ایسا مریض کہ اشارے سے بھی نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اگر یہ حالت پورے چھ وقت تک رہی تو اس حالت میں جو نمازیں فوت ہوئیں ان کی قضا واجب نہیں۔

مسئلہ:۔ جو نماز جیسی فوت ہوئی اس کی قضا ویسے ہی پڑھی جائے گی۔ مثلاً سفر میں نماز قضا ہوئی تو چار رکعت والی دو ہی پڑھی جائے گی۔ اگرچہ اقامت کی حالت میں پڑھے اور حالت اقامت میں فوت ہوئی تو چار رکعت والی کی قضا چار رکعت ہے۔ اگرچہ سفر میں پڑھے۔ البتہ قضا پڑھنے کے وقت کوئی عذر ہے تو اس کا اعتبار کیا جائے گا۔ مثلاً جس وقت فوت ہوئی تھی اس وقت کھڑا ہو کر پڑھ سکتا تھا اور اب قیام نہیں کر سکتا تو بیٹھ کر پڑھے یا اس وقت اشارے ہی سے پڑھ سکتا ہے تو اشارے سے پڑھے اور صحت کے بعد اس کا اعادہ نہیں۔

قضا نمازوں میں ترتیب واجب ہے

پانچوں فرضوں میں باہم اور فرض و وتر میں ترتیب ضروری ہے کہ پہلے فجر پڑھے پھر ظہر پھر عصر پھر مغرب پھر عشا پھر وتر خواہ یہ سب قضا ہوں یا بعض ادا بعض قضا ہوں مثلاً ظہر کی قضا ہوگئی تو فرض ہے کہ اسے پڑھ کر عصر پڑھے یا وتر کی قضا ہوگیا تو اسے پڑھکر فجر پڑھے اگر یاد ہوتے ہوئے عصر یا وتر کی پڑھ لی تو نا جائز ہے۔

مسئلہ:۔ اگر وقت میں اتنی گنجائش نہیں کہ وقتی اور قضائیں سب پڑھ لے تو وقتی اور قضا نمازوں میں جس کی گنجائش ہو پڑھے باقی میں ترتیب ساقط ہے۔ مثلاً نماز عشاء و وتر قضا ہو گئے اور فجر کے وقت میں پانچ رکعت کی گنجائش ہے تو وتر اور دو فجر کے فرض پڑھے اور چھ رکعت کی وسعت ہے تو چار عشا کے فرض اور دو فجر کے فرض پڑھے۔

مسئلہ:۔ چھ نمازیں جس کی قضا ہو گئیں کہ چھٹی کا وقت ختم ہو گیا۔ اس پر ترتیب فرض نہیں رہی۔ اب اگرچہ باوجود وقت کی گنجائش اور یاد ہونے کے وقتی پڑھے گا تو ہو جائے گی۔ خواہ وہ سب ایک ساتھ قضا ہوئی تھیں۔ مثلاً ایک دم سے چھ وقتوں کی نہ پڑھی یا متفرق طور پر قضا ہوئی تھیں۔ مثلاً چھ دن فجر کی نماز نہ پڑھی اور باقی نمازیں پڑھتا رہا۔ مگر ان کے پڑھتے وقت وہ قضائیں بھولا ہوا تھا۔ خواہ وہ سب پرانی ہوں یا بعض نئی بعض پرانی مثلاً ایک مہینہ کی نماز نہ پڑھی پھر پڑھنی شروع کی پھر ایک وقت کی قضا ہو گئی تو اس کے بعد کی نماز ہو جائے گی۔ اگرچہ اس کا قضا ہونا یاد ہو۔

مسئلہ:۔ جب چھ نمازیں قضا ہونے کے سبب ترتیب ساقط ہوگئی تو ان میں سے اگر بعض پڑھ لی کہ چھ سے کم رہ گئیں تو وہ ترتیب عود نہ کرے گی یعنی ان میں سے اگر دو باقی ہوں تو باوجود یاد کے فرض نماز ہو جائے گی۔ البتہ اگر سب قضائیں پڑھ لیں تو اب پھر صاحب ترتیب ہو گیا کہ اب اگر کوئی نماز قضا ہوگئی تو اسے پڑھ کر وقتی پڑھے ورنہ یہ وقتی نماز نہ ہوگی۔ اور نہ ہونے سے یہ مراد ہے کہ وہ نماز موقوف ہے اگر وقتی پڑھتا گیا اور قضا رہنے دی تو جب دونوں مل کر چھ ہو جائیں گی۔ یعنی چھٹی کا وقت ختم ہو جائے گا۔ تو سب صحیح ہو جائیں گی اور اگر اس درمیان میں قضا پڑھ لی تو سب گئیں۔ یعنی نفل ہوگئیں۔ سب کو پھر سے پڑھے۔

اشد ضروری مسئلہ

قضا نمازیں نوافل سے اہم ہیں۔ یعنی جس وقت نفل پڑھتا ہے انھیں چھوڑ کر ان کے بدلے قضائیں پڑھے۔ تاکہ بری الذمہ ہو جائے۔ البتہ تراویح اور بارہ رکعتیں سُنّت مؤکدہ کی نہ چھوڑے۔

مسئلہ: کسی شخص کی ایک نماز قضا ہوگئی اور یہ یاد نہیں کہ کونسی نماز تھی تو ایک دن کی کل نمازیں پڑھے۔ یوں ہی اگر دو نمازیں دو دن میں قضا ہوئیں تو دو نوں دنوں کی سب نمازیں پڑھے۔ یوں ہی تین دن کی تین نمازیں اور پانچ دن کی پانچ نمازیں۔

فدیہ نماز کا اسلامی طریقہ

جس کی نمازیں قضا ہوگئیں اور انتقال ہو گیا تو اگر وصیّت کر گیا ہے۔ اور مال

بھی چھوڑا ہے تو اس کی تہائی سے ہر فرض اور ہر وتر کے بدلے دو سیر تین چھٹانک اٹھنی بھر اوپر گیہوں صدقہ کیے جائیں یا اس کے دونے جو۔ چنا۔ وغیرہ اور اگر مال نہیں چھوڑا اور ورثہ فدیہ دینا چاہیں تو کچھ مال اپنے پاس سے یا قرض لے کر مسکین پر بنیت فدیہ تصدّق کر کے اس کے قبضہ میں دیدیں اور مسکین اپنی طرف سے اس وارث کو ہبہ کر دے۔ اور یہ وارث قبضہ بھی کر لے پھر یہ وارث مسکین کو صدقہ کر دے۔ یوں ہی لوٹ پھیر کرتے رہیں۔ یہاں تک سب کا فدیہ ادا ہو جائے اور اگر مال چھوڑا مگر وہ ناکافی ہے جب بھی یہی عمل اختیار کریں اور اگر وصیت نہ کی تھی اور ولی اپنی طرف سے بطور احسان فدیہ دینا چاہتا ہے۔ تو دے سکتا ہے۔ فدیہ ادا ہو جائے گا اور مال کی تہائی بقدر کافی ہے اور وصیت یہ کی کہ اس میں سے تھوڑا لے کر لوٹ پھیر کر کے فدیہ پورا کر لیں اور باقی کو ورثہ یا اور کوئی لے تو گناہ گار ہوا۔ اگرچہ فدیہ ادا ہو جائے گا۔

فدیہ میں قرآن شریف دینا

بعض ناواقف یوں فدیہ ادا کرتے ہیں کہ نماز کے فدیہ کی قیمت لگا کر سب کے بدلے میں ایک قرآن شریف دیتے ہیں اس سے کل فدیہ ادا نہیں ہوتا بلکہ صرف اتنا ہی ادا ہو گا۔ جس قیمت کا قرآن شریف ہے۔

مسئلہ:۔ قضائے عمری جو شب قدر یا آخری جمعہ رمضان میں جماعت سے پڑھتے ہیں اور سمجھتے یہ ہیں کہ عمر بھر کی قضائیں اسی ایک سے ادا ہو گئیں یہ باطل محض ہے۔

نماز مریض کا اسلامی طریقہ

حدیث:۔ میں ہے کہ عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار تھے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے نماز کے بارے میں سوال کیا۔ ارشاد فرمایا کھڑے ہو کر پڑھو اگر قدرت نہ ہو تو بیٹھ کر پڑھو اور اگر اس کی بھی قدرت نہ ہو تو لیٹ کر اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی وسعت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک مریض کی عیادت کو تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ تکیہ پر سجدہ کرتا ہے۔ آپ نے اسے پھینک دیا۔ اس نے ایک لکڑی لی کہ اس پر سجدہ کرے اسے بھی لے کر ہٹا دیا۔ اور فرمایا کہ زمین پر نماز پڑھے اگر قدرت ہو ورنہ اشارے سے پڑھے اور سجدے کے اشارے کو رکوع کے اشارے سے پست کرے۔

مسئلہ:۔ جو شخص بوجہ بیماری کے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر نہیں اس لیے کہ کھڑے ہو کر پڑھنے سے لاحق ہو گا یا مرض بڑھ جائے گا۔ یا دیر میں اچھا ہو گا یا چکر آتا ہے۔ یا کھڑے ہو کر پڑھنے سے قطرہ آئے گا۔ یا بہت شدید درد ناقابل برداشت پیدا ہو جائے گا تو ان سب صورتوں میں بیٹھ کر رکوع اور سجود کے ساتھ نماز پڑھے۔

مسئلہ:۔ کھڑا ہو سکتا ہے مگر رکوع اور سجود نہیں کر سکتا۔ یا صرف سجدہ نہیں کر سکتا۔ مثلاً حلق وغیرہ میں پھوڑا ہے جو سجدہ کرنے سے بہے گا تو بیٹھ کر اشارے سے پڑھے۔

مسئلہ:۔ اگر سر سے اشارہ بھی نہ کر سکے تو نماز ساقط ہے اس کی ضرورت نہیں کہ آنکھ

یا لبوں یا دل کے اشارے سے پڑھے پھر چھ وقت اسی حالت میں گذر گئے۔ تو ان کی قضا بھی ساقط فدیہ کی بھی حاجت نہیں ورنہ بعد صحت ان نمازوں کی قضا لازم ہے اگرچہ اتنی ہی صحت ہو کہ سر کے اشارے سے پڑھ سکے۔

مسئلہ:۔ مریض اس حالت کو پہنچ گیا کہ رکوع و سجود کی تعداد یاد نہیں رکھ سکتا تو اس پر ادا ضروری نہیں۔

مسئلہ:۔ جنون یا بیہوشی اگر پورے چھ وقت کو گھیرے تو ان نمازوں کی قضا بھی نہیں اگرچہ بیہوشی آدمی یا درندے کے خوف سے ہو اور اگر چھ وقت سے کم ہو تو قضا واجب ہے۔

مسئلہ:۔ اگر کسی کسی وقت ہوش ہو جاتا ہے۔ تو یہ بات دیکھی جائے گی کہ اس کا وقت مقرر ہے کہ نہیں اگر وقت مقرر ہے اور اس سے پہلے پورے چھ وقت نہ گذرے تو قضا واجب ہے اور اگر وقت مقرر نہ ہو بلکہ دفعتاً ہوش جاتا ہے پھر وہی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ تو اس افاقے کا اعتبار نہیں یعنی سب بیہوشیاں متصل سمجھی جائیں گی۔ پس اگر وہ بیہوشیاں چھ وقت سے کم ہیں تو قضا واجب ہے ورنہ نہیں۔

مسئلہ:۔ شراب یا بھنگ پی اگرچہ دوا کی غرض سے اور عقل جاتی رہی تو قضا واجب ہے اگرچہ بے عقلی کتنے ہی زیادہ زمانہ تک ہو۔ یوں ہی اگر دوسرے نے مجبور کر کے شراب پلا دی جب بھی قضا مطلقاً واجب ہے۔

مسئلہ:۔ اگر یہ حالت ہو کہ روزہ رکھتا ہے تو کھڑے ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا اور نہ رکھے تو کھڑے ہو کر پڑھ سکے گا۔ تو روزہ رکھے اور نماز بیٹھ کر پڑھے۔

مسئلہ:۔ آنکھ بنوائی اور مسلمان طبیب حاذق عادل یا مستور نے لیٹے رہنے کا

حکم دیا۔ تو لیٹ کر اشارے سے پڑھے۔

مسئلہ:۔ مریض کے نیچے بچھونا بچھا ہے اور حالت یہ ہو کہ بدلا بھی جائے تو نماز پڑھتے پڑھتے بقدر مانع ناپاک ہو جائے گا۔ تو اسی پر نماز پڑھے۔ یوں ہی اگر بدلا جائے تو اس قدر جلد نجس نہ ہو گا۔ مگر بدلنے میں مریض کو شدید تکلیف ہو گی تو اس صورت میں بھی اسی نجس بچھونے پر پڑھے۔ (دوائے بر حال ما) کہ نماز کے بارے میں ان احکام کے باوجود ہماری یہ حالت ہو گئی ہے کہ بخار آیا ذرا شدت ہوئی نماز چھوڑ دی۔ شدت کا درد ہوا۔ نماز چھوڑ دی۔ کوئی پھوڑا نکل آئی۔ نماز چھوڑ دی۔ یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ درد سر وزکام میں نماز چھوڑ بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ مذکورہ بالا احکام سے یہ بات معلوم ہو گئی کہ جب تک اشارے سے پڑھ سکتا ہے نماز پڑھنا اس پر فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں پابندیٔ نماز کی توفیق عطا فرمائے۔

شریعت میں مسافر کس کو کہتے ہیں

جو شخص تین دن کی راہ تک جانے کے ارادے سے بستی سے باہر ہوا اس کو شریعت میں مسافر کہتے ہیں۔

مسئلہ:۔ دن سے مراد سال کا سب میں چھوٹا دن ہے اور تین دن کی راہ سے یہ مراد نہیں کہ صبح سے شام تک چلے کیونکہ کھانے پینے نماز اور دیگر ضروریات کے لیے ٹھہرنا ضروری ہے۔ بلکہ مراد دن کا اکثر حصہ ہے۔ مثلاً شروع صبح صادق سے دوپہر ڈھلنے تک چلا پھر ٹھہر گیا پھر دوسرے دن اور تیسرے دن یوہیں کیا تو اتنی دور تک کی راہ کو مسافت سفر کہیں گے اور چلنے سے مراد معتدل چال ہے کہ نہ تیز

ہو نہ سست۔ خشکی میں آدمی اور اونٹ کی درمیانی چال کا اعتبار ہے اور پہاڑی راستے میں اُسی حساب سے جو اس کے لیے مناسب ہو اور دریا میں کشتی کی چال اس وقت کی کہ ہَوا بالکل رُکی ہو نہ بالکل تیز۔

مسافت سفر کی شرعی مقدار

کوس کا اعتبار نہیں کیونکہ کوس کہیں چھوٹے ہوتے ہیں کہیں بڑے بلکہ اعتبار تین منزلوں کا ہے اور خشکی میں میل کے حساب سے اس کی مقدار ۵۷ $\frac{3}{8}$ میل ہے۔

مسئلہ:۔ کسی جگہ جانے کے دو راستے ہیں۔ ایک سے مسافت سفر ہے دوسرے سے نہیں تو جس راستے سے جائے گا اسی کا اعتبار ہے۔

مسئلہ:۔ تین دن کی راہ کو تیز سواری پر دو دن یا کم میں طے کرے تو مسافر ہی ہے اور تین دن سے کم کے راستے کو زیادہ دنوں میں طے کیا تو مسافر نہیں ہے۔

مسئلہ:۔ محض نیت سفر سے مسافر نہ ہو گا۔ بلکہ مسافر کا حکم اس وقت سے ہے کہ بستی کی آبادی سے باہر ہو جائے۔ شہر میں ہے تو شہر سے اور گاؤں میں ہے تو گاؤں سے اور شہر والے کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ شہر کے آس پاس جو آبادی شہر سے متصل ہے اس سے بھی باہر ہو جائے۔

مسئلہ:۔ اسٹیشن جہاں آبادی سے باہر ہوں تو اسٹیشن پر پہنچنے سے مسافر ہو جائے گا۔ جب کہ مسافت سفر تک جانے کا ارادہ ہو۔

مسئلہ:۔ سفر کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ جہاں سے چلا وہاں سے تین دن کی راہ کا ارادہ ہو اور اگر دو دن کی راہ کے ارادہ سے نکلا وہاں پہنچ کر دوسری جگہ کا ارادہ

ہوا اور وہ بھی تین دن سے کم کا راستہ ہے اسی طرح ساری دنیا گھوم آئے مسافر نہ ہوگا۔

مسئلہ:۔ یہ بھی شرط ہے کہ تین دن کا ارادہ متصل سفر کا ہو اگر یوں ارادہ کیا کہ مثلاً دو دن کی راہ پر پہنچ کر کچھ کام کرنا ہے وہ کر کے پھر ایک دن جاؤں گا تو یہ تین دن کی راہ کا متصل ارادہ نہ ہوا اسی واسطے یہ شخص شرعاً مسافر نہ ہوگا۔

ریلوے ملازمین مسافر ہیں یا نہیں

گارڈ اور انجن ڈرائیور وغیرہ کی ڈیوٹی اگر مسافت سفر تک یا اس سے زاید کی ہے تو وہ شرعاً مسافر ہیں ورنہ نہیں۔

سفر کی نماز

مسافر پر واجب ہے کہ نماز میں قصر کرے یعنی چار رکعت والے فرض کو دو پڑھے اسکے حق میں دو رکعتیں پوری نماز ہے اور اگر قصداً چار پڑھیں اور دو پر قعدہ کیا تو فرض ادا ہو گئے اور پچھلی دو رکعتیں نفل ہوئیں مگر گنہگار ہوا۔ کیونکہ واجب ترک کیا لہذا توبہ کرے اور اگر دو رکعت پر قعدہ نہ کیا تو فرض ادا نہ ہوئے اور وہ نماز نفل ہوئی۔

مسئلہ:۔ کافر تین دن کی راہ کے ارادہ سے نکلا دو دن کے بعد مسلمان ہو گیا تو اس کے لیے قصر ہے یعنی چار رکعت والے فرض کو دو پڑھے گا۔ اور نابالغ تین دن کی راہ کے قصد سے نکلا اور راستے میں بالغ ہو گیا اب سے جہاں جانا ہے تین دن کی راہ نہ ہو تو پوری پڑھے۔ حیض والی پاک ہوئی اور اب سے تین دن کی راہ نہ ہو تو پوری پڑھے۔

مسئلہ:۔ سنتوں میں قصر نہیں بلکہ پوری پڑھی جائیں گی البتہ خوف اور رواروی کی حالت میں معاف ہیں اور امن کی حالت میں ان کا پڑھنا افضل ہے۔

مسافر کب تک مسافر رہے گا

مسافر اس وقت تک مسافر ہے جب تک اپنی بستی میں پہنچ نہ جائے یا کسی آبادی میں پورے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیّت نہ کرے یہ حکم اس وقت ہے جب تین دن کی راہ چل چکا ہو اور اگر تین دن کی راہ پر پہنچنے سے پیشتر واپسی کا ارادہ کرلیا تو مسافر نہ رہا اگرچہ جنگل میں ہو۔

نیّت اقامت کے شرائط

نیّت اقامت (ٹھہرنا) صحیح ہونے کے لیے چھ شرطیں ہیں۔ چلنا ترک کرے اگر چلنے کی حالت میں اقامت کی نیّت کی تو مقیم نہیں۔ وہ جگہ اقامت کی صلاحیت رکھتی ہو۔ لہٰذا جنگل یا دریا یا غیر آباد ٹاپو میں اقامت کی نیّت سے مقیم نہ ہوگا۔ پندرہ دن اقامت (ٹھہرنے) کی نیّت ہو اس سے کم ٹھہرنے کی نیّت سے مقیم نہ ہوگا۔ یہ نیّت ایک ہی جگہ ٹھہرنے کی ہو اگر دو موضعوں میں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ ہو تو مقیم نہ ہوگا۔ اپنا ارادہ مستقل رکھنا یعنی کسی کا تابع نہ ہو جیسے عورت شوہر کی تابع ہے جب کہ اس کا مہر معجل شوہر کے ذمہ باقی نہ ہو تو اس عورت کی اپنی نیّت بیکار ہے۔ اسی طرح نوکر کہ وہ اپنے آقا کا تابع ہے اور شاگرد جس کو استاد کے یہاں سے کھانا ملتا ہے اپنے استاد کا تابع ہے اور نیک بیٹا اپنے باپ کا تابع ہے ان سب کی اپنی نیّت بیکار ہے بلکہ

جن کے تابع ہیں ان کی نیتوں کا اعتبار ہے ان کی نیت اقامت کی ہے تو تابع بھی مقیم ہے۔ ان کی نیت اقامت کی نہیں تو یہ بھی مسافر ہیں۔ اس کی حالت اس کے ارادے کے منافی نہ ہو۔ جیسے حج کرنے گیا اور شروع ذی الحجہ میں پندرہ دن مکہ معظمہ میں ٹھہرنے کا ارادہ کیا تو یہ نیت بے کار ہے کیونکہ جب حج کا ارادہ ہے تو عرفات ومنیٰ کو ضرور جائے گا۔ پھر اتنے دنوں مکہ معظمہ میں کیوں کر ٹھہر سکتا ہے۔ اور منیٰ سے واپس ہو کر نیت کرے تو صحیح ہے۔

اگر مسافر امام ہو

تو مقیم اس کی اقتدا کر سکتا ہے۔ لیکن امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی باقی دو رکعتیں پڑھ لے اور ان رکعتوں میں قرأت بالکل نہ کرے بلکہ بقدر سورۂ فاتحہ چپ کھڑا رہے اور اگر امام مقیم ہے اور مسافر مقتدی تو اس صورت میں مسافر چار پڑھے گا۔

وطن اصلی اور وطن اقامت کی تعریف

وطن اصلی وہ جگہ ہے جہاں اس کی پیدائش ہے یا اس کے گھر کے لوگ وہاں رہتے ہیں یا وہاں سکونت کرلی اور یہ ارادہ ہے کہ یہاں سے نہ جائے گا۔ اور وطن اقامت وہ جگہ ہے کہ مسافر نے پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا وہاں ارادہ کیا ہو۔

مسئلہ:۔ مسافر جب وطن اصلی میں پہنچ گیا تو سفر ختم ہو گیا۔ اگرچہ اقامت کی نیت نہ کی ہو۔

مسئلہ:۔ بالغ کے والدین کسی شہر میں رہتے ہیں۔ اور وہ شہر اس کی جائے ولادت نہیں نہ اس کے اہل وہاں ہوں تو وہ جگہ اس کے لیے وطن نہیں۔

مسئلہ:۔ مسافر نے کہیں شادی کرلی اگرچہ وہاں پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ نہ ہو مقیم ہوگیا۔ اور دو شہروں میں اس کی دو عورتیں رہتی ہوں تو دونوں جگہ پہنچتے ہی مقیم ہو جائے گا۔

مسئلہ:۔ ایک جگہ آدمی کا وطن اصلی ہے اب اس نے دوسری جگہ وطن اصلی بنایا اگر پہلی جگہ بال بچے موجود ہوں تو دونوں اصلی ہیں۔ ورنہ پہلا اصلی نہ رہا۔ خواہ ان دونوں جگہوں کے درمیان مسافت سفر ہو یا نہ ہو۔

مسئلہ:۔ عورت بیاہ کر کے سسرال گئی اور وہاں رہنے سہنے لگی تو میکہ اس کے لیے وطن اصلی نہ رہا۔ یعنی اگر سسرال تین دن کی مسافت پر ہے۔ وہاں سے میکے آئی اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کی تو قصر پڑھے۔ اور اگر میکے رہنا نہیں چھوڑا بلکہ سسرال عارضی طور پر گئی تو میکے آتے ہی سفر ختم ہوگیا۔ نماز پوری پڑھے۔

سجدۂ تلاوت کا بیان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب ابنِ آدم آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرتا ہے تو شیطان وہاں سے ہٹ جاتا ہے اور رو کر کہتا ہے ہائے میری بربادی۔ ابنِ آدم کو سجدے کا حکم ہوا اس نے سجدہ کیا اس کے لیے جنت ہے اور مجھے حکم ہوا میں نے انکار کیا میرے لیے دوزخ ہے۔

مسئلہ: سجدہ کی چودہ[14] آیتیں ہیں سورہ اعراف میں[1]۔ سورہ رعد میں[2]۔ سورہ نحل میں[3]۔ سورہ بنی اسرائیل میں[4]۔ سورہ مریم میں[5]۔ سورہ حج میں[6] پہلی جگہ جہاں سجدہ کا ذکر ہے۔ سورہ فرقان میں[7] سورہ نمل میں[8]۔ سورہ الم تنزیل میں[9]۔ سورہ ص میں[10] سورہ حم السجدہ میں[11]۔ سورہ نجم میں[12]۔ سورہ انشقاق میں[13]۔ سورہ اقرا میں[14]۔

مسئلہ: آیت سجدہ پڑھنے یا سننے سے سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔ پڑھنے میں یہ شرط ہے کہ اتنی آواز سے ہو کہ اگر کوئی عذر نہ ہو تو خود سن سکے سننے والے کے لیے یہ ضروری نہیں کہ بالقصد سنی ہو بلا قصد سننے سے بھی سجدہ واجب ہو جاتا ہے۔

ریڈیو سننے والے یاد رکھیں

اردو فارسی یا کسی اور زبان میں آیت کا ترجمہ پڑھا تو پڑھنے والے پر بالاتفاق اور سننے والے پر احتیاطاً سجدہ واجب ہو گیا سننے والے نے یہ سمجھا ہو یا نہیں کہ آیت سجدہ کا ترجمہ ہے البتہ یہ ضرور ہے کہ اسے معلوم نہ ہو تو بتا دیا گیا ہو کہ یہ آیت سجدہ کا ترجمہ تھا۔ اور اگر خود آیت پڑھی گئی ہو تو اس کی ضرورت نہیں کہ سننے والے کو آیت سجدہ ہونا بتایا گیا ہو۔ سننے والے پر احتیاطاً واجب اس لیے بتایا۔ کہ علمائے اہلِ سنّت کا اس میں اختلاف ہے۔ بعض فرماتے ہیں کہ اس کی آواز۔ آواز بازگشت ہے جیسے پہاڑ جنگل میں گونجنے والی آواز اس تقدیر پر واجب نہیں۔ اور بعض فرماتے ہیں کہ اس کی آواز۔ آواز بازگشت نہیں بلکہ اصل آواز سننے میں آتی ہے۔ اس تقدیر پر قطعاً واجب ہے۔ اِس اختلاف کے پیش نظر احتیاط اسی میں ہے کہ سننے والے سجدہ ادا کر لیں۔

لاؤڈ اسپیکر پر نماز کا حکم

بعض علماء فرماتے ہیں کہ اس کا استعمال بحالت نماز درست نہیں۔ مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جاتی ہے اور بعض فرماتے ہیں کہ درست ہے نماز فاسد نہیں ہوتی۔ یہ اختلاف بھی مذکورہ بالا اختلاف تحقیق پر مبنی ہے۔ لہٰذا احتیاط اسی میں ہے کہ اجتناب کیا جائے۔

مسئلہ:۔ چند شخصوں نے ایک ایک حرف پڑھا کہ سب کا مجموعہ آیت سجدہ ہو گیا تو کسی پر سجدہ واجب نہیں۔ یوں ہی آیت کے ہجے کرنے یا ہجے سننے سے بھی واجب نہ ہوگا یوں ہی پرندے سے آیت سجدہ سُنی یا جنگل اور پہاڑ وغیرہ میں آواز گونجی اور بجنسہ آیت کی آواز کان میں آئی تو سجدہ واجب نہیں۔

مسئلہ:۔ آیت سجدہ پڑھنے والے پر اس وقت سجدہ واجب ہوتا ہے کہ وہ وجوب نماز کا اہل ہو یعنی ادا یا قضا کا اسے حکم ہو۔ لہٰذا اگر کافر یا مجنون یا نابالغ یا حیض و نفاس والی عورت نے آیت پڑھی تو ان پر سجدہ واجب نہیں اور اگر مسلمان عاقل بالغ اہل نماز نے ان سے سُنی تو اُس پر واجب ہو گیا۔

مسئلہ:۔ آیت سجدہ لکھنے یا اس کی طرف دیکھنے سے سجدہ واجب نہیں ہوتا۔

سجدۂ تلاوت کے شرائط

سجدۂ تلاوت کے لیے تکبیر تحریمہ کے سوا تمام وہ شرائط ہیں جو نماز کے لیے بیان کیے گئے۔ مثلاً طہارت۔ استقبالِ قبلہ۔ نیت۔ ستر عورت وغیرہ۔

مسئلہ:۔ اس کی نیت میں یہ شرط نہیں کہ فلاں آیت کا سجدہ کرتا ہوں بلکہ مطلقاً

سجدہ تلاوت کی نیّت کافی ہے۔

مسئلہ:۔ جو چیزیں نماز کو فاسد کرتی ہیں اُن سے سجدہ سہو بھی فاسد ہو جاتا ہے۔

نماز میں سجدہ تلاوت کا اسلامی طریقہ

یہ ہے کہ اَللّٰہُ اَکۡبَرُ کہتا ہوا سجدے میں جائے اور کم سے کم تین بار سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی کہے پھر اَللّٰہُ اَکۡبَرُ کہتا ہوا کھڑا ہو جائے۔ اوّل آخر دونوں بار اَللّٰہُ اَکۡبَرُ کہنا سُنّت ہے اور کھڑے ہو کر سجدے میں جانا اور سجدے کے بعد کھڑا ہونا یہ دونوں قیام مستحب ہیں۔

مسئلہ:۔ رکوع یا سجود میں آیتِ سجدہ پڑھی تو سجدہ واجب ہو گیا اور اسی رکوع یا سجودے ادا بھی ہو گیا۔ اور تشہد میں پڑھی تو بھی سجدہ واجب ہو گیا۔ لہٰذا اس کو بطریقہ مذکور ادا کرے۔

مسئلہ:۔ سجدہ تلاوت میں سُبۡحَانَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی پڑھنے کا حکم فرض نماز میں ہے اور نفل نماز میں اختیار ہے۔ چاہے تو یہی پڑھے یا وہ دعا جو حدیث میں وارد ہے جس کو آئندہ بیان کیا جائے گا۔

بیرون نماز سجدہ تلاوت کرنے کا اسلامی طریقہ

یہ ہے کہ کھڑے ہو کر تکبیر کہتا ہوا سجدہ میں جائے اور سجدے سے فارغ ہو کر تکبیر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے اور سجدے میں یہ دعا پڑھے۔ سَجَدَ وَجۡهِیَ لِلَّذِیۡ خَلَقَهٗ وَصَوَّرَهٗ وَشَقَّ سَمۡعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوۡلِهٖ وَقُوَّتِهٖ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخَالِقِیۡنَ۔

(ترجمہ) میرے چہرے نے سجدہ کیا اس کے لیے جس نے اسے پیدا کیا اور اس کی صورت بنائی۔ اور اپنی طاقت وقوت سے کان اور آنکھ کی جگہ کھولی۔ برکت والا ہے اللہ جو اچھا پیدا کرنے والا ہے۔

مسئلہ:۔ آیت سجدہ بیرونِ نماز پڑھی تو فوراً سجدہ کر لینا واجب نہیں ہاں بہتر ہے کہ فوراً کرے اور وضو ہو تو تاخیر مکروہ تنزیہی ہے۔ لیکن اگر کسی وجہ سے سجدہ نہ کر سکے تو پڑھنے والے اور سننے والے کو یہ کہہ لینا مستحب ہے۔ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَ اِلَيْكَ الْمَصِيْرُ (ترجمہ) ہم نے سنا اور حکم مانا تیری مغفرت کا سوال کرتے ہیں اے پروردگار اور تیری ہی طرف لوٹنا ہے۔

مسئلہ:۔ نماز میں آیت سجدہ پڑھی تو اس کا سجدہ نماز ہی میں واجب ہے۔ بیرونِ نماز نہیں ہو سکتا۔ اور قصداً نہ کیا تو گنہگار ہوا۔

مسئلہ:۔ اگر نماز میں آیت پڑھنے کے بعد فوراً نماز کا سجدہ کر لیا۔ یعنی آیت سجدہ کے بعد تین آیت سے زیادہ نہ پڑھا اور رکوع کر کے سجدہ کیا تو اگرچہ سجدہ تلاوت کی نیت نہ ہو ادا ہو جائے گا۔

مسئلہ:۔ نماز کا سجدہ تلاوت سجدے سے بھی ادا ہو جاتا ہے۔ اور رکوع سے بھی۔ مگر رکوع سے جب ادا ہو گا کہ فوراً کرے فوراً نہ کیا تو سجدہ کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ:۔ ایک مجلس میں سجدہ کی ایک آیت کو بار بار پڑھا یا سُنا تو ایک سجدہ واجب ہو گا اگرچہ چند شخصوں سے سُنا ہو۔ یونہی اگر خود آیت پڑھی اور وہی آیت دوسرے سے سُنی جب بھی ایک سجدہ واجب ہو گا۔

مسئلہ:۔ مجلس میں آیت پڑھی یا سنی اور سجدہ کر لیا پھر اسی مجلس میں وہی آیت

پڑھی یا سُنی تو وہی پہلا سجدہ کافی ہے۔

مجلس بدلنے کی صورتیں

تینؔ لُقمے کھانے۔ تین گھونٹ پینے۔ تین کلمے بولنے۔ تین قدم میدان میں چلنے سے اور خرید و فروخت کرنے اور لیٹ کر سو جانے سے مجلس بدل جاتی ہے۔ لہذا ایک آیت سجدہ پڑھنے کے بعد تین کلمے بولا پھر اسُی آیت کو پڑھا تو دو سجدے واجب ہوں گے۔

مسئلہ:۔ کسی مجلس میں دیر تک بیٹھنا قرأت۔ تسبیح۔ تہلیل۔ درس وعظ میں مشغول ہونا مجلس کو نہیں بدلے گا۔ اور اگر دونوں بار آیت پڑھنے کے درمیان کوئی دنیا کا کام کیا۔ مثلاً کپڑا سینا وغیرہ تو مجلس بدل گئی۔

مسئلہ:۔ جمعہ و عیدین اور سِرّی نمازوں میں اور جس نماز میں جماعت عظیم ہو آیت سجدہ امام کو پڑھنا مکروہ ہے۔ ہاں اگر آیت کے بعد فوراً رکوع و سجود کر دے اور رکوع میں سجدے کی نیّت نہ کرے تو کراہت نہیں۔

آیات سجدے کا عظیم الشّان عمل

جس مقصد کے لیے ایک مجلس میں سجدے کی سب آیتیں پڑھ کر سجدہ کرے۔ اللہ عَزَّوَجَلَّ اسُ کا مقصد پورا فرمائے گا۔ خواہ ایک ایک آیت پڑھ کر اس کا سجدہ کر لیا جائے یا سب کو پڑھ کر آخر میں چودہ سجدے کرے۔

سجدۂ شکر کا اسلامی طریقہ

اولاد پیدا ہوئی یا مال پایا۔ یا گم ہوئی چیز مل گئی یا مریض نے شفا پائی۔ یا مسافر واپس آیا یا کسی اور نعمت کے ملنے پر سجدہ کیا تو اس کو سجدہ شکر کہتے ہیں اور اس کا کرنا مستحب ہے۔ اور اس کا طریقہ وہی ہے جو سجدہ تلاوت کا ہے۔

سجدۂ سہو کا اسلامی طریقہ

نماز کے واجبات میں سے جب کوئی واجب بھولے سے رہ جائے اس کی تلافی کے لیے جو سجدہ واجب ہے اس کو سجدہ سہو کہتے ہیں اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ آخری رکعت میں اَلتَّحِیَّات کے بعد داہنی طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے سجدوں سے فارغ ہو کر پھر اَلتَّحِیَّات وغیرہ پڑھ کر سلام پھیر دے۔ اور بغیر سلام پھیرے سجدے کر لیے تب بھی کافی ہیں۔ مگر ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

مسئلہ:۔ قصداً واجب ترک کیا تو سجدہ سہو سے اس کی تلافی نہ ہوگی۔ بلکہ نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ یوں ہی اگر سہواً واجب ترک ہوا اور سجدہ سہو نہ کیا جب بھی نماز دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ:۔ کوئی ایسا واجب ترک ہوا جو واجباتِ نماز سے نہیں بلکہ اس کا وجوب امر خارج سے ہو تو سجدہ سہو واجب نہیں۔ مثلاً خلاف ترتیب قرآن مجید پڑھنا ترک واجب ہے مگر موافق ترتیب پڑھنا واجباتِ تلاوت سے ہے واجباتِ نماز سے نہیں لہٰذا سجدہ سہو واجب نہ ہوگا۔

مسئلہ:۔ فرض ترک ہو جانے سے نماز جاتی رہتی ہے سجدہ سہو سے اس کی تلافی نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا پھر سے پڑھے۔ سنتیں اور مستحبات کے ترک سے بھی سجدۂ سہو نہیں۔ سہوًا ترک کیا ہو یا قصدًا بلکہ نماز ہو گئی مگر دوبارہ پڑھنا مستحب ہے۔

مسئلہ:۔ سجدہ سہو کے بعد بھی اَلتَّحِیَّاتُ پڑھنا واجب ہے۔ اَلتَّحِیَّاتُ پڑھ کر سلام پھیرے۔ اور بہتر یہ ہے کہ سجدہ سہو سے قبل اور بعد دونوں قعدوں میں درود شریف بھی پڑھے۔ اور یہ بھی اختیار ہے کہ پہلے قعدے میں اَلتَّحِیَّاتُ اور درود شریف پڑھے اور دوسرے میں صرف اَلتَّحِیَّاتُ۔

مسئلہ:۔ ایک نماز میں چند واجب ترک ہوئے تو وہی دو سجدے سب کے لیے کافی ہیں۔

مسئلہ:۔ جمعہ و عیدین میں سہو واقع ہوا اور جماعت کثیر ہو تو بہتر یہ ہے کہ سجدہ سہو نہ کرے۔

مسئلہ:۔ قرأت وغیرہ کسی موقع پر سوچنے لگا اور اس سوچنے میں بقدر ایک رکن یعنی تین بار سُبْحَانَ اللّٰہِ کہنے کے وقفہ ہوا تو سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ:۔ اگر مقتدی سے بحالت اقتدار سہو واقع ہوا تو سجدۂ سہو واجب نہیں اور اس کے ذمہ نماز کا اعادہ بھی نہیں۔

مسئلہ:۔ سجدۂ نماز یا سجدۂ تلاوت باقی تھا یا سجدہ سہو کرنا تھا اور بھول کر سلام پھیرا تو جب تک مسجد سے باہر نہ ہوا سجدہ کرے۔ میدان میں ہو تو جب تک صفوں سے متجاوز نہ ہوا یا آگے کو سجدہ کی جگہ سے نہ گذرا تو سجدہ کرے۔

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حاضر جوابی

قعدہ اولیٰ میں اَلتَّحِیَّاتُ کے بعد اتنا پڑھا اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ تو سجدہ سہو واجب ہے۔ اِس وجہ سے نہیں کہ درود شریف پڑھا بلکہ اس وجہ سے کہ تیسری رکعت کے قیام میں تاخیر ہو گئی۔ اسی واسطے اگر اتنی دیر تک ساکت رہتا جب بھی سجدہ سہو واجب ہوتا۔ جیسے قعدہ و رکوع و سجود میں قرآن شریف پڑھنے سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ حالانکہ وہ کلام الہیٰ ہے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو خواب میں دیکھا۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ درود شریف پڑھنے والے پر تم نے کیوں سجدہ سہو واجب بتایا۔ عرض کی اِس لیے کہ اُس نے بھول کر درود پڑھا۔ حضور نے اس جواب پر تحسین فرمائی۔

اگر رکعتوں کی شمار میں شک ہو

مثلاً تین ہوئیں یا چار اور بلوغ کے بعد یہ پہلا واقعہ ہے۔ تو سلام پھیر کر اس نماز کو سرے سے پڑھے اور اگر یہ شک پہلی بار نہیں۔ بلکہ پیشتر بھی ہو چکا ہے۔ تو اگر غالب گمان کسی طرف ہو تو اس پر عمل کرے۔ ورنہ کم کی جانب کو اختیار کرے یعنی تین اور چار میں شک ہو تو تین قرار دے۔ دو اور تین میں شک ہو تو دو وَعَلٰی ھٰذَا اُلْقِیَاسُ اور تیسری چوتھی دونوں میں قعدہ کرے کیونکہ تیسری رکعت کا چوتھی ہونا محتمل ہے اور چوتھی میں قعدے کے بعد سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے اور غالب گمان کی صورت میں سجدہ سہو نہیں مگر جب کہ سوچنے میں بقدر ایک رکن کے وقفہ ہو گیا

ہو تو سجدہ سہو واجب ہے۔

مسئلہ :۔ نماز پوری کرنے کے بعد شک ہوا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں اور اگر نماز کے بعد یقین ہے کہ کوئی فرض رہ گیا مگر اُس میں شک ہے کہ وہ کیا ہے تو پھر سے پڑھنا فرض ہے۔

مسئلہ :۔ مثلاً ظہر پڑھنے کے بعد ایک عادل شخص نے خبر دی کہ تم نے تین رکعتیں پڑھیں تو نماز دوبارہ پڑھے اگرچہ اس کے خیال میں یہ خبر غلط ہو۔ اور اگر کہنے والا عادل نہ ہو تو اس کی خبر کا اعتبار نہیں اور اگر نمازی کو نماز کے بعد شک ہو اور دو عادل شخصوں نے خبر دی تو اُن کی خبر پر عمل کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ :۔ وتر میں شک ہوا کہ دوسری رکعت ہے یا تیسری تو اُس میں قنوت پڑھ کر قعدہ کے بعد ایک رکعت اور پڑھے اور اُس میں بھی قنوت پڑھے اور سجدہ سہو کرے۔

مسئلہ :۔ امام نماز پڑھا رہا ہے دوسری رکعت میں شک ہوا کہ پہلی ہے یا دوسری یا چوتھی اور تیسری میں شک ہوا اور مقتدیوں کی طرف نظر کی کہ وہ کھڑے ہوں تو کھڑا ہو جاؤں بیٹھیں تو بیٹھ جاؤں تو اس میں حرج نہیں اور سجدہ سہو واجب نہ ہوا۔

امامت اور اُس کے شرائط کا بیان

یہاں پر امامت کا یہ معنیٰ ہیں کہ دوسرے کی نماز کا اس کی نماز کے ساتھ وابستہ ہونا۔

مسئلہ :۔ مرد غیر معذور کے امام کے لیے چھ[۶] شرطیں ہیں۔ اسلام[۱]۔ بالغ ہونا[۲]۔ عاقل ہونا[۳]۔ مرد ہونا[۴]۔ قرأت[۵]۔ معذور نہ ہونا[۶]۔

مسئلہ :۔ عورتوں کے امام کے لیے مرد ہونا شرط نہیں۔ عورت بھی امام ہو سکتی ہے۔ اگرچہ مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ نابالغوں کے امام کے لیے بالغ ہونا شرط نہیں بلکہ نابالغ بھی نابالغ کی امامت کرسکتا ہے۔

مسئلہ:۔ وہ بد مذہب جس کی بد مذہبی حد کفر کو پہنچ گئی ہو جیسے رافضی اور وہ شخص جو شفاعت یا دیدار الٰہی یا عذاب قبر یا کراماً کاتبین کا انکار کرتا ہے۔ اُن سب کے پیچھے نماز نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح وہابیہ زمانہ کے پیچھے نماز نہیں ہوتی کیونکہ یہ لوگ اللہ عزّ وجلّ اور نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کی توہین کرتے ہیں۔ یا توہین کرنے والوں کو اپنا پیشوا یا کم از کم مسلمان ہی سمجھتے ہیں۔ ان میں سے ہر بات کفر ہے۔

مسئلہ:۔ جس بد مذہب کی بد مذہبی حدِ کفر کو نہ پہنچی ہو جیسے تفضیلیہ اُس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

اقتدا کی بارہ ۱۲ شرطیں ہیں

نیت[۱] اقتدا۔ اور اُس نیت[۲] اقتدا کا تحریمہ کے ساتھ ہونا یا تحریمہ پر مقدم ہونا بشرطیکہ صورت تقدم میں کوئی اجنبی نیت و تحریمہ میں فاصل نہ ہو۔ امام[۳] و مقتدی دونوں کا ایک مکان میں ہونا دونوں[۴] کی نماز ایک ہو۔ یا امام کی نماز مقتدی کی نماز کو متضمن ہو جیسے امام ظہر کے فرض پڑھ رہا ہے اور ایسے شخص نے اس کی اقتدا کی جو ظہر کے فرض پڑھ چکا ہے تو مقتدی کی نماز نفل ہوئی اور امام کی نماز فرض۔ لیکن امام کی نماز اُس کی نماز کو متضمن ہے۔ دونوں کی نماز ایک نہیں۔ امام[۵] کی نماز مقتدی کے مذہب پر صحیح ہونا۔ اور امام[۶] و مقتدی کا اِسے صحیح سمجھنا۔ عورت[۷] کا محاذی نہ ہونا۔ مقتدی[۸] کا امام سے مقدم نہ ہونا۔ امام[۹] کے انتقالات کا علم ہونا۔ ارکان[۱۰] کی ادائیں

شریک ہونا ارکان[۱۱] کی ادا میں مقتدی امام کے مثل ہو یا کم۔ شرائط[۱۲] میں مقتدی کا امام سے زائد نہ ہونا۔

مسئلہ: ۔امام و مقتدی کے درمیان اتنا چوڑا راستہ ہو۔ جس میں بیل گاڑی جا سکے تو اقتدا نہیں ہو سکتی۔

مسئلہ: ۔ بیچ میں دہ در دہ حوض ہے تو اقتدا نہیں ہو سکتی۔ مگر جب کہ حوض کے گرد صفیں برابر متصل ہوں تو اقتدا صحیح ہے اور اگر چھوٹا حوض ہے تو بھی اقتدا صحیح ہے۔

مسئلہ: ۔ میدان میں جماعت قائم ہوئی اگر امام و مقتدی کے درمیان اتنی جگہ خالی ہے کہ اُس میں دو صفیں قائم ہو سکتی ہیں تو اقتدا صحیح نہیں اور بڑا مکان میدان کے حکم میں ہے اور اُس مکان کو بڑا کہیں گے جو چالیس ہاتھ یا اس سے زیادہ ہو۔

مسئلہ: ۔ عید گاہ میں کتنا ہی فاصلہ امام و مقتدی میں ہو اقتدار ہو سکتی ہے اگرچہ بیچ میں دو یا زیادہ صفوں کی گنجائش ہو۔

مسئلہ: ۔ امام و مقتدی کے درمیان کوئی چیز حائل ہو تو اگر امام کے انتقالات مشتبہ نہ ہوں مثلاً اُس کی یا مکبّر کی آواز سنتا ہو یا اُس کے یا اُس کے مقتدیوں کے انتقالات دیکھتا ہے تو ہرج نہیں اگرچہ اُس کے لیے امام تک پہنچنے کا راستہ نہ ہو۔ مثلاً دروازے میں جالیاں ہیں کہ امام کو دیکھ رہا ہے مگر کھُلا نہیں ہے کہ جانا چاہے تو جا سکے۔

مسئلہ: ۔ وقت نماز میں تو یہی معلوم تھا کہ امام کی نماز صحیح ہے بعد کو معلوم ہوا کہ صحیح نہ تھی۔ مثلاً مسح موزے کی مدّت گذر چکی تھی۔ یا بھول کر بے وضو نماز پڑھا لی تو مقتدی کی نماز بھی نہ ہوئی۔

مسئلہ :۔ امام کی نماز خود اس کے گمان میں صحیح ہے اور مقتدی کے گمان میں صحیح نہ ہو جب بھی اقتدا صحیح نہ ہوگی ۔ مثلاً شافعی المذہب امام کے بدن سے خون نکل کر بہہ گیا۔ جس سے حنفیہ کے نزدیک وضو ٹوٹتا ہے اور بغیر وضو کیے امامت کی تو حنفی اس کی اقتدا نہیں کر سکتا۔ اگر کرے گا تو نماز باطل ہوگی اور اگر امام کی نماز خود اُس کے طور پر صحیح نہ ہو مگر مقتدی کے طور پر صحیح ہو تو اُس کی اقتدا صحیح ہے۔ جب کہ امام کو اپنی نماز کا فساد معلوم نہ ہو۔ مثلاً شافعی امام نے عورت کو چھونے کے بعد بغیر وضو کیے بھول کر امامت کی تو حنفی اُس کی اقتدا کر سکتا ہے اگرچہ اُس کو معلوم ہو کہ اُس سے ایسا واقعہ ہوا تھا اور اُس نے وضو نہ کیا۔

مسئلہ :۔ عورت کا مرد کے برابر کھڑا ہونا۔ اُس وقت مرد کے لیے مانع اقتدا ہے جب کہ کوئی چیز ایک ہاتھ اونچی حائل نہ ہو۔ نہ مرد کے قد برابر بلندی پر عورت کھڑی ہو۔

مسئلہ :۔ ایک عورت مرد کے برابر کھڑی ہو تو تین مردوں کی نماز جاتی رہے گی۔ دو داہنے بائیں اور پیچھے والے کی اور دو عورتیں ہوں تو چار مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ دو داہنے بائیں دو پیچھے اور تین عورتیں ہوں تو دو داہنے بائیں اور پیچھے کی ہر صف سے تین شخص کی اور اگر عورتوں کی پوری صف ہو تو پیچھے جتنی صفیں ہیں ان سب کی نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ :۔ اِس وجہ سے کہ مقتدی کے پاؤں امام سے بڑے ہیں۔ اس کی انگلیاں امام کی انگلیوں سے آگے ہیں مگر ایڑیاں برابر ہوں تو نماز ہو جائے گی۔

امامت کا زیادہ حق دار کون ہے

سب سے زیادہ مستحقِ امامت وہ شخص ہے جو نماز وطہارت کے احکام سب سے زیادہ جانتا ہو۔ اگرچہ باقی علوم میں پوری دستگاہ نہ رکھتا ہو بشرطیکہ اتنا قرآن یاد ہو کہ بطور مسنون پڑھے اور صحیح پڑھتا ہو یعنی حروف مخارج سے ادا کرتا ہو اور مذہب کی کچھ خرابی نہ رکھتا ہو اور فواحش سے بچتا ہو۔ اس کے بعد وہ شخص جو قرأت کا زیادہ علم رکھتا ہو اور اس کے موافق ادا کرتا ہو۔ اگر چند شخص اِن باتوں میں برابر ہوں تو وہ شخص جو زیادہ تقویٰ رکھتا ہو۔ یعنی حرام تو حرام شبہات سے بھی بچتا ہو اس میں بھی برابر ہوں تو زیادہ عمر والا یعنی جس کو زیادہ زمانہ اسلام میں گذرا۔ اس میں بھی برابر ہوں تو جس کے اخلاق زیادہ اچھے ہوں اِس میں بھی برابر ہوں تو زیادہ وجاہت والا یعنی تہجد گذار کیونکہ تہجد کی کثرت سے آدمی کا چہرہ زیادہ خوبصورت ہو جاتا ہے۔ اِس میں بھی برابر ہوں تو زیادہ خوبصورت اسمیں بھی برابر ہوں تو زیادہ حسب دار اِس میں بھی برابر ہوں تو جو باعتبار نسب کے زیادہ شریف ہو اِس میں بھی برابر ہوں تو زیادہ مالدار اس میں بھی برابر ہوں تو زیادہ عزت والا اِس میں بھی برابر ہوں تو جس کے کپڑے زیادہ ستھرے ہوں غرضکہ چند شخص جب برابر کے ہوں تو انمیں جو شرعی ترجیح رکھتا ہے۔ زیادہ حقدار ہے۔ اور اگر ترجیح نہ ہو تو قرعہ ڈالا جائے۔ جس کے نام قرعہ نکلے وہ امامت کرے۔ یا انمیں جماعت جس کو منتخب کرے۔ وہ امام ہو اور اگر جماعت میں اختلاف ہو تو جس طرف زیادہ لوگ ہوں وہ امام ہو گا۔ اور جماعت نے غیر افضل کو امام

بنایا تو بُرا کیا گنہگار نہ ہوئے۔

مسئلہ: امام معیّن ہی امامت کا حقدار ہے۔ اگرچہ حاضرین میں کوئی اس سے زیادہ علم اور قرأت والا ہو۔ جب کہ وہ امام معیّن شرائط امامت کا جامع ہو۔ ورنہ وہ امامت کا اہل ہی نہیں بہتر ہونا درکنار۔

مسئلہ: کسی شخص کی امامت سے لوگ کسی وجہ شرعی سے ناراض ہوں تو اُس کا امام بننا حرام ہے۔ اور اگر ناراضگی کسی وجہ شرعی سے نہ ہو تو حرام نہیں بلکہ اگر وہی زیادہ حقدار ہو تو اسی کو امام ہونا چاہیے۔

مسئلہ: فاسق معلن جیسے شرابی۔ جواری۔ زناکار۔ سود خوار۔ چغل خور وغیرہ جو کبیرہ گناہ بالاعلان کرتے ہیں ان کو امام بنانا گناہ اور اُن کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوتی ہے۔ جس کا دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔

مسئلہ: دہقانی۔ اندھے۔ ولدالزنا۔ امرد۔ کوڑھی۔ فالج کی بیماری والے۔ برص والے کی امامت مکروہ تنزیہی ہے اور یہ کراہت اُس وقت ہے جب کہ جماعت میں اور کوئی اُن سے بہتر ہو اور اگر یہی مستحق امامت ہیں تو اصلاً کراہت نہیں۔ اور اندھے کی امامت میں تو بہت خفیف کراہت ہے اور جس کو کم سوجھتا ہے وہ بھی اندھے کے حکم میں ہے۔

مسئلہ: عورت۔ خنثیٰ۔ نابالغ لڑکے کی اقتدا، مرد بالغ کسی نماز میں نہیں کر سکتا۔ یہاں تک کہ نماز جنازہ وتراویح ونوافل میں۔ اور مرد بالغ اِن سب کا امام ہو سکتا ہے۔ مگر عورت بھی اُس کی مقتدی ہو تو امامتِ عورت کی نیّت کرے۔ سوا جمعہ وعیدین کے کہ ان میں اگرچہ امام نے امامتِ عورت کی نیّت نہ کی اقتدا کر سکتی

ہے اور عورت و خنثیٰ عورت کے امام ہو سکتے ہیں۔ مگر عورت کو مطلقاً امام ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ فرائض ہوں یا نوافل پھر بھی اگر عورت عورتوں کی امامت کرے تو امام آگے نہ ہو بلکہ بیچ میں کھڑی ہو اور آگے ہو گی جب بھی نماز فاسد نہ ہو گی۔ اور خنثیٰ کے لیے یہ شرط ہے کہ صف سے آگے ہو۔ ورنہ نماز ہو گی ہی نہیں۔ اور خنثیٰ خنثیٰ کا بھی امام نہیں ہو سکتا جیسے کہ مرد کا نہیں ہو سکتا۔

فقہ میں اُمّی کس کو کہتے ہیں

جس کو کوئی آیت یاد نہ ہو۔ اس کو فقہائے کرام اُمّی کہتے ہیں اور جس کو کچھ آیتیں یاد ہیں مگر حروف صحیح ادا نہیں کرتا۔ جس کی وجہ سے معنیٰ فاسد ہو جاتے ہیں۔ وہ بھی اُمّی کے حکم میں ہے۔

فقہ میں قاری کس کو کہتے ہیں

جو بقدر فرض صحیح قرآن پڑھ سکتا ہو ایسے شخص کو فقہائے کرام اپنی اصطلاح میں قاری فرماتے ہیں۔

مسئلہ:۔ قاری کی نماز اُمّی کے پیچھے نہیں ہو سکتی اور اُمّی کی قاری کے پیچھے ہو سکتی ہے۔ اور اگر اُمّی نے اُمّی اور قاری کی امامت کی تو کسی کی نماز نہ ہو گی نہ اُمّی کی نہ قاری کی۔

مسئلہ:۔ اُمّی پر واجب ہے کہ رات دن کوشش کرے۔ یہاں تک کہ بقدر فرض قرآن مجید یاد کرے۔ ورنہ عند اللہ معذور نہیں۔

اور جس سے حروف صحیح ادا نہیں ہوتے

اُس پر واجب ہے کہ حروف کی تصحیح میں رات دن پوری کوشش کرے اور اگر صحیح خوان کی اقتدار کر سکتا ہو تو جہاں تک ممکن ہو اس کی اقتدار کرے یا وہ آیتیں پڑھے۔ جن کے حروف صحیح ادا کر سکتا ہو۔ اور اگر یہ دونوں صورتیں ناممکن ہوں تو زمانہ کوشش میں اُس کی اپنی نماز ہو جائے گی اور اپنے مثل دوسرے کی امامت بھی کر سکتا ہے یعنی اس کی کہ وہ بھی اُسی حرف کو صحیح نہ پڑھتا ہو جس کو یہ صحیح نہیں پڑھتا۔ اور اگر اس سے جو حرف ادا نہیں ہوتا دوسرا اُس کو ادا کر لیتا ہے۔ مگر کوئی دوسرا حرف اُس دوسرے سے ادا نہیں ہوتا۔ تو ایک دوسرے کی امامت نہیں کر سکتا۔ اور اگر تصحیح حروف کی کوشش میں نہیں کرتا تو اس کی خود بھی نہیں ہوتی۔ دوسرے کی اس کے پیچھے کیا ہو گی۔ آج کل عام لوگ اس میں مبتلا ہیں۔ کہ غلط پڑھتے ہیں اور تصحیح کی کوشش نہیں کرتے۔ ان کی نمازیں خود باطل ہیں۔ امامت درکنار۔

ہکلے کی نماز کا حکم

جس سے حروف مکرر ادا ہوں اس کو ہکلا کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ اگر صاف پڑھنے والے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے تو اس کے پیچھے پڑھنا لازم ہے۔ ورنہ اُس کی اپنی ہو جائے گی۔ اور اپنے مثل ہکلے یا اپنے سے زائد ہکلے کی امامت بھی کر سکتا ہے۔

مسئلہ:۔ جس کا ستر کھلا ہوا ہے وہ ستر چھپانے والے کا امام نہیں ہو سکتا۔ ستر کھلے ہوؤں کا امام ہو سکتا ہے اور جن کے پاس ستر کے لائق کپڑے نہ ہوں۔ اُن کے لیے افضل یہ ہے کہ تنہا تنہا بیٹھ کر اشارے سے دُور دُور پڑھیں۔ جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔ اور اگر جماعت سے پڑھیں تو امام بیچ میں ہو آگے نہ ہو۔

مسئلہ:۔ جو رکوع و سجود سے عاجز ہے۔ یعنی وہ شخص کہ رکوع و سجود کی جگہ اشارہ کرتا ہو۔ اس کے پیچھے ایسے شخص کی نماز نہ ہوگی جو رکوع و سجود پر قادر ہے۔ اور اگر بیٹھ کر رکوع و سجود کر سکتا ہو تو اُس کے پیچھے کھڑے ہو کر پڑھنے والے کی ہو جائے گی۔

مسئلہ:۔ فرض نماز نفل پڑھنے والے کے پیچھے اور ایک فرض والی دوسرے فرض پڑھنے والے کے پیچھے نہیں ہو سکتی۔ خواہ دونوں کے فرض دو نام کے ہوں مثلاً ایک ظہر پڑھتا ہو اور دوسرا عصر یا صفت میں جُدا ہوں مثلاً ایک آج کی ظہر پڑھتا ہو اور دوسرا کل کی اور اگر دونوں کی ایک ہی دن کے ایک ہی وقت کی قضا ہو گئی ہے تو ایک دوسرے کے پیچھے پڑھ سکتا ہے۔

مسئلہ:۔ دو شخصوں نے باہم یوں نماز پڑھی کہ ہر ایک نے امامت کی نیّت کی تو دونوں کی نماز ہو گئی۔ اور اگر ہر ایک نے اقتدا کی نیّت کی تو دونوں کی نہ ہوئی۔

مسئلہ:۔ جہاں بوجہ شرط مفقود ہونے کے اقتدا صحیح نہ ہو تو وہ نماز سرے سے شروع ہی نہ ہو گی اور اگر بوجہ مختلف نماز ہونے کے اقتدا صحیح نہ ہو تو مقتدی کے نفل ہو جائیں گے مگر یہ ایسے نفل ہیں کہ توڑ دینے سے قضا واجب نہیں ہوتی۔

مسئلہ:۔ جس نے وضو کیا ہے وہ تیمّم والے کی اور پاؤں دھونے والا

موزے پر مسح کرنے والے کی اور اعضائے وضو کا دھونے والا پٹی پر مسح کرنے والے کی اقتدار کر سکتا ہے۔

مسئلہ:۔ کھڑا ہو کر نماز پڑھنے والا بیٹھنے والے اور کوزہ پشت کی اقتدار کر سکتا ہے۔ اگرچہ اس کا کُب حدر کوع کو پہنچا ہو اور جس کے پاؤں میں ایسا لنگ ہے کہ پورا پاؤں زمین پر نہیں جمتا۔ وہ اوروں کی امامت کر سکتا ہے۔ مگر اُس کے بجائے دوسرا شخص افضل ہے۔

مسئلہ:۔ نفل پڑھنے والا فرض پڑھنے والے کی اقتدار کر سکتا ہے اگرچہ فرض پڑھنے والا پچھلی رکعتوں میں قرارت نہ کرے۔

امام پر لازم ہے

اگر بلا طہارت نماز پڑھائی یا کوئی اور شرط یا رکن نہ پایا گیا جس سے اُس کی امامت صحیح نہ ہو، کہ اُس امر کی مقتدیوں کو خبر کر دے۔ جہاں تک بھی ممکن ہو خواہ خود کہے یا کہلا بھیجے یا خط کے ذریعے سے۔ پھر مقتدیوں پر لازم ہے کہ اپنی اپنی نماز کا اعادہ کریں۔

مسئلہ:۔ امام نے اپنا کافر ہونا بتایا تو پیشتر کے بارے میں اُس کا قول نہیں مانا جائے گا۔ اور جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھیں اُن کا اعادہ نہیں۔ ہاں اب وہ بتانے سے بیشک مرتد ہو گیا مگر جبکہ یوں کہے کہ اب تک کافر تھا اور اب مسلمان ہو گیا تو مرتد نہ ہو گا۔

مقتدی کی چار ۴ قسمیں ہیں

اوّل ۱۔ مُدرِک اُسے کہتے ہیں جس نے اوّل رکعت سے اَلتَّحِیَّات تک امام کے

ساتھ نماز پڑھی۔ اگرچہ پہلی رکعت میں امام کے ساتھ رکوع ہی میں شریک ہوا ہو۔
دوم[۲]۔ لاحق وہ ہے جس نے امام کے ساتھ پہلی رکعت میں اقتدار کی مگر بعد اقتدار اُس کی کل رکعتیں یا بعض فوت ہوگئیں خواہ عذر سے فوت ہوں جیسے غفلت یا بھیڑ کی وجہ سے رکوع وسجود کرنے نہ پایا۔ یا بلا عذر فوت ہوں جیسے سے پہلے رکوع وسجود کرلیا۔ پھر اُس کا اعادہ بھی نہ کیا تو امام کی دوسری رکعت اس کی پہلی رکعت ہوئی۔ اور تیسری دوسری اور چوتھی تیسری اور آخر میں ایک رکعت پڑھنی ہوگی۔
سوم[۲]۔ مسبوق وہ ہے جو امام کی بعض رکعتیں پڑھنے کے بعد شامل ہوا اور آخر تک شامل رہا۔ چہارم[۴] "احق مسبوق وہ ہے جس کو کچھ رکعتیں شروع کی نہ ملیں پھر شامل ہونے کے بعد لاحق ہوگیا۔

مسئلہ:۔ لاحق۔ مدرک کے حکم میں ہے کہ جب اپنی فوت شدہ پڑھے گا تو اُس میں نہ قرأت کرے گا نہ سہو سے سجدۂ سہو کرے گا اور اپنی فوت شدہ کو پہلے پڑھے گا یہ نہ ہوگا کہ امام کے ساتھ پڑھے پھر جب امام فارغ ہوجائے تو اپنی پڑھے بلکہ جہاں سے باقی ہے وہاں سے پڑھنا شروع کرے اس کے بعد اگر امام کو پائے تو ساتھ ہوجائے اور اگر ایسا نہ کیا بلکہ ساتھ ہوگیا پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد فوت شدہ پڑھی تو ہوگئی مگر گنہگار ہوا۔

مسئلہ:۔ مسبوق کا حکم لاحق کے خلاف ہے وہ یہ کہ پہلے امام کے ساتھ ہولے پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی فوت شدہ پڑھے اور اپنی فوت شدہ میں قرأت کرے گا اور اُس میں سہو ہو تو سجدہ سہو کرے گا۔

مسئلہ:۔ مسبوق اپنی فوت شدہ کی ادا میں منفرد ہے۔ کہ پہلے ثنا نہ پڑھی تھی

اس وجہ سے کہ امام بلند آواز سے قرأت کررہا تھا۔ یا امام رکوع میں تھا اور ثنا پڑھتا تو اُسے رکوع نہ ملتا یا امام قعدے میں تھا۔ غرض کسی وجہ سے پہلے نہ پڑھی تھی تو اب ثنا پڑھے گا اور قرأت سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ پڑھے گا۔ اور اگر مسبوق نے اپنی فوت شدہ پڑھ کر امام کی متابعت کی تو نماز فاسد ہوگئی۔

مسئلہ:۔ مسبوق نے امام کو قعدے میں پایا۔ تو تکبیر تحریمہ سیدھے کھڑے ہونے کی حالت میں کہے پھر دوسری تکبیر کہتا ہوا قعدے میں جائے اور رکوع وسجود میں پائے جب بھی یونہیں کرے اور اگر پہلی تکبیر کہتا ہوا جھکا اور حد رکوع تک پہنچ گیا تو سب صورتوں میں نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ:۔ مسبوق نے جب امام کے فارغ ہونے کے بعد اپنی شروع کی تو حق قرأت میں یہ رکعت اوّل رکعت قرار دی جائے گی۔ اور اَلتَّحِیَّات کے حق میں اوّل نہیں۔

مسئلہ:۔ مسبوق نے امام کے ساتھ قصداً سلام پھیرا یہ خیال کرکے کہ مجھے بھی امام کے ساتھ سلام پھیرنا چاہیے تو نماز فاسد ہوگئی اور بھول کر سلام پھیرا تو اگر امام کے ذرا بعد پھیرا ہے تب تو سجدہ سہو لازم ہے۔ اور اگر بالکل ساتھ ساتھ پھیرا تو لازم نہیں۔

مسئلہ:۔ لاحق مسبوق کا حکم یہ ہے کہ جن رکعتوں میں لاحق ہے اُن کو امام کی ترتیب سے پڑھے اور اُن میں لاحق کے احکام جاری ہوں گے اُن کے بعد امام کے فارغ ہونے کے بعد جن میں مسبوق ہے وہ پڑھے اور ان میں مسبوق کے احکام جاری ہوں گے۔ مثلاً چار رکعت والی نماز کی دوسری رکعت میں ملا۔ پھر دو رکعتوں میں

سوتا رہ گیا تو پہلے یہ رکعتیں جن میں سوتا رہا بغیر قرأت ادا کرے صرف اتنی دیر خاموش کھڑا رہے جتنی دیر میں سورۂ فاتحہ پڑھی جاتی ہے پھر امام کے ساتھ جو کچھ مل جائے اُس کی متابعت کرے۔ پھر وہ فوت شدہ مع قرأت پڑھے۔

پانچ چیزیں امام نہ کرے تو مقتدی بھی نہ کرے

پانچ چیزیں وہ ہیں کہ امام چھوڑ دے تو مقتدی بھی نہ کرے اور امام کا ساتھ دے۔ تکبیرات عیدین۔ قعدۂ اولیٰ۔ سجدہ تلاوت۔ سجدہ سہو۔ قنوت۔ جب کہ مقتدی کو رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو۔ ورنہ قنوت پڑھ کر رکوع کرے۔ لیکن امام نے اگر قعدۂ اولیٰ نہ کیا اور ابھی سیدھا کھڑا نہ ہوا تو مقتدی ابھی اُس کے ترک میں امام کی متابعت نہ کرے۔ بلکہ اسے بتائے تاکہ وہ واپس آجائے۔ اگر واپس آگیا۔ فبہا اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا تو اب نہ بتائے کہ نماز جاتی رہے گی۔ بلکہ خود بھی قعدہ چھوڑ دے اور کھڑا ہو جائے۔

چار چیزوں میں مقتدی امام کا ساتھ نہ دے

نماز میں کوئی زائد سجدہ کیا۔ تکبیرات عیدین میں اقوال صحابہ پر زیادتی کی۔ جنازے میں پانچ تکبیریں کہیں۔ پانچویں رکعت کے لیے بھول کر کھڑا ہو گیا پھر اس صورت میں اگر قعدہ اخیرہ کر چکا ہے تو مقتدی اس کا انتظار کرے اگر پانچویں کے سجدہ سے پہلے لوٹ آیا تو مقتدی بھی اس کا ساتھ دے۔ اس کے ساتھ سلام پھیرے اور اس کے ساتھ سجدہ سہو کرے۔ اور اگر پانچویں کا سجدہ کرلیا تو مقتدی تنہا سلام

پھیرے اور اگر قعدہ اخیرہ نہیں کیا تھا اور پانچویں رکعت کا سجدہ کرلیا تو سب کی نماز فاسد ہو گئی اگرچہ مقتدی نے تشہد پڑھ کر سلام پھیر لیا ہو۔

وہ نو چیزیں کہ امام ترک کردے تو مقتدی بجالائیں

تکبیر تحریمہ میں ہاتھ اٹھانا۔ ثنا پڑھنا جب کہ امام فاتحہ میں ہو اور آہستہ پڑھتا ہو۔ رکوع سجود کی تکبیرات و تسبیحات سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہنا۔ اَلتَّحِیَّات پڑھنا سلام پھیرنا تکبیرات تشریق جو نویں ذی الحجہ کی نماز صبح سے تیرہ کی عصر تک ہر نماز کے بعد کہی جاتی ہیں۔

شمار رکعت میں امام و مقتدی کا اختلاف

اِمام و مقتدیوں میں اختلاف ہوا۔ مقتدی کہتے ہیں۔ تین پڑھیں امام کہتا ہے چار پڑھیں۔ تو اگر امام کو یقین ہو اعادہ نہ کرے ورنہ کرے۔ اور اگر مقتدیوں میں باہم اختلاف ہو تو امام جس طرف ہے اُس کا قول لیا جائے گا۔ ایک شخص کو تین رکعتوں کا یقین ہے اور ایک کو چار کا اور باقی مقتدیوں اور امام کو شک ہے تو اُن لوگوں پر کچھ نہیں اور جسے کمی کا یقین ہے وہ اعادہ کرے۔ اگر امام کو تین رکعتوں کا یقین ہے اور ایک شخص کو پوری ہونے کا یقین ہے۔ تو امام و قوم اعادہ کرے۔ اور اُس یقین کرنے والے پر اعادہ نہیں۔ اگر ایک شخص کو کمی کا یقین ہے اور امام و جماعت کو شک ہے۔ تو اگر وقت باقی ہے اعادہ کریں۔ ورنہ اُن کے ذمہ کچھ نہیں۔ ہاں اگر دو عادل یقین کے ساتھ کہتے ہوں تو بہر حال اعادہ ہے۔

نماز میں بے وضو ہونے کا بیان

نماز میں جس کا وضو جاتا رہے۔ اگرچہ قعدہ اخیرہ میں التحیات کے بعد سلام سے پہلے تو وضو کر کے جہاں سے باقی ہے وہیں سے پڑھ سکتا ہے اس کو بنا کہتے ہیں مگر افضل یہ ہے کہ سرے سے پڑھے اسے استیناف کہتے ہیں۔

مسئلہ:۔ جس رکن میں حدث واقع ہو جیسے رکوع و سجدہ وغیرہ تو بنا کی صورت میں اس کا اعادہ کرنا ہوگا۔

بنا کی تیرہ^۱۳ شرطیں

اگر ان میں سے ایک شرط بھی معدوم ہو بنا جائز نہیں (۱) حدث موجب وضو ہو۔

مسئلہ:۔ پس اگر موجب غسل ہے تو بنا جائز نہیں۔ جیسے تفکر وغیرہ سے انزال ہو گیا تو بنا نہیں ہو سکتی سرے سے پڑھنا ضروری ہے (۲) حدث کا وجود نادر نہ ہو۔

مسئلہ:۔ اگر نادر ہے جیسے بیہوشی۔ جنون وغیرہ تو بنا نہیں کر سکتا۔ (۳) وہ حدث سماوی ہو یعنی وہ اور اس کا سبب بندے کے اختیار سے نہ ہو۔

مسئلہ:۔ اگر وہ حدث سماوی نہیں۔ خواہ اس مصلی کی طرف سے ہو کہ قصداً اس نے اپنا وضو توڑ دیا۔ یا پھڑیا دبا دی جس سے مواد بہا خواہ دوسرے کی طرف سے ہو جیسے کسی نے اس کے سر پر پتھر مارا کہ خون نکل کر بہہ گیا یا کسی نے اس کی پھڑیا دبا دی اور خون بہہ گیا۔ یا چھت سے اس پر کوئی پتھر گرا اور اس کے بدن سے خون بہا وہ پتھر خود بخود گرا یا کسی کے چلنے سے تو ان سب صورتوں میں بنا نہیں کر سکتا۔

(۴) وہ حدث اُس کے بدن سے ہو۔

مسئلہ:۔ اگر اُس کے بدن سے نہیں جیسے کسی نے اُس کے بدن پر نجاست ڈال دی یا کسی طرح اُس کا بدن یا کپڑا ایک درہم سے زیادہ نجس ہوگیا۔ تو اسے پاک کرنے کے بعد بنا نہیں کرسکتا۔ (۵) اس حدث کے ساتھ کوئی رُکن ادا نہ کیا ہو۔

مسئلہ:۔ اگر کیا جیسے رکوع یا سجدے میں حدث ہوا اور بہ نیّت ادائے رکوع یا سجدہ سر اُٹھایا یعنی رکوع سے سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ اور سجدے سے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے ہوئے اٹھا تو بنا نہیں کرسکتا۔ (۶) نہ بغیر عذر بقدر ادائے رکن ٹھہرا ہو۔

مسئلہ:۔ اگر ٹھہرا ہو جیسے کپڑا ناپاک ہوگیا۔ اور اسی حالت میں بقدر ایک رکن ادا کرنے کے توقف کیا تو نماز فاسد ہوگئی بنا نہیں کرسکتا (۷) نہ چلنے میں کوئی رکن ادا کیا ہو۔

مسئلہ:۔ جیسے وضو کے لیے جانے میں یا وہاں سے واپسی میں قرأت کی بنا نہیں ہوسکتی۔ (۸) کوئی فعل منافی نماز جس کی اسے اجازت نہ تھی نہ کیا ہو۔

مسئلہ:۔ جیسے حدث ہوا اور بقدر وضو پانی موجود ہے اسے چھوڑ کر دُور جگہ گیا تو بنا نہیں کرسکتا یونہیں بعد حدث کلام کیا یا کھایا۔ یا پیا تو بنا نہیں ہوسکتی۔ (۹) کوئی ایسا فعل کیا ہو جس کی اجازت تھی تو بغیر ضرورت بقدر منافی زائد نہ کیا ہو۔

مسئلہ:۔ وضو کے لیے کنوئیں سے پانی بھرنا پڑا تو بنا ہوسکتی ہے اور بغیر ضرورت ہو تو نہیں۔

مسئلہ:۔ وضو کرنے میں بلا ضرورت ستر کھولا جیسے عورت نے وضو کے لیے ایک ساتھ دونوں کلائیاں کھول دیں تو نماز فاسد ہوگئی اس پر بنا نہیں کرسکتی (۱۰) حدث

سماوی کے بعد کوئی حدث سابق ظاہر نہ ہوا ہو۔

مسئلہ:۔ جیسے موزے پر مسح کیا تھا پھر نماز میں حدث ہوا۔ وضو کے لیے گیا اثنائے وضو میں مسح کی مدت ختم ہوگئی۔ یا تیمم سے نماز پڑھ رہا تھا اور حدث ہوا اور پانی پایا یا پٹی پر مسح کیا تھا۔ نماز میں حدث کے بعد زخم اچھا ہو کر پٹی کھل گئی تو ان سب صورتوں میں بنا نہیں کر سکتا۔ (۱۱) حدث کے بعد صاحب ترتیب کو قضا نہ یاد آئی ہو۔

مسئلہ:۔ جیسے صاحبِ ترتیب ظہر کی نماز میں تھا اور گمان ہوا کہ فجر کی نہیں پڑھی۔ نماز چھوڑنے کے خیال سے ہٹا ہی تھا کہ معلوم ہوا گمان غلط ہے تو نماز فاسد ہوگئی بنا نہیں کر سکتا۔ (۱۲) مقتدی ہو تو امام کے فارغ ہونے سے پہلے دوسری جگہ ادا نہ کی ہو۔

مسئلہ:۔ جیسے مقتدی کو حدث ہوا تو واجب ہے کہ واپس آئے اور اگر امام کے فارغ ہونے سے پہلے دوسری جگہ ادا کی تو بنا جائز نہیں۔ اسی طرح امام کو حدث لاحق ہوا۔ اور کسی شخص کو خلیفہ بنا کر وضو کرنے چلا گیا اور وضو سے فارغ ہو گیا۔ لیکن وہ خلیفہ ابھی تک نماز سے فارغ نہیں ہوا تو اُس پر واجب ہے کہ لوٹ کر اُسی خلیفہ کے پیچھے نماز کو پورا کرے اگر نہ لوٹا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اُس پر بنا کرنا درست نہ ہوگا۔ (۱۳) امام تھا تو ایسے کو خلیفہ نہ بنایا ہو جو لائق امامت نہیں۔

مسئلہ:۔ جیسے امام کو حدث لاحق ہوا اور اُس نے کسی بچے کو خلیفہ بنایا تو امام کی بھی نماز فاسد ہوگئی اور قوم کی بھی نہ امام بنا کر سکتا ہے نہ قوم۔

نماز میں خلیفہ بنانے کا اسلامی طریقہ

نماز میں امام کو حدث ہو تو اُن شرائط کے ساتھ جو اوپر مذکور ہوئیں دوسرے

کو باقی نماز کے ادا کرنے میں خلیفہ کر سکتا ہے۔ اس کو فقہائے کرام کی اصطلاح میں استخلاف کہتے ہیں۔ یہ استخلاف نماز جنازہ میں بھی ہو سکتا ہے۔

مسئلہ:۔ جس موقع پر بنا جائز ہے وہاں استخلاف صحیح ہے اور جہاں بنا صحیح نہیں استخلاف بھی صحیح نہیں۔

مسئلہ:۔ جو شخص اس محدث کا امام ہو سکتا ہے وہ خلیفہ بھی ہو سکتا ہے۔ اور جو امام نہیں بن سکتا وہ خلیفہ بھی نہیں ہو سکتا۔

مسئلہ:۔ جب امام کو حدث ہو جائے تو ناک بند کر کے کہ لوگ نکسیر گمان کریں، پیٹھ جھکا کر پیچھے ہٹے۔ اور اشارے سے کسی کو خلیفہ بنائے۔ خلیفہ بنانے میں بات نہ کرے۔

مسئلہ:۔ میدان میں نماز ہو رہی ہے تو جب تک صفوں سے باہر نہ گیا خلیفہ بنا سکتا ہے۔ اور مسجد میں ہے تو جب تک مسجد سے باہر نہ ہو۔ استخلاف ہو سکتا ہے۔

مسئلہ:۔ مکان اور چھوٹی عیدگاہ مسجد کے حکم میں ہے۔ بڑی مسجد اور بڑا مکان اور بڑی عیدگاہ میدان کے حکم میں ہے۔

مسئلہ:۔ امام نے کسی کو خلیفہ نہ کیا بلکہ قوم میں سے کسی نے بنا دیا۔ یا خود ہی امام کی جگہ پر نیت امامت کر کے کھڑا ہو گیا۔ تو یہ خلیفہ امام ہو جائے گا۔ اور محض امام کی جگہ پر چلے جانے سے امام نہ ہو گا۔ جب تک نیت امامت نہ کرے۔

مسئلہ:۔ امام کے لیے اولی یہ ہے کہ مسبوق کو خلیفہ نہ بنائے بلکہ کسی اور کو اور جو مسبوق ہی کو خلیفہ بنائے تو اسے چاہیے کہ قبول نہ کرے۔ اور قبول کر لیا تو ہو جائیگا۔

مسئلہ:۔ اگر مسبوق کو خلیفہ بنا دیا۔ تو جہاں سے امام نے ختم کیا ہے۔ مسبوق وہیں سے شروع کرے۔ رہا یہ کہ مسبوق کو کیا معلوم کہ کتنی نماز باقی ہے۔ لہذا امام

اُسے اشارے سے بتادے۔ مثلاً ایک رکعت باقی ہے تو ایک انگلی سے اشارہ کرے دو ہوں تو دو سے رکوع کرنا ہو تو گھٹنے پر ہاتھ رکھ دے۔ اور سجدے کے لیے پیشانی پر۔ قرأت کے لیے منھ پر سجدہ تلاوت کے لیے پیشانی اور زبان پر اور سجدہ سہو کے لیے سینے پر رکھے اور اگر اس مسبوق کو معلوم ہو تو اشارے کی کچھ حاجت نہیں۔

مسئلہ:۔ چار رکعت والی نماز میں ایک شخص نے اقتدار کی پھر امام کو حدث ہوا ہو تو اسے خلیفہ کیا اور اسے معلوم نہیں کہ امام نے کتنی پڑھی اور کیا باقی ہے تو یہ چار رکعت پڑھے اور ہر رکعت پر قعدہ کرے۔

مسئلہ:۔ مسبوق کو خلیفہ کیا تو امام کی نماز پوری کرنے کے بعد سلام پھیرنے کے لیے کسی مدرک کو مقدم کرے کہ وہ سلام پھیرے۔

مسئلہ:۔ لاحق کو خلیفہ بنایا تو اسے حکم ہے کہ جماعت کی طرف اشارہ کردے کہ اپنے حال پر سب لوگ رہیں۔ یہاں تک کہ جو اُس کے ذمے ہے اُسے پورا کرکے نماز امام کی تکمیل کرے۔ اور اگر پہلے امام کی نماز پوری کردی تو جب سلام کا موقع آئے تو کسی کو سلام پھیرنے کے لیے خلیفہ بنائے اور خود اپنی پوری کرے۔

مسئلہ:۔ امام نے ایک کو خلیفہ بنایا۔ اور اُس خلیفہ نے دوسرے کو خلیفہ کردیا تو اگر امام کے مسجد سے باہر ہونے اور خلیفہ کے امام کی جگہ پر پہنچنے سے پہلے یہ ہوا تو جائز ہے ورنہ نہیں۔

مسئلہ:۔ اگر شدت سے پائخانہ پیشاب معلوم ہوا کہ نماز پوری نہیں کرسکتا تو استخلاف جائز نہیں۔ یوہیں اگر پیٹ میں درد شدید ہوا کہ کھڑا نہیں رہ سکتا تو بیٹھ کر پڑھے استخلاف جائز نہیں۔

مسئلہ :- امام کو حدث ہوا اور کسی کو خلیفہ بنایا اور خلیفہ نے ابھی نماز پوری نہیں کی ہے کہ امام وضو سے فارغ ہو گیا تو اُس کو واجب ہے کہ واپس آئے۔ اور نماز کو خلیفہ کے پیچھے پوری کرے۔ اور اگر خلیفہ پوری کر چکا ہے تو اسے اختیار ہے کہ وہیں پوری کرے یا موضع اقتدا میں آئے۔ یوہیں منفرد کو اختیار ہے۔

نماز باجماعت کے اسلامی خصوصیات

حدیث :- رحمت عالم نورِ مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ نماز باجماعت تنہا پڑھنے سے ستائیس درجے زیادہ ہے۔

حدیث :- رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جس نے کامل وضو کیا پھر نماز فرض کے لیے چلا اور امام کے ساتھ پڑھی اس کے گناہ بخشدیئے جائیں گے۔

محبوبِ خدا پر ارضی وسماوی ہر چیز کا انکشاف

حدیث :- سرور انبیاء محبوبِ کبریا جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ میں نے اپنے رب کو نہایت جمال کے ساتھ تجلّی فرمائے ہوئے دیکھا۔ اُس نے فرمایا اے محمد میں نے عرض کی لَبَّیْکَ وَسَعْدَیْکَ۔ حاضر ہوں حاضر ہوں۔ اُس نے فرمایا تمھیں معلوم ہے کہ ملائکۂ مقربین کس بات میں بحث کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ مجھ کو علم نہیں۔ رب تبارک وتعالیٰ نے اپنے دست قدرت میرے شانوں کے درمیان رکھا۔ یہاں تک کہ اُس کی ٹھنڈک مجھے

اپنے سینے میں محسوس ہوئی) تو اُس فیض ربانی سے، مجھکو سارے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز کا علم حاصل ہوگیا۔ پھر رب نے فرمایا۔ اے محمدؐ جانتے ہو کہ ملائکہ مقربین کس بات میں بحث کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کی ہاں درجات کے بارے میں اور کفارات کے بارے میں اور جماعتوں کی طرف چلنے کے بارے میں اور اس امر میں کہ جس نے اُن پر محافظت کی خیر کے ساتھ زندہ رہے گا اور خیر کے ساتھ مرے گا۔ اور اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے۔ جیسے اُس دن کہ اپنی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ رب نے فرمایا اے محمدؐ میں نے عرض کی لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ فرمایا جب نماز پڑھو تو یہ دعا کرو۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ وَتَرْكَ الْمُنْكَرَاتِ وَحُبَّ الْمَسَاكِیْنِ وَاِذَا اَرَدْتَ بِعِبَادِكَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِیْ اِلَیْكَ غَیْرَ مَفْتُوْنٍ۔ (ترجمہ) اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں نیکیوں کے کرنے کی توفیق کا اور برائیوں کے چھوڑنے کی توفیق کا۔ اور میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مسکینوں کی محبت میرے قلب میں ڈال دے۔ اور جب تو ارادہ فرمائے کہ بندوں کو کسی فتنے میں مُبتلا کرے تو مجھے فتنہ میں مُبتلا کیے بغیر اپنی طرف اٹھا لیجیو۔ فرمایا اور درجات (جن کے بارے میں فرشتے گفتگو کر رہے تھے) یہ ہیں سلام عام کرنا یعنی ہر مسلمان کو سلام کرنا خواہ اس کو پہچانتا ہو یا نہ پہچانتا ہو اور کھانا کھلانا یعنی بھوکوں کو۔ مسکینوں کو۔ مہمانوں وغیرہ کو۔ اور رات میں نماز پڑھنا جب لوگ سوتے ہوں (یہ وہ چیزیں ہیں جن سے اللہ تعالیٰ درجات بلند فرماتا ہے)

جماعت کے بعد جماعت

حدیث:۔ ترمذی شریف میں جلیل القدر صحابی ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سے روایت ہے کہ ایک صاحب مسجد میں حاضر ہوئے۔ اُس وقت کہ رسُول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نماز باجماعت پڑھ چکے تھے فرمایا ہے کہ کوئی اُس پر صدقہ کرے یعنی اُس کے ساتھ نماز پڑھ لے تاکہ اُسے جماعت کا ثواب مل جائے۔ ایک صاحب (یعنی ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ) نے اُن کے ساتھ نماز پڑھی۔

حدیث: ۔ ایک دن صبح کی نماز پڑھ کر نبی صلیؐ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ فلاں حاضر ہے لوگوں نے عرض کی نہیں۔ پھر فرمایا فلاں حاضر ہے' لوگوں نے عرض کی نہیں۔ ارشاد فرمایا۔ یہ دونوں نمازیں (فجر اور عشاء) منافقین پر بہت گراں ہیں اگر جانتے کہ اِن میں کیا (ثواب) ہے تو گھٹنوں کے بل گھسٹتے آتے اور بیشک پہلی صف فرشتوں کے صف کے مثل ہے اگر تم جانتے کہ اس کی فضیلت کیا ہے تو اُس کی طرف سبقت کرتے۔ مرد کی ایک مرد کے ساتھ نماز بہ نسبت تنہا کے زیادہ پاکیزہ ہے اور دو کے ساتھ بہ نسبت ایک کے زیادہ اچھی اور جتنے زیادہ ہوں اللہ عزّ وجلّ کے نزدیک زیادہ محبوب ہیں۔

صفوں کا اسلامی امتیاز

حدیث: ۔ ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان فرمایا کہ سرکار دو عالم صلیؐ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ اور اُس کے فرشتے صفِ اوّل پر درود بھیجتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کی اور دوسری صف پر۔ فرمایا اللہ اور اُس کے فرشتے صفِ اوّل پر درود بھیجتے ہیں۔ لوگوں نے عرض کی اور دوسری پر فرمایا اور دوسری پر بھی۔ پھر فرمایا صفوں کو برابر کرو اور مونڈھوں کو مقابل کرو۔ اور اپنے بھائیوں

کے ہاتھوں میں نرم ہو جاؤ اور کشادگیوں کو بند کرو۔ کہ شیطان بھیڑ کے بچہ کی طرح تمھارے درمیان داخل ہو جاتا ہے۔

حدیث:۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم ہماری صفیں تیر کی طرح سیدھی کرتے۔ یہاں تک کہ خیال فرمایا کہ اب ہم سمجھ گئے۔ پھر ایک دن تشریف لائے اور نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور قریب تھا کہ تکبیر کہیں کہ ایک شخص کا سینہ صف سے نکلا دیکھا۔ فرمایا اے اللہ کے بندو صفیں برابر کرو۔ ورنہ تمھارے اندر اللہ تعالیٰ اختلاف ڈال دے گا۔

حدیث:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم فرماتے ہیں کہ مردوں کی سب صفوں میں بہتر پہلی صف ہے۔ اور سب میں کمتر پچھلی۔ اور عورتوں کی سب صفوں میں بہتر پچھلی ہے اور کمتر پہلی۔

عورت کا نماز پڑھنا کہاں بہتر ہے

حدیث:۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ نبی مکرم رسول معظم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔ عورت کا دالان میں نماز پڑھنا صحن میں پڑھنے سے بہتر ہے اور کوٹھری میں دالان سے بہتر یعنی زیادہ سے زیادہ پردہ عورت کے حق میں بہتر ہے۔

حدیث:۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ خلیفۂ اعظم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا۔ ہر آنکھ زنا کرنے والی ہے (یعنی جو اجنبی کی طرف نظر کرے) اور بیشک عورت عطر لگا کر مجلس میں جائے تو ایسی اور ایسی ہے (یعنی زانیہ ہے)

جماعت کے مسائل

مسئلہ :۔ عاقل. بالغ. حُر. قادر پر جماعت واجب ہے. بلا عذر ایک بار بھی چھوڑنے والا گناہ گار اور مستحق سزا ہے۔ اور کئی بار ترک کرے تو فاسق مردود الشہادۃ ہے اور اُس کو سخت سزا دی جائے گی۔ اگر پڑوسیوں نے سکوت کیا تو وہ بھی گنہگار ہوئے۔

مسئلہ :۔ جمعہ وعیدین میں جماعت شرط ہے اور تراویح میں سنّت کِفایہ جس کے معنیٰ یہ ہیں کہ محلہ کے سب لوگوں نے ترک کی تو سب نے بُرا کیا اور کچھ لوگوں نے قائم کر لی تو باقیوں کے سر سے جماعت ساقط ہو گئی اور رمضان کے وتر میں جماعت مستحب ہے نوافل اور علاوہ رمضان کے وتر میں جماعت کرنا اگر تداعی کے طور پر ہو تو مکروہ ہے. تداعی کے یہ معنیٰ ہیں کہ تین سے زیادہ مقتدی ہوں سورج گہن میں جماعت سُنّت ہے اور چاند گہن میں تداعی کے ساتھ مکروہ ہے۔

مسئلہ :۔ اگر وضو میں تین تین بار اعضاء دھوتا ہے تو رکعت جاتی رہے گی۔ تو افضل یہ ہے کہ تین تین بار نہ دھوئے اور رکعت نہ جانے دے۔ اور اگر جانتا ہے کہ رکعت تو مل جائے گی مگر تکبیر اولیٰ نہ ملے گی تو تین تین بار دھوئے۔

مسئلہ :۔ مسجد محلہ میں جس کے لیے امام مقرر ہو۔ محلے کے امام نے اذان واقامت کے ساتھ بطریق مسنون جماعت پڑھ لی ہو تو اذان واقامت کے ساتھ ہیئت اولیٰ پر دوبارہ جماعت قائم کرنا مکروہ ہے۔ اور اگر بے اذان دوسری جماعت ہوئی تو حرج نہیں جب کہ محراب سے ہٹ کر دوسری جماعت کا امام کھڑا ہو اور اگر

پہلی جماعت بغیر اذان ہوئی یا آہستہ اذان ہوئی یا غیروں نے جماعت قائم کی تو پھر جماعت قائم کی جائے اور یہ جماعت دوسری جماعت نہ ہوگی۔ ہیئت بدلنے کے لیے امام کا محراب سے داہنے یا بائیں ہٹ کر کھڑا ہونا کافی ہے۔ شارعِ عام کی مسجد میں لوگ جوق در جوق آتے اور پڑھ کر چلے جاتے ہیں۔ یعنی اس کے نمازی مقرر نہ ہوں اُس میں اگرچہ اذان و اقامت کے ساتھ دوسری جماعت قائم کی جائے کوئی حرج نہیں بلکہ یہی افضل ہے کہ جو گروہ آئے نئی اذان و اقامت سے جماعت قائم کرے۔ یوہیں اسٹیشن و سرائے کی مسجدوں کا حکم ہے۔

جماعت ترک کرنے کے اسلامی عُذر

مریض[1] جسے مسجد تک جانے میں مشقت ہو۔ اپاہج[2] ہو۔ جس کا پاؤں[3] کٹ گیا ہو۔ جس پر[4] فالج گرا ہو۔ اتنا بوڑھا[5] کہ مسجد تک جانے سے عاجز ہے۔ اندھا[6] اگرچہ اندھے کے لیے کوئی ایسا ہو جو ہاتھ پکڑ کر مسجد تک پہنچا دے۔ سخت[7] بارش۔ اور شدید[8] کیچڑ کا حائل ہونا۔ سخت[9] سردی۔ سخت[10] تاریکی۔ آندھی[11]۔ مال[12] یا کھانے کے تلف ہونے کا اندیشہ۔ قرض خواہ[13] کا خوف ہے اور یہ تنگدست ہے۔ ظالم[14] کا خوف۔ پائخانہ[15]۔ پیشاب[16]۔ ریاح[17] کی حاجت شدید ہے۔ کھانا[18] حاضر ہے اور نفس کو اُس کی خواہش ہو۔ قافلہ[19] چلا جانے کا اندیشہ ہے۔ مریض کی تیمارداری[20] کہ جماعت کے لیے جانے سے اُس کو تکلیف ہوگی اور گھبرائے گا یہ سب ترک جماعت کیلیے عذر ہیں۔

مسئلہ: عورتوں کو کسی نماز میں جماعت کی حاضری جائز نہیں۔ دن کی نماز ہو یا رات کی جمعہ ہو یا عیدین خواہ وہ جوان ہوں یا بوڑھیاں یوہیں وعظ کی مجلس

میں بھی جانا ناجائز ہے۔ بشرطیکہ پردہ کا انتظام نہ ہو۔

مقتدی کہاں کھڑا ہو

اکیلا مقتدی مرد اگرچہ لڑکا ہو۔ امام کی برابر داہنی جانب کھڑا ہو بائیں طرف یا پیچھے کھڑا ہونا مکروہ ہے دو مقتدی ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں برابر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے۔ اور دو سے زائد کا امام کے برابر کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ:۔ امام کے برابر کھڑے ہونے کے یہ معنی ہیں کہ مقتدی کے پاؤں کا گٹا امام کے گٹے سے آگے نہ ہو۔ سر کے آگے پیچھے ہونے کا کچھ اعتبار نہیں۔ پس اگر امام کے برابر کھڑا ہوا اور چونکہ مقتدی امام سے دراز قد ہے لہذا سجدے میں مقتدی کا سر امام سے آگے ہوتا ہے مگر پاؤں کا گٹا گٹے سے آگے نہ ہو تو حرج نہیں یوہیں اگر مقتدی کے پاؤں بڑے ہوں کہ انگلیاں امام سے آگے ہیں۔ جب بھی حرج نہیں بشرطیکہ گٹا آگے نہ ہو۔

مسئلہ:۔ اگر امام اشارے سے نماز پڑھتا ہو تو گٹے کی برابری معتبر نہیں بلکہ اس صورت میں شرط یہ ہے کہ مقتدی کا سر امام کے سر سے آگے نہ ہو اگرچہ مقتدی کا گٹا امام سے آگے ہو خواہ اس صورت میں امام رکوع یا سجود سے نماز پڑھتا ہو یا اشارے سے بیٹھ کر یا لیٹ کر قبلے کی طرف پاؤں پھیلا کر اور اگر امام کروٹ پر لیٹ کر اشارے سے پڑھتا ہو تو اس صورت میں سر کی برابری بھی نہ لی جائے گی بلکہ شرط یہ ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے لیٹا ہو۔

مسئلہ:۔ مقتدی اگر ایک قدم پر کھڑا ہے تو برابری میں اسی قدم کے گٹے کا

اعتبار ہے اور دونوں پاؤں پر کھڑا ہوا مگر ایک کا گٹا برابر ہے اور ایک کا پیچھے تو نماز صحیح ہے اور اگر ایک برابر ہے اور ایک آگے تو نماز صحیح نہ ہوگی۔

مسئلہ:۔ ایک شخص امام کی برابر کھڑا تھا پھر ایک اور آیا تو امام آگے بڑھ جائے اور وہ آنے والا اُس مقتدی کی برابر کھڑا ہوجائے یا مقتدی پیچھے ہٹ آئے خود یا آنے والے کے کھینچنے سے تکبیر کے بعد یا پہلے۔ یہ سب صورتیں جائز ہیں۔ جو ہوسکے کرے مگر جب کہ مقتدی ایک ہو تو اُس کا پیچھے ہٹنا افضل ہے۔ اور دو ہوں تو امام کا آگے بڑھنا اگر مقتدی کے کہنے سے امام آگے بڑھا یا مقتدی پیچھے ہٹا مگر اِس نیت سے کہ یہ کہتا ہے اُس کی مانوں تو نماز فاسد ہوجائے گی اور اگر حکم شرع بجالانے کے لیے ہٹا تو کچھ ہرج نہیں۔

صفوں کی ترتیب کا اسلامی طریقہ

مرد اور بچّے خنثیٰ اور عورتیں جمع ہوں تو صفوں کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے مردوں کی صف ہو پھر بچّوں کی پھر خنثیٰ کی پھر عورتوں کی اور بچّہ تنہا ہو تو مردوں کی صف میں داخل ہوجائے۔

مسئلہ:۔ مردوں کی پہلی صف جو امام سے قریب ہے دوسری سے افضل ہے اور دوسری تیسری سے وعلیٰ ہٰذا القیاس مگر پہلی صف کا افضل ہونا غیر نمازِ جنازہ میں ہے اور نمازِ جنازہ میں آخر صف افضل ہے۔

مسئلہ:۔ پہلی صف میں جگہ ہو اور پچھلی صف بھر گئی ہو تو اُس کو چیر کر جائے اور اُس خالی جگہ میں کھڑا ہو۔ اِس کے لیے حدیث میں فرمایا کہ جو صف میں کشادگی

دیکھ کر اسے بند کر دے اس کی مغفرت ہو جائے گی لیکن یہ حکم وہاں ہے جہاں فتنہ وفساد کا احتمال نہ ہو۔

مسئلہ:۔ امام کو ستونوں کے درمیان کھڑا ہونا مکروہ ہے۔

عورت کی محاذات سے نماز فاسد ہو جانے کے شرائط

عورت اگر مرد کے محاذی ہو تو مرد کی نماز جاتی رہے گی اِس کے لیے چند شرطیں ہیں:۔ (۱) عورت مشتہاۃ ہو یعنی اِس قابل ہو کہ اُس سے جماع ہو سکے اگرچہ نابالغہ ہو اور مشتہاۃ میں سن کا اعتبار نہیں۔ نو برس کی ہو یا اس سے کچھ کم کی جب کہ اُس کا جُثہ اس قابل ہو اور اگر اس قابل نہیں تو نماز فاسد نہ ہو گی اگرچہ نماز پڑھنا جانتی ہو۔ بڑھیا بھی اس مسئلے میں مشتہاۃ ہے۔ یہ عورت اگر مرد کی زوجہ ہو یا محارم میں ہو جب بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (۲) کوئی چیز انگلی برابر موٹی اور ایک ہاتھ اونچی حائل نہ ہو نہ دونوں کے درمیان اتنی جگہ خالی ہو کہ ایک مرد کھڑا ہو سکے نہ عورت اتنی بلندی پر ہو کہ مرد کا کوئی عضو اُس کے کسی عضو سے محاذی نہ ہو۔ (۳) رکوع سجود والی نماز میں یہ محاذات واقع ہو۔ پس اگر نماز جنازہ میں محاذات ہوئی تو نماز فاسد نہ ہو گی۔ (۴) وہ نماز دونوں میں تحریمۃً مشترک ہو یعنی عورت نے اُس کی اقتدا کی یا دونوں نے کسی امام کی اگرچہ شروع سے شرکت نہ ہو پس اگر دونوں اپنی اپنی پڑھتے ہوں تو فاسد نہ ہو گی۔ البتہ مکروہ ہو گی۔ (۵) وہ نماز ادا میں مشترک ہو کہ اُس میں مرد عورت کا امام ہو یا ان دونوں کا کوئی دوسرا امام ہو جس کے پیچھے ادا کر رہے ہیں۔ حقیقتاً یا حکماً مثلاً دونوں لاحق ہوں کہ بعد فراغ امام اگرچہ امام

کے پیچھے نہیں مگر حکماً امام کے پیچھے ہی ہیں اور مسبوق امام کے پیچھے نہ حقیقتاً ہے نہ حکماً بلکہ وہ منفرد ہے۔ (۶) دونوں ایک ہی جہت کو متوجہ ہوں۔ اگر جہت بدل جائے جیسے تاریک شب میں کہ پتہ نہ چلتا ہو ایک طرف امام کا منھ ہے دوسری طرف مقتدی کا یا کعبہ معظمہ میں پڑھی اور جہت بدلی ہو تو نماز ہو جائے گی۔ (۷) عورت عاقلہ ہو مجنونہ کی محاذات میں نماز فاسد نہ ہوگی۔ (۸) امام نے امامت زناں کی نیت کرلی ہو اگرچہ شروع کرتے وقت عورتیں شریک نہ ہوں اور اگر امامت زناں کی نیت نہ ہو تو عورت ہی کی فاسد ہوگی مرد کی نہیں۔ (۹) اتنی دیر تک محاذات رہے کہ ایک کامل رکن ادا ہو جائے۔ یعنی بقدر تین تسبیح کے۔ (۱۰) دونوں نماز پڑھنا جانتے ہوں۔ (۱۱) مرد عاقل بالغ ہو۔

مسئلہ: مرد کے شروع کرنے کے بعد عورت آکر برابر کھڑی ہو گئی اور اُس نے امامت عورت کی نیت بھی کرلی ہے مگر شریک ہوتے ہی پیچھے ہٹنے کو اشارہ کیا۔ لیکن وہ نہ ہٹی تو عورت کی نماز جاتی رہے گی مرد کی نہیں۔ یوہیں اگر مقتدی کے برابر کھڑی ہوئی اور اشارہ کردیا پھر بھی نہ ہٹی تو عورت ہی کی نماز فاسد ہوگی مقتدی کی نہیں۔

مسئلہ: خنثیٰ مشکل کی محاذات مفسد نہیں۔ اسی طرح امرد خوبصورت مشتہیٰ کا مرد کے برابر کھڑا ہونا مفسد نماز نہیں۔

مسجد کے اسلامی خصوصیات

اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں ایک انصاری کا گھر مسجد سے سب سے

زیادہ دور تھا۔ اور کوئی نماز اُن کی خطا نہ ہوتی۔ پنجوقتہ جماعت میں شریک ہوتے تھے۔ اُن سے کہا گیا کاش تم کوئی سواری خرید لو کہ اندھیرے اور گرمی میں اُس پر سوار ہو کر آؤ۔ جواب دیا میں چاہتا ہوں کہ میرا مسجد کو جانا اور پھر گھر کو واپس آنا لکھا جائے اُس پر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ سب جمع کر کے تجھے عطا فرما دیا۔

جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں مسجد نبوی کے گرد کچھ زائد زمینیں خالی ہوئیں بنی سلمہ نے چاہا کہ مسجد کے قریب آجائیں۔ یہ خبر نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو پہنچی (اُن کو مخاطب کر کے فرمایا، مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم مسجد کے قریب اُٹھ آنا چاہتے ہو۔ عرض کی۔ ہاں یا رسول اللہ ارادہ تو ہے فرمایا اے بنی سلمہ اپنے گھروں ہی میں رہو۔ تمہارے قدم لکھے جائیں گے۔ یہ کلمہ دو بار فرمایا۔ بنی سلمہ کہتے ہیں اِسی واسطے ہم کو گھر بدلنا پسند نہ آیا۔

قیامت کے دن سات شخص اللہ کے سائے میں رہیں گے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ سات اشخاص ہیں جن پر اللہ عزوجل سایہ کرے گا۔ اُس دن کے اُس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہیں۔ امام عادل۔ اور وہ جوان جس کی نشو نما اللہ عزوجل کی عبادت میں ہوئی۔ اور وہ شخص جس کا دل مسجد کو لگا ہوا ہے اور وہ دو شخص کہ باہم اللہ کے لیے دوستی رکھتے ہیں۔ اسی پر جمع ہوئے اور اسی پر منفرق ہوئے۔ اور وہ شخص جسے کسی عورت صاحب منصب وجمال نے بلایا۔ اس

نے کہدیا میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اور وہ شخص جس نے کچھ صدقہ کیا اور اسے اتنا چھپایا کہ بائیں ہاتھ کو خبر نہ ہوئی کہ داہنے نے کیا خرچ کیا۔ اور وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا۔ اور آنکھوں سے آنسو بہے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تم جب کسی کو دیکھو کہ مسجد کا عادی ہے تو اُس کے ایمان پر گواہ ہو جاؤ۔ اِس لیے کہ اللہ عزّوجلّ فرماتا ہے۔ مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لائے۔ نیز فرمایا جو مسجد سے اذیت کی چیز نکالے۔ اللہ تعالیٰ اُس کے لیے ایک گھر جنت میں بنائے گا۔ نیز فرمایا ایک ایسا زمانہ آئے گا کہ مسجدوں میں دنیا کی باتیں ہوں گی تم اُن کے ساتھ نہ بیٹھنا کیوں کہ خدا کو اُن سے کچھ کام نہیں۔ نیز فرمایا مسجدوں کو بچوں اور پاگلوں اور خرید و فروخت اور جھگڑے اور آواز بلند کرنے اور وہاں پر شرعی سزائیں قائم کرنے اور تلوار کھینچنے سے بچاؤ۔

سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میں مسجد میں سو رہا تھا۔ ایک شخص نے مجھ پر کنکری پھینکی تو امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں فرمایا۔ جاؤ اُن دونوں شخصوں کو میرے پاس لاؤ (جو مسجد میں باآواز بلند گفتگو کر رہے تھے)۔ میں نے اُن دونوں کو حاضر کیا۔ اُن دونوں سے فرمایا تم کس قبیلے کے ہو یا کہاں کے رہنے والے ہو۔ انھوں نے عرض کی ہم طائف کے رہنے والے ہیں۔ فرمایا اگر تم اہل مدینہ سے ہوتے تو میں تمھیں سزا دیتا (کیونکہ وہاں کے لوگ آدابِ مسجد سے واقف تھے) رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو۔

مسجد کے اسلامی احکام

قبلے کی طرف قصداً پاؤں پھیلانا مکروہ ہے۔ سوتے میں ہو یا جاگتے میں۔ یوہیں قرآن شریف اور کتب شرعیہ کی طرف بھی پاؤں پھیلانا مکروہ ہے۔ ہاں اگر کتابیں اونچے پر ہوں کہ پاؤں کی محاذات اُن کی طرف نہ ہو تو حرج نہیں یا بہت دور ہوں کہ عرفاً کتاب کی طرف پاؤں پھیلانا نہ کہا جائے۔

مسئلہ:۔ نابالغ کا پاؤں قبلہ رُخ کر کے لٹا دیا یہ بھی مکروہ ہے۔ اور کراہت اُس لٹانے والے پر عائد ہوگی۔

مسئلہ:۔ مسجد کی چھت پر وطی و بول و بزار حرام ہے۔ یوہیں جنب اور حیض و نفاس والی عورت کو اُس پر جانا حرام ہے کیونکہ چھت بھی مسجد کے حکم میں ہے۔ اور مسجد کی چھت پر بلا ضرورت چڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ بچے اور پاگل کو جن سے نجاست کا گمان ہو مسجد میں لے جانا حرام ہے ورنہ مکروہ۔ جو لوگ جوتیاں مسجد کے اندر لے جاتے ہیں۔ اُن کو اس کا خیال کرنا چاہیے کہ اگر نجاست لگی ہو تو صاف کرلیں۔ اور جوتا پہنے مسجد میں چلے جانا بے ادبی ہے۔

مسئلہ:۔ مسجد کی دیواروں اور محرابوں پر قرآن لکھنا اچھا نہیں۔ اور جس بچھونے یا مصلے پر اسمائے الٰہی لکھی ہوں اُس کا بچھانا یا کسی اور استعمال میں لانا جائز نہیں اور یہ بھی ممنوع ہے کہ اپنی ملکیت سے اُسے جدا کردے کیونکہ دوسرے کے استعمال نہ کرنے کا کیا اطمینان لہذا واجب ہے کہ اُس کو سب سے اُوپر کسی ایسی جگہ رکھیں کہ اُس کے اوپر کوئی چیز نہ ہو۔

اشعار لکھے دسترخوان کا اسلامی حکم

بعض دسترخوان پر اشعار چھاپ دیتے ہیں اُن کا بچھانا اور اُن پر کھانا شرعاً ممنوع ہے آجکل کثرت سے لوگ اسمیں گرفتار ہیں اُن کو اس چیز سے اجتناب کرنا چاہیے۔

مسئلہ :۔ مسجد کا کوڑا جھاڑ کر کسی ایسی جگہ نہ ڈالیں جہاں بے ادبی ہو۔

مسئلہ :۔ مسجد میں کنواں نہیں کھودا جاسکتا اور اگر قبل مسجد وہ کنواں تھا اور اب مسجد میں آگیا تو باقی رکھا جائے گا۔

مسجد میں سوال کرنا

حرام ہے۔ اور اُس سائل کو دینا بھی منع ہے۔ مسجد میں گم شدہ چیز تلاش کرنا منع ہے۔ حدیث میں ہے جب دیکھو کہ کوئی گی ہوئی چیز مسجد میں تلاش کرتا ہے تو کہو خدا اُس کو تیرے پاس واپس نہ کرے۔ کیونکہ مسجدیں اِس لیے نہیں بنیں (یعنی یہ چیز آداب مسجد کے خلاف ہے)۔

مسئلہ :۔ مسجد میں شعر پڑھنا ناجائز ہے البتہ اگر وہ شعر حمد و نعت اور منقبت و وعظ اور حکمت کا ہو تو جائز ہے۔

مسجد میں کھانا پینا کس کو جائز ہے

مسجد میں کھانا پینا۔ سونا معتکف کے سوا کسی کو جائز نہیں۔ لہذا جب کھانے پینے وغیرہ کا ارادہ ہو تو اعتکاف کی نیت کرکے مسجد میں جائے کچھ ذکر الٰہی کے بعد کھا پی سکتا ہے۔

مسئلہ:۔ مسجد میں کچا لہسن پیاز کھانا یا کھا کر جانا جائز نہیں جب تک کہ بو باقی ہو۔ کیونکہ فرشتوں کو اُس سے تکلیف ہوتی ہے۔ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ جو اُس بدبودار درخت سے کھائے وہ ہماری مسجد کے قریب نہ آئے۔ اس لیے کہ ملائکہ کو اُس چیز سے ایذا ہوتی ہے جس سے آدمی کو ہوتی ہے۔ یہی حکم ہر اُس چیز کا ہے جس میں بدبو ہو جیسے گندنا۔ مولی۔ مٹی کا تیل۔ وہ دیا سلائی جس کے رگڑنے میں بو اُڑتی ہے۔ ریاح خارج کرنا۔ جس کو گندہ دہنی کا عارضہ ہو یا کوئی بدبودار زخم ہو۔ یا کوئی دوا بدبودار لگائی ہو۔ تو جب تک بو منقطع نہ ہو اُس کو مسجد میں آنے کی ممانعت ہے۔

مسجد کو چوپال نہ بنائیے

مباح باتیں بھی مسجد میں کرنے کی اجازت نہیں۔ نہ آواز بلند کرنا جائز۔ حدیث میں ہے کہ مسجد میں مباح باتیں کرنا نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے لکڑیوں کو آگ کھا جاتی ہے۔ افسوس کہ اس زمانے میں مسجدوں کو لوگوں نے چوپال بنا رکھا ہے یہاں تک کہ بعضوں کو مسجدوں میں گالیاں بکتے دیکھا جاتا ہے۔ اَلْعِیَاذُ بِاللّٰہِ تَعَالیٰ مسجد میں آنے کے بعد بجائے ذکرِ الٰہی کے دنیوی باتیں کرتے ہیں۔ مقدمات کا ذکر۔ وکیلوں کی بحث کا تذکرہ۔ گواہوں کی گواہی کا بیان وغیرہ وغیرہ خرافات میں مشغول ہو جاتے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت دے۔ آمین۔

مسئلہ:۔ تنخواہ دار معلم کو مسجد میں بیٹھ کر تعلیم کی اجازت نہیں۔ اور اگر تنخواہ دار نہ ہو تو اجازت ہے۔

مسئلہ:۔ مسجد کا چراغ گھر لے جانا جائز نہیں اور مسجد میں تہائی رات تک چراغ جلا سکتے ہیں۔ اگرچہ جماعت ہو چکی ہو اس سے زیادہ کی اجازت نہیں۔ ہاں اگر واقف نے شرط کر دی ہو یا وہاں تہائی رات سے زیادہ جلانے کی عادت ہو تو جلا سکتے ہیں۔ اگرچہ شب بھر کی ہو۔

مسجد میں امام کے تقرر اور دیگر امور کا حق کس کو ہے

جس نے مسجد بنوائی تو مرمت اور لوٹے۔ چٹائی۔ چراغ۔ بتی وغیرہ کا حق اُسی کو ہے۔ اور اذان و اقامت و امامت کا اہل ہے تو اُس کا بھی وہی مستحق ہے۔ ورنہ اس کی رائے سے ہو یو ہیں اُس کے بعد اُس کی اولاد اور کنبے والے غیروں سے اولیٰ ہیں۔

مسئلہ:۔ بانی مسجد نے ایک کو امام و مؤذن مقرر کیا اور اہل محلہ نے دوسرے کو تو اگر وہ افضل ہے جسے اہل محلہ نے پسند کیا ہے تو وہی بہتر ہے اور اگر برابر ہوں تو جسے بانی نے پسند کیا ہے وہ ہو گا۔

مسجدوں کے مراتب

سب مسجدوں سے افضل مسجد حرام شریف ہے۔ پھر مسجد نبوی۔ پھر مسجد قدس پھر مسجد قبا۔ پھر اور جامع مسجدیں پھر مسجد محلہ۔ پھر شارع عام کی مسجد۔

مسئلہ:۔ مسجد محلہ میں نماز پنجگانہ پڑھنا۔ اگرچہ جماعت قلیل ہو۔ مسجد جامع سے افضل ہے۔ اگرچہ وہاں بڑی جماعت ہو بلکہ اگر مسجد محلہ میں جماعت نہ ہوئی ہو تو تنہا جائے اور اذان و اقامت کہے نماز پڑھے۔ یہ مسجد جامع کی جماعت سے افضل ہے۔

مسئلہ: ۔ جب چند مسجدیں برابر ہوں تو وہ مسجد اختیار کرے جس کا امام زیادہ علم وصلاح والا ہو اور اگر اس میں برابر ہوں۔ تو جو زیادہ قریب ہو۔

مسئلہ: ۔ مسجد محلّہ کا امام اگر معاذ اللہ زانی یا سود خوار یا اُس میں اور کوئی ایسی خرابی ہو جس کی وجہ سے اُس کے پیچھے نماز منع ہو تو مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد کو جائے اور اگر اُس سے ہو سکتا ہو تو اُس امام کو مَعزُول کر دے۔

مسئلہ: ۔ اذان کے بعد مسجد سے نکلنے کی اجازت نہیں۔ حدیث میں فرمایا کہ اذان کے بعد مسجد سے نہیں نکلتا مگر منافق لیکن اِس حکم سے وہ شخص مستثنیٰ ہے جو کسی کام کے لیے گیا اور جماعت قائم ہونے سے پہلے واپسی کا ارادہ رکھتا ہے۔ یوہیں جو شخص دوسری مسجد کی جماعت کا منتظم ہو تو اُسے چلا جانا چاہیے۔

مسئلہ: ۔ اگر اُس وقت کی نماز پڑھ چکا ہے تو اذان کے بعد مسجد سے جا سکتا ہے۔ مگر ظہر و عشاء میں اقامت ہو گئی ہو تو نہ جائے نفل کی نیت سے شریک ہونے کا حکم ہے۔ اور باقی تین نمازوں میں اگر تکبیر ہوئی اور یہ تنہا پڑھ چکا ہے تو باہر نکل جانا واجب ہے۔

نمازِ عصر کا وقت

وقت ظہر ختم ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے۔ اور آفتاب ڈوبنے تک رہتا ہے لیکن وقتِ عصر دو قسم پر ہے۔ کامل اور ناقص وقت ظہر ختم ہونے کے بعد سے غروب میں بیسؔ منٹ رہ جانے تک وقت کامل ہے۔ پھر غروب تک وقت ناقص ہے جس کو مکروہ بھی کہتے ہیں۔

اُن بلاد میں وقت عصر کم از کم ایک گھنٹہ پینتیس منٹ اور زیادہ سے زیادہ ۲ گھنٹے چھ منٹ ہوتا ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔ ۲۴/اکتوبر سے آخر ماہ تک ایک گھنٹہ چھتیس منٹ پھر یکم نومبر سے ۱۸/فروری تک تقریبًا ایک گھنٹہ پینتیس منٹ سال میں یہ سب سے چھوٹا وقت عصر ہے۔ اُن بلاد میں عصر کا وقت کبھی اِس سے کم نہیں ہوتا۔ پھر ۱۹/فروری سے ختم ماہ تک ایک گھنٹہ چھتیس منٹ پھر مارچ کے ہفتہ اوّل میں ایک گھنٹہ سینتیس منٹ۔ ہفتہ دوم میں ایک گھنٹہ اڑتیس منٹ۔ ہفتہ سوم میں ایک گھنٹہ چالیس منٹ۔ پھر ۱۱/مارچ سے آخر ماہ تک ایک گھنٹہ اکتالیس منٹ پھر اپریل کے ہفتہ اوّل میں ایک گھنٹہ تینتالیس منٹ۔ دوسرے ہفتہ میں ایک گھنٹہ پینتالیس منٹ۔ تیسرے ہفتہ میں ایک گھنٹہ اڑتالیس منٹ۔ پھر بیس اپریل سے آخر ماہ تک ایک گھنٹہ پچاس منٹ۔ پھر مئی کے ہفتہ اوّل میں ایک گھنٹہ تریپن منٹ ہفتہ دوم میں ایک گھنٹہ پچپن منٹ۔ ہفتہ سوم میں ایک گھنٹہ اٹھاون منٹ۔ پھر بائیس مئی سے آخر ماہ تک دو گھنٹے ایک منٹ پھر جون کے پہلے ہفتے میں ۲ گھنٹے تین منٹ ہفتہ دوم میں دو گھنٹے چار منٹ ہفتہ سوم میں ۲ گھنٹے پانچ منٹ۔ پھر ۲۲/جون سے آخر ماہ تک دو گھنٹے ۶ منٹ۔ پھر جولائی کے ہفتہ اوّل میں دو گھنٹے پانچ منٹ۔ دوسرے ہفتے میں دو گھنٹے چار منٹ۔ تیسرے ہفتے میں دو گھنٹے دو منٹ۔ پھر ۲۲/جولائی کو دو گھنٹے ایک منٹ۔ اُس کے بعد سے آخر ماہ تک دو گھنٹے۔ پھر اگست کے پہلے ہفتے میں ایک گھنٹہ اٹھاون منٹ۔ دوسرے ہفتے میں ایک گھنٹہ پچپن منٹ۔ تیسرے ہفتے میں ایک گھنٹہ اکیاون منٹ۔ پھر ۲۳/و چوبیس اگست کو ایک گھنٹہ پچاس منٹ پھر اُس کے بعد سے آخر ماہ تک ایک گھنٹہ اڑتالیس منٹ۔ پھر ہفتہ اوّل ستمبر میں ایک

گھنٹہ چھیالیس منٹ۔ دوسرے ہفتے میں ایک گھنٹہ چوالیس منٹ۔ تیسرے ہفتے میں ایک گھنٹہ بیالیس منٹ۔ پھر ۲۳،و ۲۴، ستمبر میں ایک گھنٹہ اکتالیس منٹ۔ پھر اُس کے بعد آخر ماہ تک ایک گھنٹہ چالیس منٹ۔ پھر ہفتہ اوّل اکتوبر میں ایک گھنٹہ اُنتالیس منٹ۔ ہفتہ دوم میں ایک گھنٹہ اَڑتیس منٹ۔ ہفتہ سُوم میں ۲۲، اکتوبر تک ایک گھنٹہ سینتیس منٹ غروب آفتاب سے بیشتر وقت عصر شروع ہوتا ہے۔

مسئلہ:۔ عصر کی نماز میں ابر کے دن تعجیل مستحب ہے ورنہ ہمیشہ تاخیر مستحب ہے مگر نہ اتنی تاخیر کہ قرص آفتاب میں زردی آجائے۔ تجربے سے ثابت ہوا کہ قرص آفتاب میں یہ زردی اُس وقت آجاتی ہے۔ جب غروب میں بیس منٹ باقی رہتے ہیں تو اسی قدر وقت کراہت ہے۔ یوہیں بعد طلوع ۲۰ منٹ کے بعد جواز نماز کا وقت ہو جاتا ہے۔

مسئلہ:۔ تاخیر سے مراد یہ ہے کہ وقت مستحب کے دو حصے کیے جائیں پچھلے حصے میں ادا کریں۔

مسئلہ:۔ عصر کی نماز وقت مستحب میں شروع کی تھی۔ مگر اتنا طول دیا کہ وقت مکروہ آگیا تو اُس میں کراہت نہیں۔

عصر کی نماز اور سنتیں پڑھنے والے کیلیے دعائے رسول

عصر میں آٹھ رکعتیں ہیں۔ پہلے چار رکعتیں سنّت غیر مؤکدہ پھر چار فرض۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اُس شخص پر رحم کرے۔ جس نے

عصر سے پہلے چار رکعتیں پڑھیں۔

حدیث :۔ ام المومنین امّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت فرماتی ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا جو عصر سے پہلے چار رکعت پڑھے اللہ تعالیٰ اُس کے بدن کو آگ پر حرام فرمادے گا۔

محبوب خدا کی محبّت و تعظیم نماز سے زیادہ اہم ہے

فرائض میں زیادہ اہم ارکان اربعہ ہیں۔ یعنی نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ۔ حج اور اِن چاروں میں سب سے زیادہ اہم نماز ہے۔ اور نمازوں میں سب نمازوں سے زیادہ اہم نماز عصر ہے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا۔ حَافِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوۃِ الْوُسْطٰی۔ (ترجمہ) نمازوں کی پابندی کرو خصوصاً نماز عصر کی لیکن محبوبِ خدا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کی تعظیم و محبت نماز عصر سے بھی زیادہ اہم ہے۔ اور یہ اہمیت اِس واقعہ سے ثابت ہوتی ہے کہ غزوہ خیبر سے پلٹتے ہوئے حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے منزل صہبا میں نماز عصر ادا کر کے امیر المومنین حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زانوں پر سر اقدس رکھ کر آرام فرمایا۔ اور امیر المومنین نے ابھی نماز عصر نہ پڑھی تھی۔ جب وقت تنگ ہونے پر آیا تو باین خیال مضطرب ہوئے کہ اگر اٹھتا ہوں تو محبوبِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم کے خواب راحت میں خلل آتا ہے اور اگر بیٹھا رہتا ہوں تو نماز عصر جاتی رہے گی (جو تمام نمازوں سے زیادہ اہم ہے) بالآخر تعظیم و محبت کا پلہ غالب آیا۔ اور شیرِ خدا نے حضور پُر نور کے جگا دینے پر نماز جانے کو گوارا کیا۔ یہاں تک کہ آفتاب ڈوب گیا۔

اب غُروب آفتاب کے بعد محبوب خدا کی چشم حق بیں کھُلی مولیٰ علی کو مضطرب پایا سبب دریافت کیا تو عرض کی یارسول اللہ میں نے عصر کی نماز نہیں پڑھی۔ حضور اقدس صلیٰ اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے دستِ مشکل کُشائی بلند فرمائے۔ اور اپنے رب عَزَّوَجَلَّ سے عرض کی کہ الہیٰ علی تیرے رسول کی خدمت میں تھا۔ پھر آفتاب کو حکم دیا کہ پلٹ آئے فوراً ڈوبا ہوا آفتاب افق غربی سے کھینچا ہوا چلا آیا۔

ماہ شق گشتہ کی صُورت دیکھو کانپ کر مہر کی طلعت دیکھو
مصطفٰے پیارے کی قدرت دیکھو کیسے اعجاز ہوا کرتے ہیں

وقت عصر ہوگیا۔ امیر المومنین نے نماز ادا فرمائی پھر ڈوب گیا۔ دیکھیے اگر خدمتِ رسول نماز سے اہم نہ ہوتی تو شیرِ خدا نماز کا قضا ہونا کبھی گوارا نہ فرماتے۔ نیز حضور اکرم صلیٰ اللہ علیہ وآلہ وسلّم اُن کو تنبیہ فرماتے کہ تم نے فرض الہیٰ کو کیوں ترک کر دیا جب دیکھا تھا کہ وقت جارہا ہے تو ہمیں جگا دیتے اور نماز پڑھ لیتے لیکن نہ مولیٰ علی نے جگایا نہ حضور اقدس نے نہ جگانے پر تنبیہ فرمائی۔ تو معلوم ہوا کہ مولیٰ علی جس کام میں مصروف تھے۔ یعنی خدمتِ رسول وہ نماز سے اہم تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو پسند فرمایا۔ اسی واسطے اُن کو یہ امتیاز عطا فرمایا کہ ڈوبے ہوئے آفتاب کو نماز ادا کرنے کے لیے اُن کی خاطر لوٹا دیا۔

مولیٰ علی نے واری تری نیند پر نماز وہ بھی نماز عصر جو اعلیٰ خطر کی ہے
ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں اصلُ الاصول بندگی اُس تاجور کی ہے

وقت مغرب

غروب آفتاب سے غروب شفق تک ہے. شفق ہمارے مذہب میں اس سپیدی کا نام ہے جو جانبِ مغرب میں سُرخی ڈوبنے کے بعد جنوباً شمالاً صبح صادق کی طرح پھیلی ہوئی رہتی ہے۔ اور یہ وقت ان شہروں میں کم سے کم ایک گھنٹہ اٹھارہ منٹ اور زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹہ پینتیس منٹ ہوتا ہے. فائدہ ہر روز کی صبح اور مغرب دونوں کے وقت برابر ہوتے ہیں۔

مسئلہ:۔ روز ابر کے سوا مغرب میں ہمیشہ تعجیل مستحب ہے۔ اور دو رکعت سے زائد کی تاخیر مکروہ تنزیہی اور اگر بغیر عذر اتنی تاخیر کی کہ ستارے گتھ گئے تو مکروہ تحریمی ہے۔

نماز مغرب

کی سات رکعتیں ہیں۔ پہلے تین فرض پھر دو سنّت مؤکدہ پھر دو نفل۔ سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا کہ مغرب کے بعد کی دو رکعتیں (سنّت) جلد پڑھو کہ وہ فرض کے ساتھ پیش ہوتی ہیں۔ نیز انھیں دو رکعت کے متعلق فرمایا جو شخص بعد نماز مغرب کلام کرنے سے پہلے دو رکعتیں (سنّت) پڑھے اُس کی نماز علیین میں اٹھائی جاتی ہے۔

صلوٰۃ اوّابین

کی چھ رکعتیں ہیں۔

حدیث :۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ تاجدارِ دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص مغرب کے بعد چھ رکعتیں پڑھے اور انکے درمیان میں کوئی بُری بات نہ کہے تو بارہ برس کی عبادت کے برابر کی جائیں گی۔

مسئلہ :۔ اِن چھ رکعتوں میں اختیار ہے کہ سب ایک سلام سے پڑھے یا دو سے یا تین سے اور تین سلام سے یعنی ہر دو رکعت پر سلام پھیرنا افضل ہے۔

وقت عشاء و وتر

غروب شفق سے طلوع فجر تک ہے۔

مسئلہ :۔ اگرچہ عشاء و وتر کا وقت ایک ہے مگر باہم اُن میں ترتیب فرض ہے اگر عشاء سے پہلے وتر کی نماز پڑھ لی تو ہوگی ہی نہیں۔ البتہ بھول کر اگر وتر پہلے پڑھ لیے یا بعد کو معلوم ہوا کہ عشاء کی نماز بے وضو پڑھی تھی۔ اور وتر وضو کے ساتھ تو وتر ہو گئے۔

اُن شہروں کا حکم جہاں عشاء کا وقت نہیں آتا

جن شہروں میں عشاء کا وقت ہی نہ آئے اور شفق ڈوبتے ہی یا ڈوبنے سے پہلے فجر طلوع کر آئے جیسے بلغاریہ لندن کہ اُن جگہوں میں ہر سال چالیس راتیں ایسی ہوتی ہیں کہ عشاء کا وقت آتا ہی نہیں اور بعض دنوں میں سکنڈوں اور منٹوں کے لیے ہوتا ہے تو وہاں والوں کو چاہیے کہ اُن دنوں کے عشاء و وتر کی قضا پڑھیں۔

مسئلہ :۔ عشا میں تہائی رات تک تاخیر مستحب ہے اور آدھی رات تک مُباح یعنی

آدھی رات ہونے سے پہلے فرض پڑھ لینے چاہئیں اور اتنی تاخیر کے رات ڈھل جائے مکروہ ہے۔ اور ابر کے دن عشاء میں تعجیل مستحب ہے۔

مسئلہ:۔ نمازِ عشاء سے پہلے سونا اور بعد نماز دنیا کی باتیں کرنا قصے کہانی کہنا سننا مکروہ ہے ضروری باتیں اور تلاوتِ قرآن مجید اور ذکر اور دینی مسائل اور صالحین کے قصے۔ مہمان سے بات چیت کرنے میں حرج نہیں۔ یوہیں طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ذکرِ الٰہی کے سوا ہر بات مکروہ ہے۔

اوقاتِ مکروہ

طلوع وغروب ونصف النہار اِن تینوں وقتوں میں کوئی نماز جائز نہیں نہ فرض نہ واجب نہ نفل نہ ادا نہ قضا یوہیں سجدۂ تلاوت وسجدہ سہو بھی۔ البتہ اُس روز اگر عصر کی نماز نہیں پڑھی تو اگرچہ آفتاب ڈوبتا ہو پڑھ لے۔ مگر نمازِ عصر میں اتنی تاخیر کرنا حرام ہے۔ طلوع سے مراد آفتاب کا کنارہ ظاہر ہونے سے بیس منٹ تک ہے اور غروب سے مراد جب سے آفتاب پر نگاہ ٹھہرنے لگے ڈوبنے تک ہے۔ یہ وقت بھی بیس منٹ ہوتا ہے۔ نصف النہار سے مراد نصف النہار شرعی سے نصف النہار حقیقی تک ہے۔ جس کو ضحوۂ کبریٰ کہتے ہیں۔ یعنی طلوع فجر سے غروب آفتاب تک آج جو وقت ہے اُس کے برابر برابر دو حصے کریں پہلے حصے کے ختم پر ابتدائے نصف النہار شرعی ہے۔ اور اُس وقت سے آفتاب ڈھلنے تک نماز پڑھنا جائز نہیں۔

مسئلہ:۔ جنازہ اگر اوقاتِ مکروہ میں لایا گیا تو اسی وقت پڑھیں کوئی کراہت نہیں کراہت اُس صورت میں ہے کہ پیشتر سے تیار موجود ہے اور تاخیر کی یہاں تک کہ

وقت کراہت آگیا۔

مسئلہ:۔ اُن اوقات میں آیت سجدہ پڑھی تو بہتر یہ ہے کہ سجدے میں تاخیر کرے۔ یہاں تک کہ وقت کراہت جاتا رہے۔ اور اگر وقت مکروہ ہی میں کرلیا تو بھی جائز ہے اور اگر وقت غیر مکروہ میں پڑھی تھی تو وقت مکروہ میں سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

مسئلہ:۔ اُن اوقات میں تلاوت قرآن مجید بہتر نہیں بہتر یہ ہے کہ ذکر درود شریف میں مشغول رہے۔

بارہ وقتوں میں نوافل پڑھنا منع ہے

اور ان بارہ وقتوں میں سے چھٹے اور بارہویں وقت میں فرائض وواجبات اور نماز جنازہ وسجدۂ تلاوت کی بھی ممانعت ہے (۱) طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک سوائے دو رکعت سنّت فجر کے کوئی نفل نماز جائز نہیں۔

مسئلہ:۔ نماز فجر کے بعد سے طلوع آفتاب تک اگرچہ وقت وسیع باقی ہو اگر سنّت فجر فرض سے پہلے نہ پڑھی تھی اور اب پڑھنا چاہتا ہو تو جائز نہیں۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی شخص طلوع فجر سے پیشتر نماز نفل پڑھ رہا تھا ایک رکعت پڑھ چکا تھا کہ فجر طلوع کر آئی تو دوسری رکعت بھی پڑھ کر پوری کرے۔ اور یہ دونوں سنّت فجر کے قائم مقام نہیں ہوسکتیں۔ اور اگر چار رکعت کی نیّت کی تھی اور ایک رکعت کے بعد طلوع فجر ہوا اور چاروں رکعتیں پوری کرلیں تو اُن میں پچھلی دو رکعتیں سنّت فجر کے قائم مقام ہو جائیں گی۔ (۲) اپنے مذہب کی جماعت کے لیے اقامت ہوئی تو

اقامت سے ختم جماعت تک نفل و سنّت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ اگر نماز فجر قایم ہو چکی اور جانتا ہے کہ سنّت پڑھے گا۔ جب بھی جماعت مل جائے گی اگرچہ قعدے میں شرکت ہوگی تو حکم ہے کہ جماعت سے الگ اور دور سنت فجر پڑھ کر شریک جماعت ہو اور اگر جانتا ہے کہ سنّت میں مشغول ہوگا تو جماعت جاتی رہے گی۔ تو سنتوں کو چھوڑ کر جماعت میں شریک ہو جائے اور جماعت چھوڑ کر سنّتوں میں مشغول رہنا ناجائز اور گناہ ہے۔ اور باقی نمازوں میں اگرچہ جماعت ملنا معلوم ہو سنتیں پڑھنا جائز نہیں۔ (۳) نماز عصر سے آفتاب زرد ہونے تک نفل منع ہے (۴) غروب آفتاب سے فرض مغرب ادا کرنے تک نفل نماز پڑھنا منع ہے (۵) جس وقت امام اپنی جگہ سے خطبۂ جمعہ کے لیے کھڑا ہو۔ اس وقت سے فرض جمعہ ختم ہونے تک نماز نفل مکروہ ہے یہاں تک کہ جمعہ کی سنتیں بھی (۶) عین خطبے کے وقت اگرچہ پہلا ہو یا دوسرا اور جمعہ کا ہو یا خطبۂ عیدین یا کسوف و استسقاء یا حج و نکاح کا ہو ہر نماز حتی کہ قضا بھی ناجائز ہے مگر صاحبِ ترتیب کے لیے خطبۂ جمعہ کے وقت قضا کی اجازت ہے۔

مسئلہ: جمعہ کی سنتیں شروع کرنے کے بعد امام خطبے کے لیے اپنی جگہ سے اٹھا تو چاروں رکعتیں پوری کرے۔ (۷) نماز عیدین سے پیشتر نفل نماز مکروہ ہے خواہ گھر میں پڑھے یا عید گاہ و مسجد میں (۸) نماز عیدین کے بعد نفل مکروہ ہے جب کہ عیدگاہ یا مسجد میں پڑھے۔ گھر میں پڑھنا مکروہ نہیں۔ (۹) حج کے موقع پر عرفات میں جو ظہر و عصر ملا کر پڑھتے ہیں۔ اُن کے درمیان میں اور بعد میں بھی نفل و سنّت مکروہ ہے۔ (۱۰) حج کے موقع پر مزدلفہ میں جو مغرب و عشاء جمع کیے جاتے ہیں۔ فقط اُن کے درمیان میں نفل و سنّت پڑھنا مکروہ ہے۔ بعد میں مکروہ نہیں (۱۱) فرض کا وقت تنگ ہو

تو ہر نماز یہاں تک کہ سنت فجر و ظہر مکروہ ہے (۱۲) جس بات سے دل بٹے اور دفع کر سکتا ہو اسے بے دفع کیے ہر نماز مکروہ ہے مثلاً پائخانہ یا پیشاب یا ریاح کا غلبہ ہو تو ایسی حالت میں نماز مکروہ ہے۔ لیکن جب وقت جاتا ہو تو پڑھ لے بعد میں پھیر لے۔ یوہیں کھانا سامنے آگیا اور اس کی خواہش ہو تو باوجود خواہش نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ فجر اور ظہر کے پورے وقت اوّل سے آخر تک بلا کراہت ہیں ان نمازوں کو اپنے وقت کے جس حصے میں پڑھا جائے گا اصلاً کراہت نہ ہوگی۔

نماز عشاء

کی سترہ رکعتیں ہیں پہلے چار سنت غیرہ مؤکدہ۔ پھر چار فرض پھر دو سنت مؤکدہ پھر دو نفل پھر تین وتر واجب پھر دو نفل۔

نماز وتر

حدیث:۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ حضور پُر نور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔ وتر حق ہے جو وتر نہ پڑھے وہ ہم میں سے نہیں۔

مسئلہ:۔ وتر واجب ہے اگر سہواً یا قصداً نہ پڑھا تو قضا واجب ہے اور صاحبِ ترتیب کے لیے اگر یہ یاد ہے کہ نماز وتر نہیں پڑھی ہے۔ اور وقت میں گنجائش بھی ہے تو فجر کی نماز فاسد ہے۔ خواہ شروع کرنے سے پہلے یاد ہو یا درمیان میں یاد آجائے۔

مسئلہ: وتر کی نماز بیٹھ کر یا سواری پر بغیر عذر نہیں ہو سکتی۔

مسئلہ: نماز وتر تین رکعت ہے اور اس میں قعدہ اولیٰ واجب ہے۔ اور قعدہ اولیٰ میں صرف اَلتَّحِیَّات پڑھ کر کھڑا ہو جائے نہ درود پڑھے نہ سلام پھیرے جیسے مغرب میں کرتے ہیں اسی طرح کرے۔ اور اگر قعدۂ اولیٰ میں بھول کر کھڑا ہو گیا تو لوٹنے کی اجازت نہیں بلکہ سجدۂ سہو کرے۔

وتر پڑھنے کا اسلامی طریقہ

وتر کی تینوں رکعتوں میں مطلقاً قرأت فرض ہے اور ہر ایک میں بعد فاتحہ سورت ملانا واجب۔ تیسری رکعت میں قرأت سے فارغ ہو کر رکوع سے پہلے کانوں تک ہاتھ اٹھا کر اَللّٰہُ اَکْبَر کہے جیسے تکبیر تحریمہ میں کرتے ہیں۔ پھر ہاتھ باندھ لے اور دعائے قنوت پڑھے دعائے قنوت کا پڑھنا واجب ہے اور اس میں کسی خاص دعا کا پڑھنا ضروری نہیں بہتر وہ دعائیں ہیں جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہیں۔ اور ان کے علاوہ کوئی اور دعا پڑھے جب بھی حرج نہیں۔ سب میں زیادہ مشہور دعا یہ ہے۔

دُعائے قنوت

اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ کُلَّہٗ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ اِنَّ عَذَابَکَ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ۔ (ترجمہ) الٰہی ہم تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں۔

اور مغفرت چاہتے ہیں اور تجھ پر ایمان رکھتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں اور ہر بھلائی کے ساتھ تیری ثنا کرتے ہیں اور ہم تیرا شکر کرتے ہیں ناشکری نہیں کرتے اور ہم جدا ہوتے ہیں اور اُس شخص کو چھوڑتے ہیں جو تیرا گناہ کرے۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے ہی لیے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے ہیں اور سعی کرتے ہیں۔ اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک تیرا عذاب کافروں کو پہنچایا جائے گا۔

نفس کی اصلاح کا اسلامی طریقہ

ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ نماز میں نمازی جو کچھ پڑھے اُس کے معنیٰ سمجھا جائے معنیٰ کے سمجھنے سے مختلف فوائد حاصل ہو سکیں گے جیسے عظمت الٰہی محبّت رسول گناہوں سے نفرت عبادات کی جانب رغبت حقوقِ عباد ادا کرنے کی توفیق ظلم سے اجتناب۔ غیبت اور دروغ گوئی سے پرہیز۔ الحاصل اوامر و نواہی بجالانے اور اخلاق فاضلہ حاصل کرنے کی توفیق نصیب ہوگی۔ اس نظریہ کے ماتحت مذکورہ بالا دعائے قنوت کے ہر ہر فقرے پر غور کرتا جائے اور اُس کے معنیٰ سمجھتا جائے اور یہ دیکھتا جائے کہ میں بارگاہ الٰہی میں خداوند قدّوس کو مخاطب کر کے جو کچھ عرض کر رہا ہوں وہ صحیح ہے یا نہیں اور میرے روزمرّہ کے اعمال اِس کے مطابق ہیں یا نہیں اللہ تعالیٰ نے طرح طرح کی نعمتیں عطا فرمائیں اُن کا شکریہ تو یہ تھا کہ بندے کا کوئی قول اور کوئی فعل خدا و رسول کے حکم کے خلاف نہ ہوتا۔ لیکن حقوق اللہ کی ادائیگی میں کوتاہی کی اور حقوق العباد تلف کیے دن میں سینکڑوں مرتبہ جھوٹ بولا۔ غیبت کی اُس کے

باوجود رات کو نمازِ وتر میں کھڑا ہوکر اپنے معبودِ حقیقی کو مخاطب کر کے یوں کہتا ہے۔ نَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ ہم تیرا شکر کرتے ہیں ناشکری نہیں کرتے افسوس کہ بحالت نماز اپنے مولیٰ کو مخاطب کر کے بندہ جھوٹ بولنے کی جسارت کرتا ہے حالانکہ اُس کے مولیٰ پر کوئی چیز مخفی نہیں۔ پس معنیٰ سمجھنے سے بندے کو اِس چیز کا احساس ضرور ہوگا کہ میں بارگاہِ الٰہی میں جو کچھ عرض کر رہا ہوں۔ میرا عمل اس کے مطابق نہیں ۱۲ اور رفتہ رفتہ وہ اپنے اعمال کو اپنے قول کے مطابق کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور اِس طریقہ سے نفس کی اصلاح ہو جائے گی۔

مسئلہ: دعائے قنوت آہستہ پڑھے۔ امام ہو یا منفرد یا مقتدی ادا ہو یا قضا رمضان میں ہو یا اور دنوں میں۔

مسئلہ: اگر دُعائے قنُوت پڑھنا بھول گیا اور رکوع میں چلا گیا تو نہ قیام کی طرف لوٹے نہ رکوع میں پڑھے اور اگر قیام کی طرف لوٹ آیا اور دُعائے قنوت پڑھی اور سجدے میں چلا گیا۔ رکوع نہ کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ گنہگار ہوگا اور اگر صرف اَلْحَمْدُ پڑھ کر رکوع میں چلا گیا تھا تو لوٹے اور سُورتِ و قنوت پڑھے پھر رکوع کرے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔ یوہیں اگر اَلْحَمْدُ بھول گیا اور سورت پڑھ لی تھی تو لوٹے اور فاتحہ و سورت و قنوت پڑھ کر پھر رکوع کرے۔

مسئلہ: قنوت وتر میں مقتدی امام کی متابعت کرے۔ اگر مقتدی قنوت سے فارغ نہ ہوا تھا کہ امام رکوع میں چلا گیا تو مقتدی بھی امام کا ساتھ دے اور اگر امام نے بے قنوت پڑھے رکوع کر دیا۔ اور مقتدی نے ابھی کچھ نہ پڑھا تو مقتدی کو اگر رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو جب تو رکوع کر دے۔ ورنہ قنوت پڑھ کر رکوع میں جائے

اور اس خاص دُعا کی حاجت نہیں جو دُعائے قنوت کے نام سے مشہور ہے بلکہ مطلقاً کوئی دُعا جسے قنوت کہہ سکیں پڑھ لے۔

مسئلہ: بھول کر پہلی یا دوسری میں دُعائے قنوت پڑھ لی تو تیسری میں پھر پڑھے یہی راجح ہے۔

مسئلہ: مسبوق امام کے ساتھ قنوت پڑھے بعد کو نہ پڑھے اور اگر امام کے ساتھ تیسری رکعت کے رکوع میں ملا ہے تو بعد میں جو پڑھے گا اس میں قنوت نہ پڑھے۔

اگر دُعائے قنوت مشہور یاد نہ ہو

یا دُعائے قنوت نہ پڑھ سکے تو یہ پڑھے۔ رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ (ترجمہ، اے ہمارے پروردگار تو ہمکو دنیا اور آخرت میں بھلائی دے اور ہم کو جہنم کے عذاب سے بچا۔

قنوت نازلہ پڑھنے کا اسلامی طریقہ

مسلمانوں پر کوئی حادثہ یا مصیبت نازل ہونے کے ایام میں صرف نماز فجر کی رکعت اخیرہ کے رکوع کے بعد قومہ میں یا رکوع سے پیشتر امام کا دُعائے قنوت نازلہ پڑھنا اور اس میں دفع مصیبت۔ حفاظت مسلمین۔ ہلاکت اعداد کی دُعائیں کرنا جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ نماز سے فارغ ہو کر دُعائیں کی جائیں۔

قنوت نازلہ حضور پُر نُور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے صرف چند روز ایک ماہ یا اس سے کم پڑھی پھر ترک فرما دی تھی اس ترک کا باعث بعض صحابہ

کرام کے خیال مبارک میں تو یہ ہے کہ ضرورت نہ رہی تھی اور بعض صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین یہ فرماتے ہیں کہ قنوت نازلہ منسوخ ہوگئی۔ اِس لیے حضور نے ترک فرمادی تھی۔ الحاصل منسوخیت وعدم منسوخیت صحابہ کرام میں مختلف فیہ ہے۔ ائمہ دین حضرت امام اعظم اور اُن کے صاحبین نے حضرات صحابہ کرام کے دونوں گروہوں کے اقوال وافعال پر نظر کر کے بعد تحقیق و تنقیح یہ نتیجہ اخذ فرمایا کہ قنوت نازلہ صرف نماز فجر میں جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ بعد نماز کے دُعا کی جائے تاکہ خلافِ اولیٰ کا ارتکاب بھی نہ ہو اور مسلمان اختلاف وانتشار سے بھی محفوظ رہیں فجر کے سوا یہ قنوت اور کسی نماز میں جائز نہیں۔ پس جو شخص سوائے فجر کے اور نمازوں میں قنوت پڑھے گا۔ اُس کی نماز قابل اعادہ ہوگی یعنی دوبارہ پڑھنی ہوگی۔

مسئلہ:۔ بہتر یہ ہے کہ وتر کی پہلی رکعت میں سورۃ القدر اور دوسری میں سورۃ الکافرون اور تیسری میں سورۃ اخلاص پڑھے اور کبھی کبھی اور سورتیں بھی پڑھ لیا کرے۔ سورۃ الکافرون اور سورۃ اخلاص کا ترجمہ اور اس کے قدرے حالات بیان کیے جاچکے۔ یہاں صرف سورۃ قدر کا ترجمہ بیان کرتے ہیں۔

سورۃ القدر کا ترجمہ

اِس میں ایک رکوع پانچ آیتیں تیس کلمے ایک سو بارہ حرف ہیں۔ اور یہ سورت مدنی ہے۔ اور بعضوں نے مکی کہا ہے اِنَّا اَنْزَلْنٰهُ فِیْ لَیْلَةِ الْقَدْرِ بیشک ہم نے اسے (یعنی قرآن مجید کو لوح محفوظ سے آسمانِ دنیا کی طرف یکبارگی)، شبِ قدر میں اُتارا (جو شرف وبرکت والی رات ہے)، وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَیْلَةُ الْقَدْرِ اور تم کیا

جانو شبِ قدر کیا ہے۔ لَيْلَةُ الْقَدْرِ خَيْرٌ مِّنْ أَلْفِ شَهْرٍ شبِ قدر (اُن) ہزار مہینوں سے بہتر ہے (جو شبِ قدر سے خالی ہوں۔ اِس ایک رات میں نیک عمل کرنا ہزار راتوں کے عمل سے بہتر ہے)، تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوحُ فِيهَا بِإِذْنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمْرٍ اِس میں فرشتے اور جبرئیل اترتے ہیں (زمین کی طرف) اپنے رب کے حکم سے ہر کام کے لیے۔ (اور جو بندہ کھڑا یا بیٹھا یاد الٰہی میں مشغول ہوتا ہے۔ فرشتے اُس کو سلام اور اُس کے حق میں دُعا و استغفار کرتے ہیں)، سَلٰمٌ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔ شبِ قدر سلامتی ہے صبح چمکنے تک (کہ اللہ تعالیٰ اُس میں خیر ہی مقدر فرماتا ہے۔ بخلاف دوسری راتوں کے کہ اُس میں بلائیں بھی مقدر کی جاتی ہیں)، شبِ قدر کے باقی حالات قدرے تفصیل کے ساتھ ماہ رمضان المبارک کے خصوصیات میں آئیں گے۔ جو ہماری کتاب (اسلامی مہینے) میں درج ہیں۔

دانت مضبوط رکھنے کا اسلامی طریقہ

دانتوں کے مضبوط رہنے اور ہمیشہ قایم رکھنے کے لیے مشائخ کرام سے ایک عمل منقول ہوا ہے جس پر عمل کرنے والے بفضلہ تعالیٰ کامیاب ہیں۔ فقیر کاتب الحروف بھی اِس پر عامل ہے اور اِسی عمل کی برکت سے کُل دانت محفوظ ہیں۔ حالانکہ موجودہ دور میں پچپن چھپن سال کی عمر تک بالعموم کُل دانت باقی نہیں رہتے۔ یہاں پر اُس عمل کو تحریر کیا جاتا ہے تاکہ مسلمان بھائی اِس سے فائدہ حاصل کریں۔ اور وہ یہ ہے کہ ہمیشہ وتر کی پہلی رکعت میں سورہ نصر دوسری رکعت میں سورہ لہب اور تیسری رکعت میں سورہ اخلاص پڑھا کریں کبھی ناغہ نہ ہو۔ سورہ اخلاص

کا ترجمہ اور اُس کے مختصر حالات پہلے بیان کیے جا چکے ہیں۔ اِس وقت سورہ نصر اور سورہ لہب کا ترجمہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

سُورہ نصر کا ترجمہ

یہ سورت مدنی ہے اِس میں ایک رکوع تین آیتیں سترہ کلمے ستتر حرف ہیں۔

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰہِ وَالْفَتْحُ۔ جب اللہ کی مدد اور فتح آئے (اے محبوب تمھارے لیے تمھارے دشمنوں کے مقابلے میں اس سے یا عام فتوحات اسلام مراد ہیں یا خاص فتح مکہ) وَرَأَیْتَ النَّاسَ یَدْخُلُوْنَ فِیْ دِیْنِ اللّٰہِ اَفْوَاجًا۔ اور لوگوں کو تم دیکھو کہ اللہ کے دین میں فوج فوج داخل ہوتے ہیں (جیسا کہ بعد فتح مکہ ہوا کہ لوگ اطراف ارض سے شوق غلامی میں چلے آتے تھے۔ اور شرف اسلام سے مشرف ہوتے تھے) فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّکَ وَاسْتَغْفِرْہُ۔ تو اپنے رب کی ثنا کرتے ہوئے اُس کی پاکی بولو اور اُس سے بخشش چاہو (امت کے لیے) اِنَّہٗ کَانَ تَوَّابًا۔ بیشک وہ بہت توبہ قبول کرنے والا ہے (اس سورت کے نازل ہونے کے بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَاَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ کی بہت کثرت فرمائی۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یہ سورت حجۃ الوداع میں بمقام منیٰ نازل ہوئی تھی اِس کے بعد آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ نازل ہوئی اِس کے نازل ہونے کے بعد اسّی روز سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم دُنیا میں تشریف فرما رہے پھر آیت کلالۃ نازل ہوئی اُس کے بعد حضور پچاس روز تشریف فرما رہے پھر آیت وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْہِ اِلَی اللّٰہِ۔ نازل ہوئی۔ اُس کے بعد حضور اکیس روز

یا سات روز دنیا میں تشریف فرما رہے۔ اس سورۃ مبارکہ کے نازل ہونے کے بعد صحابہ کرام نے سمجھ لیا تھا کہ دین کامل ہو گیا تو اب حضور دنیا میں زیادہ تشریف نہ رکھیں گے۔ چنانچہ اس سورت کے نازل ہونے کے بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبے میں فرمایا کہ ایک بندے کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا چاہے دنیا میں رہے چاہے اُس کی ملاقات قبول کرے۔ اِس بندے نے ملاقات الٰہی اختیار کی۔ یہ سنکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ آپ پر ہماری جانیں ہمارے مال۔ ہمارے آباء۔ ہماری اولادیں سب قربان۔

سُورۃ تبّت کا ترجمہ

یہ سورت مکّی ہے۔ اس میں ایک رکوع پانچ آیتیں بیس کلمے ستّر حروف ہیں۔ جب نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے کوہِ صفا پر پہنچ کر عرب والوں کو دعوت دی۔ ہر طرف سے لوگ آئے۔ اور حضور نے اُن سے اپنے صدق و امانت کی شہادتیں لینے کے بعد فرمایا۔ اِنِّیْ نَذِیْرٌ لَّکُمْ بَیْنَ یَدَیْ عَذَابٍ شَدِیْدٍ۔ (ترجمہ) میں تم کو عذاب شدید سے پیشتر ڈرانے والا ہوں۔ اس پر ابولہب نے حضور سے کہا کہ تم تباہ ہو جاؤ تم نے ہمیں اِس لیے جمع کیا تھا۔ ابولہب کے اِس کہنے پر یہ سورت نازل ہوئی۔ اور اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے جواب دیا۔

تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَھَبٍ وَّتَبَّ تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ۔ اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔ مَآ اَغْنٰی عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا کَسَبَ۔ اُسے کچھ کام نہ آیا اُس کا مال اور

نہ جو کمایا (یعنی اُس کی اولاد ۔جب ابولہب نے پہلی آیت سُنی تو کہنے لگا جو کچھ میرے بھتیجے کہتے ہیں اگر سچ ہے تو میں اپنی جان کے لیے اپنے مال واولاد کو فدیہ کردوں گا۔ اِس آیت میں اُس کا رد فرمایا گیا کہ یہ خیال غلط ہے۔ اُس وقت کوئی چیز کام آنے والی نہیں، سَیَصْلٰی نَارًا ذَاتَ لَہَبٍ وَّامْرَأَتُہٗ حَمَّالَۃَ الْحَطَبِ۔ اب دھنسنا ہے لپٹ مارتی آگ میں وہ اور اُس کی جورو لکڑیوں کا گٹھا سر پر اٹھاتی ہوئی (اُس کا نام اُمِّ جمیل تھا جو ابوسفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بہن تھی۔ رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اُس کو عداوت وعناد تھا۔ باوجودیکہ بہت دولت منداور بڑے گھرانے کی تھی لیکن انتہائی عداوت کے باعث خود اپنے سر پر کانٹوں کا گٹھا لاکر راستے میں ڈالتی تھی: تاکہ حضور اور حضور کے اصحاب کو ایذا وتکلیف پہنچے اور حضور کی ایذارسانی اُس کو اتنی پیاری تھی کہ وہ اِس کام میں دوسرے سے مدد لینا بھی گوارا نہیں کرتی تھی۔ فِیْ جِیْدِہَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ۔ اُس کے گلے میں کھجور کی چھال کا رستہ ہوگا۔ (جس سے کانٹوں کا گٹھا باندھتی تھی۔ ایک روز یہ بوجھ اٹھا کر لارہی تھی کہ تھک کر آرام لینے کے لیے ایک پتھر پر بیٹھ گئی۔ ایک فرشتے نے بحکمِ الٰہی اُس کے پیچھے سے اُس گٹھے کو کھینچا وہ گرا اور رسی سے گلے میں پھانسی لگ گئی جس سے وہ مر گئی)

مسئلہ: جسے آخری شب میں جاگنے پر اعتماد ہو تو بہتر یہ ہے کہ پچھلی رات میں وتر پڑھے۔

مسئلہ: اوّل شب میں وتر پڑھ کر سو رہا۔ پھر پچھلے کو جاگا تو دوبارہ وتر پڑھنا جائز نہیں۔

تہجّد پڑھے بغیر تہجّد کا ثواب

وتر کے بعد دو رکعت نفل پڑھنا بہتر ہے۔ اس کی پہلی رکعت میں اِذَا زُلْزِلَتْ دوسری

میں قُل یٰاَیُّھَا الکٰفِرُوْنَ پڑھنا افضل ہے۔ حدیث میں ہے کہ اگر رات میں نہ اٹھا تو یہ دو رکعتیں تہجد کے قائم مقام ہو جائیں گی۔

مسئلہ:۔ اِن دو رکعتوں کا بھی کھڑے ہو کر پڑھنا بیٹھ کر پڑھنے سے افضل ہے جیسے کہ اور نوافل کا بھی یہی حکم ہے۔ عوام میں یہ غلط مشہور ہے کہ انکو بیٹھ کر پڑھنا افضل ہے۔

سُوْرَۂ اِذَا زُلْزِلَت کا ترجمہ

اس کا نام سورۂ زلزلت بھی ہے۔ ہجرت سے پہلے نازل ہوئی اور بعض نے کہا کہ ہجرت کے بعد اِس میں ایک رکوع آٹھ آیتیں پینتیس کلمے اور ایک سو انتالیس حرف ہیں۔ اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَھَا۔ جب زمین تھرتھرا دی جائے (قیامت قائم ہونے کے نزدیک یا روزِ قیامت، جیسا اُس کا تھرتھرانا ٹھہرا ہے (اور زمین پر کوئی درخت کوئی عمارت کوئی پہاڑ باقی نہ رہے ہر چیز ٹوٹ پھوٹ جائے (وَاَخْرَجَتِ الْاَرْضُ اَثْقَالَھَا۔ اور زمین اپنے بوجھ باہر پھینک دے (یعنی خزانے اور مُردے جو اُس میں ہیں وہ سب نکل کر باہر آپڑیں)، وَقَالَ الْاِنْسَانُ مَالَھَا۔ اور آدمی کہے اُسے کیا ہوا (کہ ایسی مضطرب ہوئی اور اتنا شدید زلزلہ آیا کہ جو کچھ اُس کے اندر تھا۔ سب باہر پھینک دیا۔ یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَھَا بِاَنَّ رَبَّکَ اَوْحٰی لَھَا۔ اُس دن وہ اپنی خبریں بتائے گی (اور جو نیکی بدی اُس پر کی گئی سب بیان کرے گی حدیث شریف میں ہے۔ ہر مرد و عورت نے جو کچھ اُس پر کیا اُس کی گواہی دے گی کہے گی فلاں روز یہ کیا فلاں روز یہ)، اِس لیے کہ تمھارے رب نے اُسے حکم بھیجا (کہ اپنی خبریں بیان کرے اور جو عمل اُس پر کیے گئے تھے اُن کی خبریں دے)، یَوْمَئِذٍ یَّصْدُرُ النَّاسُ اَشْتَاتًا

لِیُرَوۡا اَعۡمَالَھُمۡ۔ اُس دن لوگ اپنے رب کی طرف پھریں گے۔ کئی راہ ہو کر (کوئی داہنی طرف سے ہو کر جنّت کی طرف جائے گا۔ کوئی بائیں جانب سے دوزخ کی طرف) تاکہ وہ اپنا کیا ہوا دکھائے جائیں۔ فَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ خَیۡرًا یَّرَہٗ۔ تو جو ایک ذرے بھر بھلائی کرے اُسے دیکھے گا۔ وَمَنۡ یَّعۡمَلۡ مِثۡقَالَ ذَرَّۃٍ شَرًّا یَّرَہٗ۔ اور جو ایک ذرہ بھر بُرائی کرے اُسے دیکھے گا۔

قیامت میں مومنِ کامل کا اسلامی امتیاز

حضرت ابن عبّاس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ہر مومن (جو کبیرہ گناہ سے مجتنب رہے)۔ اور کافر کو روزِ قیامت اُس کے نیک و بد اعمال دکھائے جائیں گے۔ مومن کو اُس کی نیکیاں اور بدیاں دکھا کر اللہ تعالیٰ بدیاں بخش دے گا۔ اور نیکیوں پر ثواب عطا فرمائے گا اور کافر کی نیکیاں رد کر دی جائیں گی۔ کیونکہ کفر کے سبب اکارت ہو چکیں اور بدیوں پر اُس کو عذاب کیا جائے گا۔ ابتدائے اسلام میں بعض لوگ یہ خیال رکھتے تھے کہ صغیرہ گناہوں پر مواخذہ نہ ہو گا۔ اور بعض قلیل چیز کے صدقہ کرنے سے بایں خیال شرم کرتے تھے کہ اِس پر کیا اجر ملے گا۔ اِس آیت کو نازل کر کے بتایا گیا کہ نیکی تھوڑی سی بھی کار آمد ہوتی ہے اور گناہ چھوٹا سا بھی وبال ہوتا ہے۔ بعض مفسرین نے یہ فرمایا کہ پہلی آیت مومنین کے حق میں ہے اور پچھلی کفّار کے۔ اس تقدیر پر آیت کے معنیٰ یہ ہوں گے کہ ہر مومن اپنی بھلائی کی جزا پائے گا۔ اگرچہ وہ بھلائی ذرہ برابر ہو اور ہر کافر اپنی بُرائی کی سزا پائے گا اگرچہ وہ بُرائی ذرہ برابر ہو۔ اس سورت کی تلاوت ثواب میں نصف قرآن کے برابر ہے پس دو مرتبہ پڑھنے سے

پورے قرآن کا ثواب ملے گا۔

بیماری کا اسلامی امتیاز

فی الحقیقت بیماری بھی ایک بہت بڑی نعمت ہے اس کے منافع بے شمار ہیں اگرچہ آدمی کو بظاہر اس سے تکلیف پہنچتی ہے مگر درحقیقت آرام و راحت کا ایک بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ آتا ہے۔ یہ ظاہری بیماری جس کو آدمی بیماری سمجھتا ہے۔ درحقیقت رُوحانی بیماریوں کا ایک بڑا زبردست علاج ہے۔ حقیقی بیماری روحانی امراض ہیں کیونکہ یہ بہت خوف کی چیز ہے۔ اور اسی کو مرض مہلک سمجھنا چاہیئے۔ بہت موٹی سی بات ہے جس کو ہر شخص جانتا ہے کہ کوئی کتنا ہی غافل ہو مگر جب مرض میں مبتلا ہوتا ہے۔ تو کس قدر خدا کو یاد کرتا ہے اور کس قدر توبہ و استغفار کرتا ہے اور یہ تو بڑے رُتبے والوں کی شان ہے کہ تکلیف کا بھی اسی طرح استقبال کرتے ہیں۔ جیسے راحت کا یہ سمجھتے ہوئے کہ ع۔ آنچہ از دوست می رسد نیکوست۔ مگر ہم جیسے کمزور بندے کو کم از کم اتنا تو کریں کہ صبر و استقلال سے کام لیں۔ اور جزع و فزع کرکے آتے ہوئے ثواب کو ہاتھ سے نہ دیں۔ اور یہ بات تو ہر شخص جانتا ہے کہ بے صبری سے آئی ہوئی مصیبت جاتی نہ رہے گی اور اس بڑے ثواب سے محروم ہو جانا دوہری مصیبت ہے بہت سے نادان بیماری میں نہایت بے جا کلمے بول اٹھتے ہیں بلکہ بعض کفر تک پہنچ جاتے ہیں۔ معاذ اللہ مولیٰ تعالیٰ کی طرف ظلم کی نسبت کر دیتے ہیں۔ ایسے لوگ تو بالکل ہی خَسِرَ الدُّنیَا وَالاٰخِرَۃِ کے مصداق بن جاتے ہیں۔ اب ہم بیماری کے بعض فوائد جن کا ذکر احادیث میں وارد ہوا ہے بیان کرتے ہیں تاکہ

مسلمان اپنے پیارے اور برگزیدہ رسول کے ارشادات بگوش دل سنیں اور اُن پر عمل کریں۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

حدیث: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضور پُر نور نے ارشاد فرمایا مسلمان کو جو اذیت پہنچتی ہے۔ مرض ہو یا اُس کے سوا کچھ اور اللہ تعالیٰ اُس کے گناہوں کو دور فرما دیتا ہے جیسے درخت سے پتے جھڑتے ہیں۔

بُخار کی اسلامی تاثیر

حدیث: حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ام السائب (نامی خاتون)، کے پاس تشریف لے گئے۔ فرمایا تمھیں کیا ہوا جو کانپ رہی ہو عرض کی بخار ہے۔ خدا اس میں برکت نہ کرے۔ فرمایا بخار کو بُرا نہ کہو کیونکہ وہ آدمی کی خطاؤں کو اس طرح دور کرتا ہے جیسے بھٹی لوہے کے میل کو۔

بیماری میں تندرستی کے نیک اعمال بغیر کیے لکھے جاتے ہیں

حدیث: حضرت عبد اللہ بن عُمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بندہ جب عبادت کے اچھے طریقے پر ہو۔ پھر بیمار ہو جائے تو جو فرشتہ اُس پر مقرر ہے اُس سے فرمایا جاتا ہے اُس کے لیے ویسے ہی اعمال لکھ۔ جب مرض میں مبتلا نہ تھا۔ یہاں تک کہ میں اُسے مرض سے رہا کر دوں یا اپنی طرف بلاؤں یعنی موت دے دوں۔

حدیث:۔ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور پُرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ جب قیامت کے دن مصیبت زدہ مسلمانوں کو ثواب دیا جائے گا۔ تو راحت و آرام والے تمنا کریں گے۔ کاش دنیا میں قینچیوں سے ہماری کھالیں کاٹ جاتیں۔ تاکہ اِن جیسا ثواب ہم کو بھی ملتا۔

عیادت مریض کا اسلامی امتیاز

حدیث:۔ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کے لیے صبح کو جائے تو شام تک اُس کے لیے ستر ہزار فرشتے استغفار کرتے ہیں۔ اور شام کو جائے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اُس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں۔ اور اُس کے صلے میں اس کو جنت میں ایک باغ بھی دیا جائے گا۔

عیادت کا اسلامی طریقہ

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم ایک اعرابی کی عیادت کو تشریف لے گئے اور عادت کریمہ یہ تھی کہ جب کسی مریض کی عیادت کو تشریف لے جاتے تو یہ کلمات فرماتے تھے۔ لَا بَاْسَ طَهُوْرٌ اِنْشَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰی۔ (ترجمہ) کوئی حرج کی بات نہیں۔ انشاء اللہ یہ مرض گناہوں سے پاک کرنے والا ہے۔ اُس اعرابی سے یہی فرمایا۔ نیز فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم۔ بہترین عیادت یہ ہے کہ مریض کے پاس سے جلد اٹھ آئے۔

زیادہ دیر تک نہ بیٹھے۔ نیز ارشاد فرمایا جب تم مریض کے پاس جاؤ تو اُس سے اپنے لیے دُعا کرنے کی درخواست کرو۔ کیونکہ اُس کی دُعا ملائکہ کی دُعا کے مانند ہے۔ نیز فرماتے ہیں صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم۔ جب مریض کے پاس جاؤ تو عُمر کے بارے میں دل خوش کن بات کرو۔ کیونکہ یہ بات کسی چیز کو رد نہ کرے گی اور اُس کے جی کو اچھا معلوم ہوگا۔

حدیث:۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما روایت کرتے ہیں کہ سرورِ انبیاء محبوبِ خدا صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔ جب کوئی مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کو جائے تو سات بار یہ دعا پڑھے۔ اَسْئَلُ اللّٰهَ الْعَظِيْمَ رَبَّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ اَنْ يَّشْفِيَكَ اگر موت نہیں آتی ہے تو اسے شفا ہو جائے گی۔ دعا کا ترجمہ یہ ہے۔ میں اللہ عظیم سے سوال کرتا ہوں جو عرش کریم کا مالک ہے اِس بات کا کہ تجھے شفا عطا فرمائے۔

موت کا اسلامی طریقہ

دنیا گذشتنی وگذاشتنی ہے۔ آخر ایک دن موت آنی ہے جب یہاں سے کوچ کرنا ہی ہے تو وہاں کی تیاری چاہیے۔ جہاں ہمیشہ رہنا ہے اور اِس وقت کو ہر لمحہ پیشِ نظر رکھنا چاہیے۔ حضور اقدس صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے فرمایا دُنیا میں ایسے رہو جیسے مسافر بلکہ جیسے راہ چلتا آدمی۔ تو مسافر جسطرح ایک اجنبی شخص ہوتا ہے اور راہِ گیر جیسے راستے کے کھیل تماشوں میں نہیں لگتا۔ کیونکہ راہ کھوٹی ہوگی اور منزل مقصود تک پہنچنے میں ناکامی ہوگی۔ اسی طرح مسلمان کو چاہیے کہ دُنیا میں نہ پھنسے اور نہ ایسے تعلقات پیدا کرے جو مقصودِ اصلی کے حاصل

کرنے میں آڑے آئیں اور موت کو کثرت سے یاد کرے کیونکہ اُس کی دُنیوی تعلقات کی بیخ کُنی کرتی ہے۔ اور کسی مصیبت پر موت کی آرزو نہ کرے کیونکہ اُس کی ممانعت آئی ہے اور ناچار کرنی ہی ہے تو یوں کہے۔ الٰہی مجھے زندہ رکھ جب تک زندگی میرے لیے خیر ہو اور موت دے جب موت میرے لیے بہتر ہو۔ مسلمان کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ سے نیک گمان رکھے اُس کی رحمت کا امیدوار رہے۔ حدیث میں فرمایا کوئی نہ مرے مگر اِس حال میں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ نیک گمان رکھتا ہو۔ کیونکہ ارشادِ الٰہی ہے۔ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِیْ بِیْ۔ (ترجمہ) میرا بندہ مجھ سے جیسا گمان رکھتا ہے۔ میں اُسی طرح اُس کے ساتھ پیش آتا ہوں۔ ایک جوان کے پاس حضور تشریف لے گئے اور وہ قریب الموت تھے۔ فرمایا تم اپنے آپ کو کس حال میں پاتے ہو عرض کی یارسول اللہ اللہ سے امید ہے اور اپنے گناہوں کا خوف۔ فرمایا یہ دونوں اُمید و خوف اُس وقت جس بندے کے دل میں ہوں گے۔ اللہ اُسے وہ دے گا جس کی امید رکھتا ہے اور اُس چیز سے امن میں رکھے گا جس سے خوف کرتا ہے۔ روح قبض ہونے کا وقت بہت سخت وقت ہے کیونکہ اُسی پر سارے عمل کا مدار ہے بلکہ ایمان کے تمام اُخروی نتائج اسی پر مترتب ہوتے ہیں کیونکہ اعتبار خاتمے ہی کا ہے اور شیطان لعین ایمان لینے کی فکر میں ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ اُس کے مکر سے بچائے اور ایمان پر خاتمہ نصیب فرمائے وہی کامیاب ہوگا۔ نبی مکرم رسول معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں جس کا آخری کلام لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

مسئلہ: جب موت کا وقت قریب آئے اور علامتیں پائی جائیں تو سنت یہ ہے کہ داہنی کروٹ پر لٹا کر قبلہ کی طرف منھ کر دیں اور جانکنی کی حالت میں جبتک

روح گلے کو نہ آئی ہو اُس کے پاس بلند آواز سے یہ پڑھیں۔ اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ مگر اس کے کہنے کا اُسے حکم نہ کریں۔ خود پڑھے جائیں اور جب وہ کلمہ پڑھ لے تو موقوف کردیں۔ ہاں اگر کلمہ پڑھنے کے بعد اس نے کوئی بات کی تو پھر پڑھیں تاکہ اُس کا آخری کلام لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ ہو جائے۔

مسئلہ:۔ موت کے وقت حیض و نفاس والی عورتیں اُس کے پاس حاضر ہو سکتی ہیں۔ مگر جس کا حیض و نفاس منقطع ہو گیا اور ابھی غسل نہیں کیا اُسے اور جب کو آنا نہ چاہیے اور کوشش کی جائے کہ مکان میں کوئی تصویر یا کتا نہ رہے اگر یہ چیزیں ہوں تو فوراً نکال دی جائیں۔ کیونکہ جہاں یہ ہوتی ہیں ملائکہ رحمت نہیں آتے۔ نزع کے وقت اپنے اور اُس کے لیے دعائے خیر کرتے رہیں۔ کوئی بُرا کلمہ زبان سے نہ نکالیں کیونکہ اُس وقت جو کچھ کہا جاتا ہے ملائکہ اُس پر آمین کہتے ہیں۔ نزع میں سختی دیکھیں تو سورہ یٰسین شریف اور سورہ رعد شریف پڑھیں اور مرنے والے کے پاس خوشبو ہونا مستحب ہے اس لیے لوبان یا اگربتیاں سلگا دیں۔

روح نکلنے کے بعد اسلامی طریقہ

یہ ہے کہ ایک چوڑی پٹی جبڑے کے نیچے سے سر پر لیجا کر گرہ دیدیں تاکہ مُنھ کھلا نہ رہے اور آنکھیں بند کر دی جائیں اور انگلیاں اور ہاتھ پاؤں سیدھے کردیے جائیں۔

آنکھیں بند کرنے کا اسلامی طریقہ

آنکھیں بند کرتے وقت یہ دعا پڑھی جائے۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ عَلَیْہِ اَمْرَہٗ وَسَہِّلْ عَلَیْہِ مَابَعْدَہٗ وَاَسْعِدْہٗ بِلِقَائِکَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَیْہِ خَیْرًا مِّمَّا خَرَجَ عَنْہُ (ترجمہ) اللہ کے نام کے ساتھ اور رسول اللہ کی ملت پر آنکھیں بند کرتا ہوں۔ اے اللہ تو اِس کام کو اُس پر آسان کر اور اُس کے مابعد کو اُس پر سہل کر اور اپنی ملاقات سے تو اسے نیک بخت کر اور جس کی طرف نکلا (یعنی آخرت)، اِسے اُس سے بہتر کر جس سے نکلا (یعنی دنیا)۔

مسئلہ: میت کے سارے بدن کو کسی کپڑے سے چھپا دیں اور اُس کو چارپائی یا تخت وغیرہ کسی اونچی چیز پر رکھیں تاکہ زمین کی سیل نہ پہنچے۔

مسئلہ: مرتے وقت معاذاللہ اُس کی زبان سے کلمہ کفر نکلا تو کفر کا حکم نہ دینگے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ موت کی سختی میں عقل جاتی رہی ہو۔ اور بیہوشی میں یہ کلمہ نکل گیا اور بہت ممکن ہے کہ اُس کی بات پوری سمجھ میں نہ آئی ہو۔ کیونکہ ایسی شدت کی حالت میں آدمی پوری بات صاف طور پر ادا کرے دشوار ہوتا ہے۔

مسئلہ: میت کے ذمہ قرض ہویا اور کسی قسم کا دَین تو اسکو جلد سے جلد ادا کردیں کیونکہ حدیث میں ہے کہ میت کی روح مقید رہتی ہے جب تک دَین ادا نہ کیا جائے۔

مسئلہ: میت کے پاس تلاوت قرآن مجید جائز ہے۔ جب کہ اس کا تمام بدن کپڑے سے چھپا ہو۔ اور تسبیح و دیگر اذکار میں مطلقاً حرج نہیں۔

مسئلہ: غسل و کفن و دفن میں جلدی چاہیے۔ کیونکہ حدیث میں اِس کی بہت تاکید آئی ہے۔

موت کے اعلان میں کوئی حرج نہیں

پڑوسیوں اور اُس کے دوست احباب کو بذریعہ اعلان عام مطلع کر دیا جائے کیونکہ اِس سے نمازیوں کی کثرت ہوگی اور اُس کے لیے دعا کریں گے اِس لیے کہ اُن پر حق ہے کہ اُس کی نماز پڑھیں اور دُعا کریں۔

مسئلہ:۔ عورت مرگئی اور اُس کے پیٹ میں بچہ حرکت کر رہا ہے تو بائیں جانب سے پیٹ چاک کر کے بچہ نکالا جائے اور اگر عورت زندہ ہے اور اُس کے پیٹ میں بچہ مرگیا اور عورت کی جان پر بنی ہو تو بچہ کاٹ کر نکالا جائے۔ اور بچہ بھی زندہ ہو تو کیسی ہی تکلیف ہو، بچہ کاٹ کر نکالنا جائز نہیں۔

مسئلہ:۔ اگر آدمی نے قصداً کسی کا مال نگل لیا اور مرگیا تو اگر اتنا مال چھوڑا ہے کہ تاوان دے دیا جائے تو ترکہ سے تاوان ادا کریں۔ ورنہ پیٹ چیر کر مال نکالا جائیگا۔ اور بلا قصد ہے تو چیرا نہ جائے۔

مسئلہ:۔ حاملہ عورت مرگئی اور دفن کر دی گئی۔ کسی نے خواب میں دیکھا کہ اُس کے بچہ پیدا ہوا ہے تو محض اُس خواب کی بنا پر قبر کھودنا جائز نہیں۔

میّت کے غسل کا اسلامی طریقہ

میّت کو نہلانا فرض کفایہ ہے۔ بعض لوگوں نے غسل دے دیا۔ تو سب سے ساقط ہوگیا۔ غسل کا طریقہ یہ ہے کہ جس تختے پر نہلانے کا ارادہ ہو اسکو تین یا پانچ یا سات بار دھونی دیں۔ یعنی جس چیز میں وہ خوشبو سلگتی ہو اسے اتنی بار تختے کے گرد

پھرائیں. پھر اُس پر میّت کولٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی کپڑے سے چھپادیں. پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے پھر نماز کا سا وضو کرائے یعنی منھ. پھر کہنیوں سمیت ہاتھ دھوئیں. پھر سر کا مسح کریں. پھر پاؤں دھوئیں. مگر میّت کے وضو میں گٹوں تک پہلے ہاتھ دھونا اور کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا نہیں ہے. ہاں کوئی کپڑا یا روئی کی پھریری بھگو کر دانتوں اور مسوڑوں اور ہونٹوں اور نتھنوں پر پھیر دیں. پھر سر اور داڑھی کے بال ہوں تو گل خیرو سے دھوئیں یہ نہ ہو تو پاک صابن اسلامی کارخانے کا بنا ہوا یا بیسن یا کسی اور چیز سے ورنہ خالی پانی بھی کافی ہے پھر بائیں کروٹ پر لٹا کر سر سے پاؤں تک بیری کا پانی بہائیں کہ تختے تک پہنچ جائے. پھر داہنی کروٹ پر لٹا کر یوہیں کریں۔ اور بیری کے پتے جوش دیا ہوا پانی نہ ہو خالص پانی نیم گرم کافی ہے. پھر ٹیک لگا کر بٹھائیں۔ اور نرمی کے ساتھ نیچے کو پیٹ پر ہاتھ پھیریں۔ اگر کچھ نکلے دھو ڈالیں وضو و غسل کا اعادہ نہ کریں. پھر آخر میں سر سے پاؤں تک کافور کا پانی بہائیں پھر اُس کے بدن کو کسی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ دیں۔

مسئلہ:۔ ایک مرتبہ سارے بدن پر پانی بہانا فرض ہے اور تین مرتبہ سنّت جہاں غسل دیں. مستحب یہ ہے کہ پردہ کر لیں تاکہ سوا نہلانے والوں اور مددگاروں کے دوسرا نہ دیکھے. نہلاتے وقت خواہ اس طرح لٹائیں جیسے قبر میں رکھتے ہیں یا قبلے کی طرف پاؤں کر کے یا جو آسان ہو کریں۔

میّت کو غسل کون دے؟

بہتر یہ ہے کہ نہلانے والا میّت کا سب سے زیادہ قریبی رشتہ دار ہو۔ وہ نہ ہو

یا نہلانا نہ جانتا ہو تو کوئی اور شخص جو امانت دار اور پرہیز گار ہو۔ نہلانے والا باطہارت ہو۔ جنب یا حیض والی عورت نے غسل دیا تو کراہت ہے مگر غسل ہو جائے گا۔ اور بے وضو نہلائے تو کراہت بھی نہیں۔

مسئلہ:۔ نہلانے والا معتمد شخص ہو کہ پوری طرح غسل دے اور جو اچھی بات دیکھے مثلاً چہرہ چمک اٹھا یا میت کے بدن سے خوشبو آئی تو اسے لوگوں کے سامنے بیان کرے۔ اور کوئی بری بات دیکھی۔ مثلاً چہرے کا رنگ سیاہ ہو گیا یا بدبو آئی یا صورت یا اعضا میں تغیر آیا تو اسے کسی سے نہ کہے۔ اور ایسی بات کہنا جائز بھی نہیں کیونکہ حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ اپنے مردوں کی خوبیاں ذکر کرو اور ان کی برائیوں سے باز رہو۔

مسئلہ:۔ اگر کوئی بدمذہب مرا اور اس کا رنگ سیاہ ہو گیا یا اور کوئی بری بات ظاہر ہوئی تو اس کا بیان کرنا چاہیے۔ کیونکہ اس سے لوگوں کو عبرت و نصیحت ہوگی۔

کیا غسل دینے پر اجرت لینا جائز ہے

اگر وہاں پر اس کے سوا اور بھی نہلانے والے ہوں تو نہلانے پر اجرت لے سکتا ہے مگر افضل یہ ہے کہ نہ لے اور اگر کوئی دوسرا نہلانے والا نہ ہو تو اجرت لینا جائز نہیں۔

مسئلہ:۔ مرد کو مرد نہلائے اور عورت کو عورت۔ میت چھوٹا لڑکا ہے تو اسے عورت بھی نہلا سکتی ہے۔ اور چھوٹی لڑکی کو مرد بھی۔ چھوٹے سے یہ مراد ہے کہ حد شہوت کو نہ پہنچے ہوں۔

کیا عورت شوہر کو غسل دے سکتی ہے

عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے جب کہ موت سے پہلے یا بعد کوئی ایسا امر

واقع نہ ہوا ہو۔ جس سے اُس کے نکاح سے نکل جائے۔ مثلاً شوہر کے لڑکے یا باپ کو شہوت سے چھوا یا بوسہ لیا یا معاذ اللہ مرتد ہو گئی اگرچہ غسل سے پہلے ہی پھر مسلمان ہو گئی کہ ان وجوہ سے نکاح جاتا رہا۔ اور اجنبیہ ہو گئی لہٰذا غسل نہیں دے سکتی۔

مسئلہ:۔ عورت کو طلاق رجعی دی ہنوز عدت میں تھی کہ شوہر کا انتقال ہو گیا تو تو غسل دے سکتی ہے اور بائن طلاق دی تھی تو اگرچہ عدت میں ہو غسل نہیں دے سکتی۔

کیا شوہر عورت کو غسل دے سکتا ہے

عورت مر جائے تو شوہر نہ اُسے نہلا سکتا ہے نہ چھو سکتا ہے اور دیکھنے کی ممانعت نہیں عوام میں جو یہ مشہور ہے کہ شوہر عورت کے جنازے کو نہ کندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے نہ منھ دیکھ سکتا ہے یہ محض غلط ہے صرف نہلانے اور اُس کے بدن کو بلا حائل ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔

میّت کو بجائے غسل تیمّم کب کرایا جائے

عورت کا انتقال ہوا اور وہاں کوئی عورت نہیں کہ نہلا دے تو تیمّم کرایا جائے۔ پھر تیمم کرانے والا محرم ہو تو ہاتھ سے تیمم کرائے اور اجنبی ہو اگرچہ شوہر تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر جنس زمین پر ہاتھ مارے اور تیمم کرائے اور شوہر کے سوا کوئی اور اجنبی ہو تو کلائیوں کی طرف نظر نہ کرے۔ اور شوہر کو اس کی ممانعت نہیں اور اس مسئلے میں جوان اور بڑھیا دونوں کا ایک حکم ہے۔

مسئلہ:۔ مرد کا انتقال ہوا اور وہاں نہ کوئی مرد ہے نہ اُس کی بی بی تو جو عورت وہاں

ہے اسے تیمم کرائے پھر اگر وہ عورت محرم ہے تو تیمم میں ہاتھ پر کپڑا لپیٹنے کی حاجت نہیں۔ اور اجنبی ہو تو کپڑا لپیٹ کر تیمم کرائے۔

مسئلہ:۔ ایسی جگہ انتقال ہوا کہ پانی وہاں نہیں ملتا تو تیمم کرائیں اور نماز پڑھیں اور نماز کے بعد اگر قبل دفن پانی مل جائے تو نہلا کر نماز کا اعادہ کریں۔

مسئلہ:۔ خنثیٰ مشکل کا انتقال ہوا تو اُسے نہ مرد نہلا سکتا ہے نہ عورت بلکہ تیمم کرایا جائے اور تیمم کرانے والا اجنبی ہو تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ لے اور کلائیوں پر نظر نہ کرے یوہیں خنثیٰ مشکل کسی مرد یا عورت کو غسل نہیں دے سکتا۔ خنثیٰ مشکل چھوٹا بچہ ہو تو اُسے مرد بھی نہلا سکتے ہیں اور عورتیں بھی۔

مسئلہ:۔ میّت سے غسل اتر جانے اور اُس پر نماز صحیح ہونے میں نیّت اور فعل شرط نہیں یہاں تک کہ مُردہ اگر پانی میں گر گیا یا اُس پر مینھ برسا کہ سارے بدن پر پانی بہہ گیا تو غسل ہو گیا۔ مگر زندوں پر جو غسل میّت واجب ہے۔ تو یہ اُس وقت بَری الذمہ ہوں گے کہ نہلائیں لہٰذا اگر مُردہ پانی میں ملا تو بہ نیّت غسل اسے تین بار پانی میں حرکت دیدیں تاکہ غسل مسنون ادا ہو جائے اور ایک بار حرکت دی تو واجب ادا ہو گیا مگر سنّت کا مطالبہ رہا اور بلا نیّت نہلانے سے بری الذمہ ہو جائیں گے۔ مگر ثواب نہ ملے گا۔ مثلاً کسی کو سکھانے کی نیّت سے میّت کو غسل دیا تو واجب ساقط ہو گیا مگر غسل میّت کا ثواب نہ ملے گا۔ نیز غسل ہو جانے کے لیے یہ بھی ضروری نہیں کہ نہلانے والا مکلف یا اہل نیّت ہو لہٰذا نابالغ یا کافر نے نہلا دیا تو غسل ادا ہو گیا۔ یوہیں اگر عورت اجنبیہ نے مرد کو یا مرد نے عورت کو غسل دیا تو غسل ادا ہو گیا اگرچہ اُنکو نہلانا جائز نہ تھا۔

اگر میّت کا پورا جسم نہ ملے تو کیا کریں

کسی مسلمان کا آدھے سے زیادہ دھڑ ملا تو غسل و کفن دیں گے اور جنازے کی نماز پڑھیں گے اور نماز کے بعد وہ باقی ٹکڑا ابھی ملا تو اُس پر دوبارہ نماز نہ پڑھیں گے اور آدھا دھڑ ملا تو اگر اُس میں سر بھی ہے جب بھی یہی حکم ہے اور اگر سر نہ ہو یا طول میں سر سے پاؤں تک داہنا یا بایاں ایک جانب کا حصہ ملا تو اُن دونوں صورتوں میں نہ غسل ہے نہ کفن نہ نماز بلکہ ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں۔

اگر معلوم نہیں کہ میّت مسلم ہے یا کافر

تو اگر اُس کی وضع قطع مسلمانوں کی ہو یا کوئی علامت ایسی ہو جس سے مسلمان ہونا ثابت ہوتا ہے یا مسلمانوں کے محلے میں ملا تو غسل دیں اور نماز پڑھیں ورنہ نہیں۔
مسئلہ: مسلمان مُردے کافر مردوں میں مل گئے تو اگر ختنہ وغیرہ کسی علامت سے شناخت کر سکیں تو مسلمانوں کو جدا کر کے غسل و کفن دیں اور نماز پڑھیں اور اگر امتیاز نہ ہو تا ہو تو غسل دیں اور نماز میں خاص مسلمانوں کے لیے دُعا کی نیت کریں اور اگر مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہو تو مسلمانوں کے مقبرے میں دفن کریں ورنہ علیٰحدہ۔

کافر مُردے کا اسلامی حکم

کافر مردے کے لیے غسل و کفن و دفن نہیں بلکہ ایک کپڑے میں لپیٹ کر کسی گڑھے میں داب دیں۔ یہ بھی اُس وقت کریں جب کہ اُس کا کوئی ہم مذہب نہ ہو یا اسے لے نہ

جائے ورنہ مسلمان ہاتھ نہ لگائے۔ نہ اُس کے جنازے میں شرکت کرے۔ اور اگر بوجہ قرابت قریبہ شریک ہو تو دُور دُور رہے۔ اور اگر مسلمان ہی اُس کا رشتہ دار ہے اور اُس کا ہم مذہب کوئی نہ ہو یا ے نہیں اور بلحاظ قرابت غسل و کفن و دفن کرلے تو جائز ہے۔ مگر کسی امر میں سنّت کا طریقہ نہ برتے بلکہ نجاست دھونے کی طرح اُس پر پانی بہائے اور چیتھڑے میں لپیٹ کر تنگ گڑھے میں دبا دے یہ حکم کافر اصلی کا ہے اور مرتد جیسے قادیانی یا وہابی کا حکم یہ ہے کہ مطلقاً نہ اسے غسل دیں نہ کفن بلکہ کتے کی طرح کسی تنگ گڑھے میں ڈھکیل کر مٹی سے بغیر حائل کے پاٹ دیں۔

مسئلہ: میّت کے دونوں ہاتھ کروٹوں میں رکھیں سینے پر نہ رکھیں کہ یہ کفار کا طریقہ ہے۔ بعض جگہ ناف کے نیچے اس طرح رکھتے ہیں جیسے نماز کے قیام میں یہ بھی نہ کریں۔

غسل کے برتن وغیرہ کے متعلق ضروری ہدایت

بعض جگہ دستور ہے کہ عموماً میّت کے غسل کے لیے کورے گھڑے بدھنے لاتے ہیں اِس کی کچھ ضرورت نہیں گھر کے استعمالی گھڑے لوٹے سے بھی غسل دے سکتے ہیں۔ اور بعض یہ جہالت کرتے ہیں کہ غسل کے بعد توڑ ڈالتے ہیں یہ ناجائز و حرام ہے کیونکہ مال ضائع کرنا ہے۔ اور اگر یہ خیال ہو کہ نجس ہو گئے تو یہ بھی فضول بات ہے۔ کیونکہ اولاً تو اُس پر چھینٹیں نہیں پڑتیں اور پڑیں بھی تو میّت کا غسل نجاست حکمیہ دور کرنے کے لیے ہے پس مستعمل پانی کی چھینٹیں پڑیں اور مستعمل پانی نجس نہیں۔ جسطرح زندوں کے وضو و غسل کا پانی نجس نہیں ہوتا۔ اور اگر فرض کیا جائے کہ نجس پانی کی چھینٹیں پڑیں تو دھو ڈالے دھونے سے پاک ہو جائیں گے۔ اور اکثر جگہ وہ گھڑے

بدھنے مسجدوں میں رکھدیتے ہیں اگر نیت یہ ہو کہ نمازیوں کو آرام پہنچے گا اور اُس کا مُردے کو ثواب تو یہ اچھی نیت ہے اور رکھنا بہتر۔ اور اگر یہ خیال ہو کہ گھر میں رکھنا نحوست ہے تو نری حماقت ہے اور بعض لوگ گھڑے کا پانی پھینک دیتے ہیں یہ بھی حرام ہے۔

کفن کا اسلامی طریقہ

میّت کو کفن دینا فرض کفایہ ہے اور کفن کے تین درجے ہیں۔ (۱) کفن ضرورت (۲) کفن کفایہ (۳) کفن سنّت۔ مرد کے لیے کفن سنّت تین کپڑے ہیں (۱) چادر (۲) تہبند (۳) کفنی۔ اور عورت کے لیے پانچ۔ تین یہ اور (۴) اوڑھنی (۵) سینہ بند کفن کفایت مرد کے لیے دو کپڑے ہیں ۱ چادر ۲ تہبند۔ اور عورت کے لیے تین ۱ چادر ۲ تہبند ۳ اوڑھنی یا ۱ چادر ۲ کفنی ۳ اوڑھنی۔ کفن ضرورت دونوں کے لیے یہ کہ جو میسّر آئے اور

کفن کی اسلامی مقدار

چادر کی مقدار یہ ہے کہ میّت کے قد سے اس قدر زیادہ ہو کہ دونوں طرف باندھ سکیں۔ اور تہبند سر سے قدم تک یعنی چادر سے اتنا چھوٹا جو بندش کے لیے زیادہ تھا۔ اور کفنی گردن سے گھٹنوں کے نیچے تک اور یہ آگے اور پیچھے دونوں طرف برابر ہو اور جاہلوں میں جو رواج ہے کہ پیچھے کم رکھتے ہیں یہ غلطی ہے۔ چاک اور آستین اُس میں نہ ہوں۔ مرد اور عورت کی کفنی میں فرق ہے۔ مرد کی کفنی مونڈھے

پر چیریں اور عورت کے لیے سینے کی طرف۔ اوڑھنی تین ہاتھ کی ہونی چاہیے۔ یعنی ڈیڑھ گز سینہ بند پستان سے ناف تک اور بہتر یہ ہے کہ ران تک ہو۔

کفن کے لیے سوال کرنا کب جائز ہے

بعض محتاج کفن ضرورت پر قادر ہوتے ہیں مگر کفن سنّت میسّر نہیں وہ کفن سنّت کے لیے لوگوں سے سوال کرتے ہیں یہ ناجائز ہے۔ کیونکہ سوال بلا ضرورت جائز نہیں اور یہاں ضرورت ہے نہیں البتہ اگر کفن ضرورت پر بھی قادر نہ ہو تو بقدر کفن ضرورت سوال کریں زیادہ نہیں ہاں اگر بغیر مانگے مسلمان خود کفن سنّت پورا کردیں تو انشاء اللہ تعالیٰ پورا ثواب پائیں گے۔

کفن کس قیمت کا ہونا چاہیے

کفن اچھا ہونا چاہیے یعنی مرد عیدین وجمعہ کے لیے جیسے کپڑے پہنتا تھا۔ اور عورت جیسے کپڑے پہن کر میکے جاتی تھی اُس قیمت کا ہونا چاہیے۔ حدیث میں ہے مُردوں کو اچھا کفن دو کیونکہ وہ باہم ملاقات کرتے اور اچھے کفن سے خوش ہوتے ہیں سپید کفن بہتر ہے۔ کیونکہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا اپنے مُردے سفید کپڑے میں کفناؤ۔

مسئلہ:۔ کسم یا زعفران کا رنگا ہوا یا ریشم کا کفن مرد کو ممنوع ہے اور عورت کے لیے جائز یعنی جو کپڑے زندگی میں پہن سکتا ہے اُس کا کفن دیا جا سکتا ہے اور جو زندگی میں ناجائز اُس کا کفن بھی ناجائز۔

کفن نابالغ کا اسلامی طریقہ

جو نابالغ حد شہوت کو پہنچ گیا وہ بالغ کے حکم میں ہے۔ یعنی بالغ کو کفن میں جتنے کپڑے دیے جاتے ہیں اُسے بھی دیے جائیں اور حدِ شہوت پر پہنچنے کی عمر کا اندازہ لڑکوں میں بارہ سال اور لڑکیوں میں نو برس ہے۔ اور اِس سے چھوٹے لڑکے کو ایک کپڑا اور چھوٹی لڑکی کو دو دیے سکتے ہیں۔ اور لڑکے کو بھی دو کپڑے دیے جائیں تو اچھا ہے۔ اور بہتر یہ ہے کہ دونوں کو پورا کفن دیں اگرچہ ایک دن کا بچہ ہو۔

کفن سے بچے ہوئے کپڑے کا اسلامی حکم

کفن کا کپڑا سوال کر کے لائے۔ اس میں سے کچھ بچ رہا تو اگر معلوم ہے کہ یہ کپڑا فلاں نے دیا تھا تو اسے واپس کر دیں۔ ورنہ دوسرے محتاج کے کفن میں صرف کر دیں یہ بھی نہ ہو تو صدقہ کر دیں۔ اور اگر چندے سے کفن خریدا گیا تو بچے ہوئے کپڑے کو چندہ دہندگان کی اجازت کے مطابق صرف کریں اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو صدقہ کر دیں۔

کفن پہنانے کا اسلامی طریقہ

یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد بدن کی پاک کپڑے سے آہستہ پونچھ لیں تاکہ کفن تر نہ ہو اور کفن کو ایک یا تین یا پانچ یا سات بار دھونی دے لیں اِس سے زیادہ نہیں پھر کفن یوں بچھائیں کہ پہلے چادر پھر تہبند پھر کفنی پھر میت کو اُس پر لٹائیں اور کفنی پہنائیں۔ داڑھی اور تمام بدن پر خوشبو ملیں اور ماتھے۔ ناک۔ ہاتھ

گھٹنے قدم پر کافور لگائیں پھر تہبند لپیٹیں۔ پہلے بائیں جانب سے پھر داہنی طرف سے پھر چادر لپیٹیں۔ پہلے بائیں طرف سے پھر داہنی طرف سے تاکہ داہنا حصہ اُوپر رہے اور سر اور پاؤں کی طرف باندھ دیں۔ تاکہ اڑنے کا اندیشہ نہ رہے عورت کو کفنی پہنا کر اُس کے بال کے دو حصے کر کے کفنی کے اوپر سینے پر ڈالدیں اور اوڑھنی نصف پشت کے نیچے بچھا کر سر پر لا کر منھ پر مثل نقاب ڈالدیں تاکہ سینے پر رہے کیونکہ اُس کا طول نصف پشت سے سینے تک ہے اور عرض ایک کان کی لَو سے دوسرے کان کی لَو تک ہے اور یہ جو لوگ کہا کرتے ہیں کہ زندگی کی طرح اڑھاتے ہیں۔ یہ محض بیجا و خلاف سنّت ہے پھر بدستور سابق تہبند و چادر لپیٹیں۔ پھر سب کے اوپر سینہ بند بالائے پستان سے ران تک لا کر باندھ دیں۔

مسئلہ:۔ مرد کے بدن پر ایسی خوشبو لگانا جائز نہیں۔ جس میں زعفران کی آمیزش ہو عورت کے لیے جائز ہے۔

مسئلہ:۔ اگر مُردے کو جانور کھا گیا اور کفن پڑا ملا پس اگر میّت کے مال سے دیا گیا تھا تو ترکہ میں شمار ہوگا۔ اور اگر کسی اور نے دیا تھا اجنبی یا رشتہ دار نے تو دینے والا مالک ہے جو چاہے کرے۔

چادر اور جانماز کا اسلامی حکم

ہندوستان میں عام رواج ہے کہ کفن سنّت کے علاوہ اوپر سے ایک چادر اڑھاتے ہیں وہ تکیہ دار یا کسی مسکین کو دی جاتی ہے اور ایک جانماز ہوتی ہے جس پر امام جنازے کی نماز پڑھتا ہے وہ صدقہ کر دیتے ہیں خواہ امام ہی کو یا کسی اور کو

اگر یہ چادر و جانماز میّت کے مال سے نہ ہوں بلکہ کسی نے اپنی طرف سے دی ہے اور عادتاً وہی دیتا ہے جس نے کفن دیا بلکہ کفن کے لیے جو کپڑا لایا جاتا ہے وہ اسی انداز سے لایا جاتا ہے جس میں یہ دونوں بھی ہو جائیں جب تو ظاہر ہے کہ اُس کی اجازت ہے اور اُس میں کوئی حرج نہیں اور اگر میّت کے مال سے ہے تو دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ ورثہ کے سب بالغ ہوں اور سب کی اجازت سے ہو تو جب بھی جائز ہے۔ اور اگر اجازت نہ دی تو جس نے میّت کے مال سے منگایا اور تصدق کیا اُس کے ذمّہ یہ دونوں چیزیں ہیں۔ یعنی اُن میں جو قیمت صرف ہوئی ترکہ میں شمار کی جائے گی۔ اور وہ قیمت خرچ کرنے والا اپنے پاس سے دے گا۔ دوسری صورت یہ ہے کہ ورثہ میں کل یا بعض نابالغ ہیں تو اب وہ دونوں چیزیں ترکے سے ہرگز نہیں دی جا سکتیں۔ اگرچہ اس نابالغ نے اجازت بھی دیدی ہو کیونکہ نابالغ کے مال کو صرف کر لینا حرام ہے۔ لوٹے گھڑے موجود ہوتے ہوئے خاص میّت کے نہلانے کے لیے خریدے تو اسمیں بھی یہی تفصیل ہے

تیجہ دسواں چالیسواں

ششماہی۔ برسی کے مصارف میں بھی یہی تفصیل ہے کہ اپنے مال سے جو چاہے خرچ کرے اور میّت کو ثواب پہنچائے اور میّت کے مال سے یہ مصارف اُسی وقت کیے جائیں جب کہ سب کے سب وارث بالغ ہوں اور سب کی اجازت بھی ہو ورنہ نہیں۔ مگر جو بالغ ہو وہ اپنے حصّے سے کر سکتا ہے۔ ایک صورت اور بھی ہے کہ میّت نے وصیت کی ہو تو دین ادا کرنے کے بعد جو بچے اس کی تہائی میں وصیت جاری ہو گی اکثر لوگ اِس سے غافل ہیں یا ناواقف کیونکہ اِس قسم کے تمام مصارف کرنے کے بعد اب جو باقی

رہتا ہے اسے ترکہ سمجھتے ہیں۔ اُن مصارف میں نہ وارث سے اجازت لیتے ہیں نہ نابالغ وارث ہونا مضر جانتے ہیں یہ سخت غلطی ہے اِس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ تیجے۔ دسویں، چالیسویں کو منع کیا جاتا ہے کیونکہ یہ تو ایصالِ ثواب ہے اِسے کون منع کرے گا۔ ہاں منع وہ کرے جو وہابی ہو بلکہ ناجائز طور پر جو اُن میں صرف کرتے ہیں اُس سے منع کیا جاتا ہے کوئی اپنے مال سے کرے یا ورثہ بالغ ہی ہوں اُن سے اجازت لے کر کرے تو اصلاً ممانعت نہیں بلکہ ایصالِ ثواب ہونے کی حیثیت سے تیجہ۔ دسواں۔ چالیسواں وغیرہ سنّت ہیں۔

جنازہ لے چلنے کا اسلامی طریقہ

جنازے کو کندھا دینا عبادت ہے ہر شخص کو چاہیے کہ عبادت میں کوتاہی نہ کرے۔ سنّت یہ ہے کہ چار شخص جنازہ اٹھائیں ہر شخص یکے بعد دیگرے چاروں پایوں کو اس طرح کندھا دے کہ پہلے داہنے سرہانے کندھا دے پھر داہنی پائنتی پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائنتی اور ہر مرتبہ دس دس قدم چلے تو کل چالیس قدم ہوں گے۔ حدیث میں ہے جو چالیس قدم جنازہ لے کر چلے اُس کے چالیس کبیرہ گناہ مٹا دیے جائیں گے۔ نیز حدیث میں ہے جو جنازے کے چاروں پایوں کو کندھا دے اللہ تعالیٰ اس کی حتمی مغفرت فرما دے گا۔

مسئلہ: چھوٹا بچہ شیر خوار یا ابھی دودھ چھوڑا ہو یا اس سے کچھ بڑا اُس کو اگر ایک شخص ہاتھ پر اٹھا کر چلے تو حرج نہیں۔ اور یکے بعد دیگرے لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے رہیں اور اگر کوئی شخص سواری پر ہو اور اتنے چھوٹے جنازے کو ہاتھ پر لیے ہو جب بھی حرج نہیں۔ اور اِس سے بڑا مردہ ہو تو چارپائی پر لے جائیں۔

جنازہ لے چلنے کی اسلامی رفتار

جنازہ معتدل تیزی سے لے جائیں نہ بہت آہستہ نہ بہت تیز اور یہ خیال رہے کہ لے چلنے میں میت کو جھٹکا نہ لگے اور ساتھ جانے والوں کے لیے افضل یہ ہے کہ جنازے سے پیچھے چلیں داہنے بائیں نہ چلیں۔ اور اگر کوئی آگے چلے تو اسے چاہیے کہ اتنی دور رہے کہ ساتھیوں میں نہ شمار کیا جائے اور سب کے سب آگے ہوں تو مکروہ ہے

مسئلہ:۔ عورتوں کو جنازہ کے ساتھ جانا ناجائز ہے۔

مسئلہ:۔ جنازہ لے چلنے میں سرہانہ آگے ہونا چاہیے اور جنازے کے ساتھ آگ لیجانے کی ممانعت ہے۔

جنازے کے ساتھ چلنے والوں کیلیے اسلامی طریقہ

جنازے کے ساتھ چلنے والوں کو سکوت کی حالت میں ہونا چاہیے موت اور قبر کے حالات واحوال پیش نظر رکھیں دنیا کی باتیں نہ کریں نہ ہنسیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص کو جنازے کے ساتھ ہنستے دیکھا۔ فرمایا تو جنازے میں ہنستا ہے تجھ سے کبھی کلام نہ کروں گا۔ اور ذکر کرنا چاہیں تو دل میں کریں اور ذکر بالجہر کی بھی اجازت ہے۔

مسئلہ:۔ جنازہ جب تک رکھا نہ جائے۔ ساتھیوں کو بیٹھنا مکروہ ہے اور رکھنے کے بعد بے ضرورت کھڑا نہ رہے اور اگر لوگ بیٹھے ہوں اور نماز کے لیے وہاں جنازہ لایا گیا تو جب تک رکھا نہ جائے کھڑے نہ ہوں یوہیں اگر کسی جگہ بیٹھے ہوں اور وہاں سے

جنازہ گذرا تو کھڑا ہونا ضروری نہیں. ہاں جو شخص ساتھ جانا چاہتا ہے وہ اُٹھے اور رجائے. جب جنازہ رکھا جائے تو یوں نہ رکھیں کہ قبلہ کو پاؤں ہو یا سر بلکہ آڑھا رکھیں کہ داہنی کروٹ قبلے کو ہو.

جنازہ اُٹھانے پر اُجرت لینا دینا کیسا ہے

جائز ہے جب کہ اور اُٹھانے والے بھی موجود ہوں مگر جو ثواب جنازہ لے چلنے پر حدیث میں بیان ہوا اُسے نہ ملے گا کیونکہ اُس نے تو بدلہ لے لیا.

مسئلہ:۔ جو شخص جنازے کے ساتھ ہو اُسے بغیر نماز پڑھے واپس نہ ہونا چاہیے اور نماز کے بعد اولیائے میّت سے اجازت لے کر واپس ہو سکتا ہے اور دفن کے بعد اولیا کی اجازت کی ضرورت نہیں.

جنازے کے ساتھ جانا نفل نماز سے افضل ہے

میّت اگر پڑوسی یا رشتہ دار یا کوئی نیک شخص ہو تو اُس کے جنازے کے ساتھ جانا نفل نماز پڑھنے سے افضل ہے.

نمازِ جنازے کے اسلامی احکام

نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ ہے کہ ایک نے بھی پڑھ لی تو سب بری الذمہ ہو گئے. ورنہ جس جس کو خبر پہنچی تھی اور نہ پڑھی گنہگار ہوا اُس کے لیے جماعت شرط نہیں. ایک شخص بھی پڑھ لے فرض ادا ہو جائے گا.

نمازِ جنازے کے شرائط

نمازِ جنازہ واجب ہونے کے لیے وہی شرائط ہیں جو اور نمازوں کے لیے ہیں۔ یعنی قادر۔ بالغ۔ عاقل۔ مسلمان ہونا ایک بات اِس میں زیادہ ہے یعنی اُس کی موت کی خبر ہونا۔

نمازِ جنازہ میں مصلّی کے متعلق شرائط

تو وہی ہیں جو مطلق نماز کے لیے ہیں یعنی مصلّی کا نجاست حکمیہ وحقیقیہ سے پاک ہونا۔ نیز اُس کے کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا۔ سترِ عورت قبلے کو منھ ہونا۔ نیّت اِس میں وقت شرط نہیں اور تکبیر تحریمہ رکن ہے شرط نہیں۔

نمازِ جنازہ جوتے پر کھڑے ہو کر نا پڑھنا جائز ہے یا نہیں

بعض لوگ جوتا پہنے اور بہت لوگ جوتے پر کھڑے ہو کر نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں اگر جوتا پہنے پڑھی تو جوتا اور اُس کے نیچے کی زمین دونوں کا پاک ہونا ضروری ہے۔ بقدر مانع نجاست ہوگی تو اُس کی نماز نہ ہوگی۔ اور اگر جوتے پر کھڑے ہو کر پڑھی تو جوتے کا پاک ہونا ضروری ہے ورنہ نماز نہ ہوگی۔

مسئلہ:۔ جنازہ تیار ہے جانتا ہے کہ وضو یا غسل کرے گا تو نماز ختم ہو جائے گی۔ پس اُس کے لیے حکم ہے کہ تیمّم کر کے پڑھ لے۔

مسئلہ:۔ نمازِ جنازہ میں امام کا بالغ ہونا شرط ہے خواہ امام مرد ہو یا عورت

نابالغ نے نماز پڑھائی تو نہ ہولی۔

نمازِ جنازے میں میّت سے متعلق شرائط

سات ہیں (۱) میّت کا مسلمان ہونا۔

مسئلہ: میّت سے مراد وہ ہے جو زندہ پیدا ہوا پھر مرگیا تو اگر مردہ پیدا ہوا بلکہ اگر نصف سے کم باہر نکلا اُس وقت زندہ تھا اور اکثر باہر نکلنے سے پیشتر مرگیا تو اُس کی بھی نماز نہ پڑھی جائے۔

مسئلہ: چھوٹے بچّے کے ماں باپ دونوں مسلمان ہوں یا ایک ہی مسلمان ہے اس کی نماز پڑھی جائے اور دونوں کافر ہیں تو نہیں

سات اشخاص کی نمازِ جنازہ نہ پڑھی جائے

ہر مسلمان کی نماز پڑھی جائے اگرچہ کیسا ہی گنہگار ہو مگر چند قسم کے لوگ ہیں کہ اُن کی نماز نہیں (۱) باغی جو امام برحق پر ناحق خروج کرے اور اسی بغاوت میں مارا جائے (۲) ڈاکو کہ ڈاکے میں مارا گیا۔ اِن دونوں کو نہ غسل دیا جائے نہ اِن کی نماز پڑھی جائے مگر جب کہ بادشاہ اسلام نے اُن پر قابو پایا اور قتل کیا تو نماز و غسل ہے یا وہ نہ پکڑے گئے نہ مارے گئے بلکہ ویسے ہی مرے تو بھی غسل و نماز ہے (۳) جو لوگ ناحق پاسداری سے لڑیں بلکہ جو اُن کا تماشہ دیکھ رہے تھے اور پتھر آکر لگا اور مر گئے تو اُن کی نماز نہیں ہاں اُن کے متفرق ہونے کے بعد مرے تو نماز ہے (۴) جس نے کئی شخص گلا گھونٹ کر مار ڈالے (۵) جو لوگ شہر میں رات کو ہتھیار لے کر لوٹ مار کریں وہ

بھی ڈاکو ہیں۔ اس حالت میں مارے جائیں تو ان کی بھی نماز نہ پڑھی جائے (۶) جس نے اپنی ماں یا باپ کو مار ڈالا اس کی بھی نماز نہیں (۷) جو کسی کا مال چھین رہا تھا اور اس حالت میں مارا گیا تو اس کی بھی نماز نہیں (۲) میت کے بدن و کفن کا پاک ہونا۔

مسئلہ: بدن پاک ہونے سے یہ مراد ہے کہ اسے غسل دیا گیا ہو یا غسل ناممکن ہونے کی صورت میں تیمم کرایا گیا ہو اور کفن پہنانے سے پیشتر اس کے بدن سے نجاست نکلی تو دھو ڈالی جائے اور بعد میں خارج ہوئی تو دھونے کی حاجت نہیں اور کفن پاک ہونے کا یہ مطلب ہے کہ پاک کفن پہنایا جائے۔ اور بعد میں اگر نجاست خارج ہوئی اور کفن آلودہ ہوا تو ہرج نہیں (۳) جنازے کا وہاں موجود ہونا یعنی کُل یا اکثر یا نصف مع سر کے موجود ہونا لہذا غائب کی نماز نہیں ہو سکتی۔ سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے بعض اشخاص کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی تھی مگر یہ آپ کے خصوصیات سے ہے ہمارے لیے جائز نہیں۔ (۴) جنازہ زمین پر رکھا ہو یا ہاتھ پر ہو مگر قریب ہو۔ اگر جانور وغیرہ پر لدا ہو تو نماز نہ ہوگی۔ (۵) جنازہ مصلی کے آگے قبلے کو۔ دنا اگر مصلی کے پیچھے ہو گا نماز صحیح نہ ہوگی اور اگر جنازہ الٹا رکھا یعنی امام کے داہنے میت کا قدم ہو نماز ہو جائیگی۔ مگر قصداً ایسا کیا تو گنہگار ہوئے۔ (۶) میت کے اس حصۂ بدن کا چھپا ہونا جس کا چھپانا فرض ہے (۷) میت امام کے محاذی ہو یعنی اگر میت ایک ہے تو اس کا کوئی حصۂ بدن امام کے محاذی ہو اور چند ہوں تو کسی ایک کا حصۂ بدن امام کے محاذی ہونا کافی ہے۔

نماز جنازہ پڑھنے کا اسلامی طریقہ

نماز جنازہ میں دو فرض ہیں (۱) چار بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنا۔ (۲) قیام بغیر عذر بیٹھکر

یا سواری پر نمازِ جنازہ پڑھی نہ ہوئی اور اگر ولی یا امام بیمار تھا اُس نے بیٹھ کر پڑھائی اور مقتدیوں نے کھڑے ہو کر پڑھی تو ہو گئی۔

مسئلہ:۔ نمازِ جنازہ میں تین چیزیں سنّت موکدہ ہیں۔ (۱) اللہ عزّ وجل کی ثنا (۲) نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم پر درود (۳) میّت کے لیے دُعا۔

نمازِ جنازے کا طریقہ یہ ہے۔ کہ کان تک ہاتھ اُٹھا کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا ہاتھ نیچے لائے۔ اور ناف کے نیچے حسبِ دستور باندھ لے اور ثنا پڑھے یعنی سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَجَلَّ ثَنَاؤُکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ پھر بغیر ہاتھ اٹھائے اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہے اور درود شریف پڑھے بہتر درود وہ ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ پھر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہکر اپنے اور میّت اور تمام مومنین و مومنات کے لیے دُعا کرے۔ دُعا یہ ہے۔ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ (اگر میّت عورت ہو تو اَجْرَھَا پڑھے) وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَہٗ (اگر عورت ہو تو بَعْدَھَا پڑھے) (ترجمہ) اے اللہ تو بخشدے ہمارے زندہ اور مردہ اور ہمارے حاضر و غائب کو اور ہمارے چھوٹے اور بڑے کو اور ہمارے مرد اور عورت کو اے اللہ ہم میں سے تو جسے زندہ رکھے تو اُسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم سے تو جس کو وفات دے اُسے ایمان پر وفات دے اے اللہ تو ہمیں اُس کے اجر سے محروم نہ رکھ اور اُس کے بعد ہمیں فتنے میں نہ ڈالنا۔

اگر میّت مجنون یا نابالغ لڑکا ہو

تو تیسری تکبیر کے بعد دُعائے مذکور کے بجائے یہ دُعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْہُ لَنَا اَجْرًا وَّ ذُخْرًا وَّ اجْعَلْہُ لَنَا شَافِعًا وَّ مُشَفَّعًا اور اگر لڑکی ہو تو دونوں جگہ اجْعَلْھَا اور شَافِعَۃً وَّ مُشَفَّعَۃً کہے۔ مجنون سے مراد وہ ہے جو بالغ ہونے سے پہلے مجنون ہوا۔ اور اگر جنون عارضی ہے تو اُس کے لیے وہی دُعا ہے جو اوروں کے لیے کیجاتی ہے۔ اُس دُعا کا ترجمہ یہ ہے۔ اے اللہ تو اُس کو ہمارے لیے پیش رو کر اور اُس کو ہمارے لیے ذخیرہ کر اور اس کو ہماری شفاعت کرنے والا بنا اور اس کی شفاعت ہمارے حق میں قبول فرما۔ دُعا پڑھنے کے بعد چوتھی تکبیر کہے اور ہاتھ کھول کر سلام پھیر دے۔ سلام میں میّت اور فرشتوں اور حاضرین نماز کی نیّت کرے اسی طرح جیسے اور نمازوں کے سلام میں نیّت کیجاتی ہے۔ یہاں یہ بات زائد ہے کہ میّت کی بھی نیّت کرے۔

مسئلہ: تکبیر و سلام کو امام کے ساتھ کہے باقی سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ اور درود شریف اور دُعا آہستہ پڑھی جائے اور صرف پہلی مرتبہ اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتے وقت ہاتھ اٹھائے پھر ہاتھ اٹھانا نہیں۔

نماز جنازے میں صفوں کا اسلامی طریقہ

بہتر یہ ہے کہ نماز جنازے میں تین صفیں کریں کیونکہ حدیث میں ہے جس کی نماز تین صفوں نے پڑھی اس کی مغفرت ہو جائے گی۔ اور اگر کُل سات ہی شخص ہوں تو

ایک امام ہو اور تین پہلی صف میں اور دو دوسری میں اور ایک تیسری صف میں۔

نماز جنازہ میں امامت کا حق کس کو پہنچتا ہے

شرعاً امامت کا حق بادشاہ اسلام کو ہے پھر قاضی شرع پھر امام جمعہ پھر امام محلّہ پھر ولی کو امام محلّہ کا ولی پر تقدم مستحب ہے۔ اور یہ بھی اُس وقت جب کہ امام محلّہ ولی سے افضل ہو ورنہ ولی بہتر ہے۔

مسئلہ:۔ ولی سے مراد میت کے عصبہ ہیں اور نماز پڑھانے میں اولیاء کی وہی ترتیب جو نکاح میں ہے صرف فرق اتنا ہے کہ نماز جنازہ میں میت کے باپ کو بیٹے پر تقدم ہے اور نکاح میں بیٹے کو باپ پر۔ البتہ اگر باپ عالم نہیں اور بیٹا عالم ہے تو نماز جنازہ میں بھی بیٹا مقدم ہے۔ اور اگر عصبہ نہ ہوں تو ذوی الارحام غیروں پر مقدم ہیں۔

مسئلہ:۔ میت کا ولی اقرب (سب سے زیادہ نزدیک کا رشتہ دار) غائب ہے اور ولی ابعد (دور کا رشتہ دار) حاضر ہے تو یہی ابعد نماز پڑھائے۔ غائب ہونے سے مراد یہ ہے کہ اتنی دور ہے کہ اُس کے آنے کے انتظار میں حرج ہو

مسئلہ:۔ عورت کا کوئی ولی نہ ہو نہ ذوی الارحام ہوں تو شوہر نماز پڑھائے وہ بھی نہ ہو تو پڑوسی۔ یوہیں مرد کا ولی نہ ہو نہ ذوی الارحام۔ تو پڑوسی اوروں پر مقدم ہے۔

مسئلہ:۔ عورتوں اور بچوں کو نماز جنازے کی ولایت نہیں۔ اور ولی اور بادشاہ اسلام کو اختیار ہے کہ کسی اور کو نماز جنازہ پڑھانے کی اجازت دے دیں۔

نماز جنازہ پڑھانے کی وصیت باطل ہے

میت نے وصیت کی تھی کہ میری نماز فلاں پڑھائے یا مجھے فلاں شخص غسل دے تو یہ وصیت باطل ہے۔ اور اس کے باطل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس وصیت سے ولی کا حق جاتا نہ رہے گا۔ ہاں ولی کو اختیار ہے کہ خود نہ پڑھائے اور اُس سے پڑھوادے جس کے حق میں وصیت کی ہے۔

مسئلہ:۔ جن چیزوں سے تمام نمازیں فاسد ہوتی ہیں نماز جنازہ بھی اُن سے فاسد ہو جاتی ہے۔ سوا ایک بات کے کہ عورت مرد کے محاذی ہو جائے تو نماز جنازہ فاسد نہ ہوگی۔

نماز جنازہ میں امام کے کھڑے ہونیکا اسلامی طریقہ

مستحب یہ ہے کہ میت کے سینے کے سامنے امام کھڑا ہو۔ اور میت سے دور نہ ہو میت خواہ مرد ہو یا عورت بالغ ہو یا نابالغ یہ حکم اُس وقت ہے جب کہ ایک ہی میت کی نماز پڑھانی ہو۔ اور اگر میت چند ہوں تو ایک کے سینے کے مقابل اور قریب کھڑا ہو۔

مسئلہ:۔ امام نے پانچ تکبیریں کہیں تو پانچویں تکبیر میں مقتدی امام کی متابعت نہ کرے بلکہ چپ کھڑا رہے۔ جب امام سلام پھیرے تو اُس کے ساتھ سلام پھیر دے۔

مسئلہ:۔ اُس وقت آیا کہ بعض تکبیریں ہو چکی ہیں تو فوراً شامل نہ ہو اُس وقت ہو جب امام تکبیر کہے اور اگر انتظار نہ کیا بلکہ فوراً شامل ہو گیا تو امام کے تکبیر کہنے سے پہلے جو کچھ ادا کیا اُس کا اعتبار نہیں اور اگر وہیں موجود تھا مگر تکبیر تحریمہ کے وقت امام کے ساتھ اَللّٰہُ اَکْبَرُ نہ کہا خواہ غفلت کیوجہ سے دیر ہوئی یا ہنوز نیت ہی کرتا

رہ گیا تو یہ شخص اُس کا انتظار نہ کرے کہ امام دوسری تکبیر کہے تو اُس کے ساتھ شامل ہو بلکہ فوراً ہی شامل ہو جائے۔

نمازِ جنازے میں مسبوق اور لاحق کے احکام

مسبوق یعنی جس کی بعض تکبیریں فوت ہوگئیں وہ اپنی باقی تکبیریں امام کے سلام پھیرنے کے بعد کہے اور اگر یہ اندیشہ ہو کہ دعائیں پڑھے گا تو پوری کرنے سے پہلے لوگ میت کو کندھے تک اٹھا لیں گے تو صرف تکبیریں کہہ لے دعائیں چھوڑ دے۔ لاحق یعنی جو شروع میں شامل ہوا مگر کسی وجہ سے درمیان کی بعض تکبیریں رہ گئیں مثلاً پہلی تکبیر امام کے ساتھ کہی مگر دوسری اور تیسری جاتی رہیں تو امام کی چوتھی تکبیر سے پیشتر یہ تکبیر کہہ لے۔

مسئلہ:۔ چوتھی تکبیر کے بعد جو شخص آیا تو جب تک امام نے سلام نہ پھیرا شامل ہو جائے اور امام کے سلام کے بعد تین بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہہ لے۔

اگر کئی جنازے جمع ہوں

تو ایک ساتھ سب کی نمازیں پڑھ سکتا ہے یعنی ایک ہی نماز میں سب کی نیت کرلے۔ اور افضل یہ ہے کہ سب کی علیحدہ علیحدہ پڑھے اور جب علیحدہ علیحدہ پڑھے تو اُن میں جو افضل ہے۔ اُس کی پہلے پڑھے پھر اُس کی جو اُس کے بعد میں افضل ہے (علیٰ ہٰذا القیاس)

چند جنازوں کی ترتیب کا اسلامی طریقہ

چند جنازے کی ایک ساتھ نماز پڑھائی تو اختیار ہے کہ سب کو آگے پیچھے رکھیں یعنی سب کا سینہ امام کے مقابل ہو یا برابر برابر رکھیں یعنی ایک کی پائنتی یا سرہانے دوسرے کو اور اُس دوسرے کی پائنتی یا سرہانے تیسرے کو وعلیٰ ہذا القیاس۔ اگر آگے پیچھے رکھے تو امام کے قریب اُس کا جنازہ ہو جو سب میں افضل ہو۔ پھر اُس کے بعد جو افضل ہو وعلیٰ ہذا القیاس۔ اور اگر فضیلت میں برابر ہوں تو جس کی عمر زیادہ ہو اسے امام کے قریب رکھیں۔ یہ حکم اُس وقت ہے جب سب ایک جنس کے ہوں اور اگر مختلف جنس کے ہوں تو امام کے قریب مرد ہو اُس کے بعد لڑکا پھر خنثیٰ پھر عورت پھر مراہق یعنی نماز میں جس طرح مقتدیوں کی صف میں ترتیب ہے اس کا عکس یہاں ہے۔ اور اگر آزاد و غلام کے جنازے ہوں تو آزاد کو امام کے قریب رکھیں گے اگرچہ نابالغ ہو۔ اس کے بعد غلام کو اور کسی ضرورت سے ایک ہی قبر میں چند مردے دفن کریں تو ترتیب عکس کریں یعنی قبلے کو اسے رکھیں جو افضل ہے جبکہ سب مرد یا سب عورتیں ہوں ورنہ قبلے کی جانب کو رکھیں۔ پھر لڑکے پھر خنثیٰ پھر عورت پھر مراہقہ کو۔

مسئلہ:۔ نماز جنازہ میں امام بے وضو ہو گیا اور کسی کو اپنا خلیفہ کیا تو جائز ہے۔

اگر میّت کو بغیر نماز پڑھے دفن کر دیا

اور مٹی بھی دے دی گئی تو اب اُس کی قبر پر نماز پڑھیں جب تک پھٹنے کا گمان نہ ہو اور مٹی نہ دی گئی ہو تو نکالیں اور نماز پڑھ کر دفن کریں اور قبر پر نماز پڑھنے میں دنوں

کی کوئی تعداد مقرر نہیں کہ کتنے دن تک پڑھی جائے کیونکہ یہ موسم اور زمین اور میت کے جسم وعرض کے اختلاف سے مختلف ہے۔ گرمی میں جلد پھٹے گا اور جاڑے میں بہت دیر سے یا شور زمین میں جلد خشک ہوگا اور غیر شور میں دیر سے اور فربے جسم جلد پھٹے گا۔ لاغر دیر سے۔

نماز جنازہ مسجد میں مکروہ ہے

مسجد میں نماز جنازہ مطلقاً مکروہ تحریمی ہے۔ خواہ میت مسجد کے اندر ہو یا باہر سب نمازی مسجد میں ہوں یا بعض کیونکہ حدیث میں نماز جنازہ مسجد میں پڑھنے کی ممانعت آئی ہے۔ شارع عام اور دوسرے کی زمین پر نماز جنازہ پڑھنا منع ہے جب کہ مالک زمین منع کرتا ہو۔

مسئلہ:۔ جمعہ کے دن کسی کا انتقال ہوا تو اگر جمعے سے پہلے تجہیز وتکفین ہو سکے تو پہلے ہی کرلیں۔ اس خیال سے روک رکھنا کہ جمعہ کے بعد مجمع زیادہ ہوگا مکروہ ہے۔

نماز مغرب کے وقت جنازہ آیا

تو فرض اور سنتیں پڑھ کر نماز جنازہ پڑھیں۔ یوہیں کسی اور فرض نماز کے وقت جنازہ آئے اور جماعت تیار ہو تو فرض وسنت پڑھ کر نماز جنازہ پڑھیں بشرطیکہ نماز جنازہ کی تاخیر میں جسم خراب ہونے کا اندیشہ نہ ہو۔

مسئلہ:۔ نماز عید کے وقت جنازہ آیا تو پہلے عید کی نماز پڑھیں پھر جنازہ پھر خطبہ اور گہن کی نماز کے وقت آئے تو پہلے جنازہ پھر گہن کی نماز۔

مسئلہ:۔ مسلمان مرد یا عورت کا بچہ زندہ پیدا ہوا یعنی اکثر حصہ باہر ہونے کے وقت

زندہ تھا پھر مرگیا تو اُس کو غسل و کفن دیں گے اور اُس کی نماز پڑھیں گے ورنہ اُسے ویسے ہی نہلا کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے اُس کے لیے غسل و کفن بطریق مسنون نہیں اور نماز بھی اُس کی نہیں پڑھی جائے گی یہاں تک کہ سر جب باہر ہوا تھا اس وقت چیختا تھا۔ مگر اکثر حصہ نکلنے سے پیشتر مر گیا تو نماز نہ پڑھی جائے گی۔ اکثر کی مقدار یہ ہے کہ سر کی جانب سے ہو تو سینے تک اکثر ہے اور پاؤں کی جانب سے ہو تو کمر تک اکثر ہے۔

مسئلہ: بچے کی ماں یا جنائی نے زندہ پیدا ہونے کی شہادت دی تو اُس کی نماز پڑھی جائے گی۔ مگر وارث ہونے کے بارے میں اُن کی گواہی معتبر نہیں یعنی بچہ اپنے باپ فوت شدہ کا وارث قرار نہیں دیا جائے گا۔ نہ بچے کی وارث اُس کی ماں ہو گی یہ حکم اُس وقت ہے کہ خود باہر نکلا ہو اور اگر کسی نے حاملہ کے شکم پر ضرب لگائی کہ بچہ مرا ہوا باہر نکلا تو وارث ہو گا اور وارث بنائے گا۔

بہر صورت بچے کا نام رکھا جائے

بچہ زندہ پیدا ہو یا مردہ اُس کی خلقت تمام ہو یا ناتمام بہرحال اُس کا نام رکھا جائے۔ اور قیامت کے دن اُس کا حشر ہو گا۔

مسئلہ:۔ مسلمان کا بچہ کافرہ سے پیدا ہوا اور وہ اُس کی منکوحہ نہ تھی۔ یعنی وہ بچہ زنا کا ہے تو اُس کی نماز پڑھی جائے۔

قبر و دفن کا اسلامی طریقہ

میت کو دفن کرنا فرض کفایہ ہے اور یہ جائز نہیں کہ میت کو زمین پر رکھ دیں اور

چاروں طرف سے دیواریں قائم کر کے بند کردیں۔

دفن میں انبیائے کرام کی خصوصیت

جس جگہ انتقال ہوا اُس جگہ دفن نہ کریں کیونکہ یہ بات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے لیے خاص ہے بلکہ مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کریں۔ مقصد یہ ہے کہ اُس کے لیے کوئی خاص مدفن نہ بنایا جائے۔ میّت بالغ ہو یا نابالغ۔

مسئلہ:۔ قبر کی لمبائی میّت کے قد برابر ہو۔ اور چوڑائی آدھے قد کے اور گہرائی کم سے کم قد کے اور بہتر یہ ہے کہ گہرائی میّت کے قد برابر ہو اور متوسّط درجہ یہ کہ سینہ تک ہو۔ اِس مقدار سے مراد یہ ہے کہ لحد یا صندوق اتنا ہو۔ یہ نہیں کہ جہاں سے کھودنی شروع کی وہاں سے آخر تک یہ مقدار ہو۔

قبر دو قسم کی ہوتی ہے

اول لحد کہ قبر کھود کر اُس میں قبلہ کی طرف میّت کے رکھنے کی جگہ کھودیں دوم صندوق جو ہندوستان میں عموماً رائج ہے لحد سنّت ہے اگر زمین اِس قابل ہو یہی کریں اور نرم زمین ہو تو صندوق میں حرج نہیں۔

مسئلہ:۔ قبر کے اندر چٹائی وغیرہ بچھانا ناجائز ہے کیونکہ یہ بے سبب مال ضائع کرنا ہے۔

مسئلہ:۔ تابوت کہ میّت کو لکڑی وغیرہ کے صندوق میں رکھ کر دفن کریں یہ مکروہ ہے مگر جب ضرورت ہو جیسے زمین بہت تر ہے تو حرج نہیں اور اِس صورت میں

سُنّت یہ ہے کہ اُس میں مٹی بچھادیں اور داہنے بائیں خام اینٹیں لگادیں اور اُوپر کہگل کردیں۔ غرض یہ کہ اندر کا حصّہ مثل لحد کے ہوجائے اور لوُہے کا تابوت مکروہ ہے
مسئلہ:۔ قبر کے اس حصّہ میں کہ میّت کے جسم سے قریب ہے پکّی اینٹ لگانا مکروہ ہے، کیونکہ اینٹ آگ سے پکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو آگ کے اثر سے بچائے۔

قبر میں اترنے والے اشخاص کی تعداد

معیّن نہیں دو تین جو مناسب ہوں اتریں اور بہتر یہ کہ اترنے والے قوی و نیک و امین ہوں کہ کوئی بات نامناسب دیکھیں تو لوگوں پر ظاہر نہ کریں۔

جنازہ قبر سے کس طرف رکھا جائے

جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھنا مستحب ہے تاکہ میّت قبلہ کی جانب سے قبر میں اتاری جائے یوں نہیں کہ قبر کی پائنتی رکھیں اور سر کی جانب قبر سے ملائیں۔

عورت کو قبر میں کون اتارے

عورت کو اُس کے قریب کے رشتہ دار یہ نہ ہوں تو دوسرے رشتہ دار یہ بھی نہ ہوں تو پرہیزگار اجنبی کے اتارنے میں مضائقہ نہیں۔
مسئلہ:۔ میّت کو قبر میں رکھتے وقت یہ دُعا پڑھیں۔ بِسۡمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوۡلِ اللّٰهِ۔ ترجمہ۔ اللہ ہی کے نام کے ساتھ ہم تم کو رکھتے ہیں اور رسول اللہ ہی کی مِلّت پر سپرد کرتے ہیں۔

میّت کو قبر میں کس طرح لٹائیں

میّت کو داہنے طرف کروٹ پر لٹائیں اور اُس کا منہ قبلہ کو کریں اگر قبلہ کی طرف منہ کرنا بھول گئے اور تختے لگانے کے بعد یاد آیا تو تختے ہٹا کر قبلہ رو کر دیں اور مٹی دینے کے بعد یاد آیا تو نہیں یو ہیں اگر بائیں کروٹ پر رکھا یا جدھر سرا ہنا ہوتا اُدھر پاؤں کئے تو اگر مٹی دینے سے پہلے یاد آیا ٹھیک کر دیں ورنہ نہیں۔

قبر میں رکھ کر کفن کی بندش کھولدیں

کیونکہ اب ضرورت نہیں رہی اور نہ کھولی تو حرج نہیں قبر میں رکھنے کے بعد لحد کو کچی اینٹوں سے بند کریں اور زمین نرم ہو تو تختے لگانا بھی جائز ہے تختوں کے درمیان جھری رہ گئی تو اسے ڈھیلے وغیرہ سے بند کر دیں۔ صندوق کا بھی یہی حکم ہے۔

عورت کے لیے پردہ کیا جائے

عورت کا جنازہ ہو تو قبر میں اتارنے سے تختے لگانے تک قبر کو کپڑے وغیرہ سے چھپائے رکھیں۔ مرد کی قبر کو دفن کرتے وقت نہ چھپائیں البتہ منہ وغیرہ کوئی عذر ہو تو چھپانا جائز ہے عورت کا جنازہ بھی ڈھکا رہے

مٹی دینے کا اسلامی طریقہ

مستحب یہ ہے کہ سرہانے کی طرف دونوں ہاتھوں سے تین بار مٹی ڈالیں۔ پہلی

بار کہیں۔ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ دوسری بار وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ تیسری بار وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى ترجمہ (۱) اسی زمین سے ہم نے تم کو پیدا کیا (۲) اور اسی میں تم کو لوٹائینگے (۳) اور اسی سے دوبارہ تم کو نکالیں گے۔ باقی مٹی کھرپی یا پھوڑے وغیرہ سے قبر میں ڈالیں اور جتنی مٹی قبر سے نکلی اُس سے زیادہ ڈالنا مکروہ ہے۔

قبر بنانے کا اسلامی طریقہ

قبر چوکھنٹی نہ بنائیں بلکہ اُس میں ڈھال رکھیں جیسے اونٹ کا کوہان اور اُس پر پانی چھڑکنا بہتر ہے اور اُس کی اونچائی ایک بالشت یا کچھ زیادہ ہو۔

مسئلہ: جہاز پر انتقال ہوا۔ اور کنارہ قریب نہ ہو تو غسل و کفن دے کر نماز پڑھکر سمندر میں ڈبو دیں۔

قبر پر قُبّہ بنانے کا اسلامی حکم

علماء و سادات کی قبروں پر قُبّہ وغیرہ بنانے میں حرج نہیں اور قبر کو پختہ نہ کیا جائے یعنی اندر سے پختہ نہ کی جائے اور اگر اندر خام ہو اوپر پختہ تو حرج نہیں۔

دفن کے بعد کیا عمل مستحب ہے

یہ کہ قبر پر سورۂ بقر کا اوّل سرہانے پڑھیں یعنی الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک اور سورۂ بقر کا آخر پائنتی پڑھیں یعنی اٰمَنَ الرَّسُوْل سے ختم سورت تک۔

مسئلہ: دفن کے بعد قبر کے پاس اتنی دیر ٹھہرنا مستحب ہے جتنی دیر میں اونٹ

ذبح کر کے گوشت تقسیم کر دیا جائے کیونکہ لوگوں کے ٹھہرنے سے میت کو انس ہو گا۔ اور نکیرین کا جواب دینے میں وحشت نہ ہوگی۔ اور اتنی دیر تک تلاوتِ قرآن اور میت کے لیے دُعا و استغفار کریں۔ اور یہ دُعا کریں کہ سوال نکیرین کے جواب میں ثابت قدم رہے۔

مسئلہ:۔ قبر پر بیٹھنا۔ سونا چلنا پاخانہ پیشاب کرنا حرام ہے۔

قبرستان میں نئے راستہ کا اسلامی حکم

قبرستان میں جو نیا راستہ نکالا گیا اُس سے گذرنا ناجائز ہے خواہ نیا ہونا اسے معلوم ہو یا اُس کا گمان ہو اور اگر اپنے کسی رشتہ دار کی قبر تک جانا چاہتا ہے مگر قبر پر گذرنا پڑے گا۔ تو وہاں تک جانا منع ہے دور ہی سے فاتحہ پڑھ دے۔

قبرستان میں جوتیاں پہن کر نہ جائے

ایک شخص کو حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جوتے پہنے دیکھا۔ فرمایا جوتے اتار دو۔ نہ قبر والے کو تم ایذا دو نہ وہ تمھیں۔

مسئلہ:۔ قبر پر قرآن پڑھنے کے لیے حافظ مقرر کرنا جائز ہے جب کہ پڑھنے والے اجرت پر نہ پڑھتے ہوں کیونکہ اُجرت پر قرآن مجید پڑھنا اور پڑھوانا ناجائز ہے اور اگر اجرت پر پڑھوانا چاہے تو اُس کے لیے حیلہ شرعی یہ ہے کہ اپنے کام کاج کے لیے نوکر رکھے پھر اُس سے یہ کام لے۔

شجرہ یا عہد نامہ رکھنے کا اسلامی طریقہ

قبر میں شجرہ یا عہد نامہ رکھنا جائز ہے اور بہتر یہ ہے کہ میت کے منھ کے سامنے قبلہ کی جانب طاق کھود کر اُس میں رکھیں اور علامہ محمد علاؤالدین مصنف درمختار قدس سرہ نے فرمایا کہ کفن پر عہد نامہ لکھنا جائز ہے اس سے مغفرت کی امید کی جاتی ہے میت کے سینہ اور پیشانی پر بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ لکھنا جائز ہے۔ ایک شخص نے اس کی وصیت کی تھی انتقال کے بعد سینہ اور پیشانی پر بِسۡمِ اللّٰہِ شریف لکھدی گئی پھر کسی نے انھیں خواب میں دیکھا حال پوچھا، کہا جب میں قبر میں رکھا گیا۔ عذاب کے فرشتے آئے۔ فرشتوں نے جب پیشانی پر بِسۡمِ اللّٰہِ شریف دیکھی تو مجھ سے کہا کہ تو عذاب سے بچ گیا۔ یوں بھی ہو سکتا ہے کہ پیشانی پر بِسۡمِ اللّٰہِ شریف لکھیں اور سینہ پر کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ۔ مگر نہلانے کے بعد کفن پہنانے سے پیشتر کلمہ کی انگلی سے لکھیں روشنائی سے نہ لکھیں۔

عہد نامہ کس کو کہتے ہیں

اُس چیز کو کہتے ہیں جس پر وہ عہد لکھا ہو جو بندہ اور رب تبارک وتعالیٰ کے درمیان عالم ارواح میں روز ازل ہوا تھا۔ اس عہد پر دلالت کرنے والے مختصر الفاظ علماء کرام کے تحریر کردہ یہ ہیں۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکۡبَرُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحۡدَہٗ لَا شَرِیۡکَ لَہٗ لَہُ الۡمُلۡکُ وَلَہُ الۡحَمۡدُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَلَا حَوۡلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الۡعَلِیِّ الۡعَظِیۡمِ۔ ترجمہ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اللہ بڑا ہے اللہ

یکتا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ نہ اُس کا کوئی شریک۔ اسی کے لیے بادشاہت ہے اور اُسی کے لیے سب خوبیاں۔ کوئی معبود برحق اللہ کے سوا نہیں اور نہ طاقت ہے اور نہ قوت مگر اللہ کے ساتھ جو بلندی وعظمت والا ہے۔ اور مفصل الفاظ یہ ہیں۔

اَللّٰھُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ اِنِّیْ اَعْھَدُ اِلَیْکَ فِیْ ھٰذِہِ الْحَیَاۃِ الدُّنْیَا اَنِّیْ اَشْھَدُ اَنَّکَ اَنْتَ اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَلَا تَکِلْنِیْ اِلٰی نَفْسِیْ وَتُقَرِّبْنِیْ مِنَ الشَّرِّ وَتُبْعِدُنِیْ مِنَ الْخَیْرِ وَاَنَا لَا اَثِقُ اِلَّا بِرَحْمَتِکَ فَاجْعَلْ لِیْ عَھْدًا عِنْدَکَ تُوَفِّیْنِیْہِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ۔

(ترجمہ) اے اللہ آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے باطن اور ظاہر کے جاننے والے بہت مہربانی والے۔ رحمت والے۔ بیشک میرا تجھ سے اس دنیوی زندگی میں یہ عہد ہے کہ میں اِس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ تو ہی معبود برحق ہے۔ تجھ یکتا کے سوا کوئی معبود برحق نہیں نہ تیرا کوئی شریک اور گواہی دیتا ہوں کہ محمدؐ تیرے بندے اور تیرے رسول ہیں صلی اللہ علیہ وسلم۔ پس میرے معاملہ کو میرے اُوپر مت چھوڑ دینا اور مجھکو شر سے قریب اور خیر سے بعید مت کرنا اور مجھ کو تیری رحمت ہی پر بھروسہ ہے تو میرا یہ عہد اپنے نزدیک محفوظ فرمائے تاکہ قیامت کے دن تو مجھ کو اُس کی جزا عطا فرمائے کیونکہ تو وعدہ خلافی نہیں فرماتا۔

زیارت قبُور کے ایّام

زیارت قبور مستحب ہے۔ ہر ہفتہ میں ایک دن زیارت کرے۔ جمعہ یا جمعرات

یا ہفتہ یا پیر کے دن مناسب ہے اور سب میں افضل روز جمعہ وقت صبح ہے۔ اولیاء کرام کے مزارات طیبہ پر سفر کر کے جانا جائز ہے وہ اپنے زائر کو نفع پہنچاتے ہیں اور اگر وہاں کوئی بات خلاف شرع ہو جیسے عورتوں سے اختلاط تو اُس کی وجہ سے زیارت ترک نہ کی جائے کیونکہ ایسی باتوں سے نیک کام ترک نہیں کیا جاتا۔ بلکہ اسے بُرا جانے اور ممکن ہو تو بُری بات زائل کرے۔

مسئلہ: عورتوں کے لیے بھی زیارت قبور جائز ہے۔ مگر اسلم طریقہ اُن کے حق میں یہ ہے کہ زیارت قبور کے لیے نہ جائیں۔

زیارت قبور کا اسلامی طریقہ

زیارت قبر کا طریقہ یہ ہے کہ پائنتی کی جانب سے جا کر میت کے سامنے کھڑا ہو۔ سرہانے سے نہ آئے کہ میت کے لیے باعث تکلیف ہے کیونکہ میت کو گردن پھیر کر دیکھنا پڑے گا۔ کہ کون آتا ہے پھر یوں کہے اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِیْنَ وَاِنَّا اِنْشَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ لَاحِقُوْنَ۔ ترجمہ۔ سلام ہو تم پر اے قوم مومنین اور ہم بھی انشاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں۔ پھر فاتحہ پڑھے اور بیٹھنا چاہے تو اتنے فاصلہ پر بیٹھے جتنے فاصلے پر زندگی میں بیٹھ سکتا تھا۔

فاتحہ میں کیا پڑھے

اگر یاد ہو تو اَلْحَمْدُ شریف اور الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک اور آیۃ الکرسی اور اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے آخر سورہ تک اور سورہ یٰسٓ اور تَبَارَکَ الَّذِیْ اور اَلْھٰکُمُ التَّکَاثُرُ

ایک ایک بار۔ اور قُل ھُوَ اللہ گیارہ بار پڑھے اور اِن سب کا ثواب اموات کو پہنچائے حدیث میں ہے جو گیارہ بار قُل ھُوَ اللہ شریف پڑھ کر اُس کا ثواب اموات کو پہنچائے تو اموات کی گنتی برابر اُسے ثواب ملے گا۔ اور اگر یہ سب یاد نہو تو جو یاد ہو اُسے پڑھ کر اموات کو ثواب پہنچائے۔

کس چیز کا ثواب پہنچایا جاسکتا ہے

نماز۔ روزہ۔ حج۔ زکوٰۃ اور ہر قسم کی عبادت اور ہر عملِ نیک فرض و نفل کا ثواب احیاء اور اموات دونوں کو پہنچا سکتے ہیں۔ پہنچانے والے کے ثواب میں کچھ کمی نہیں ہوتی بلکہ اُس کی رحمت سے امید ہے کہ سب کو پورا ملے گا۔ یہ نہیں کہ اُس ثواب کی تقسیم ہو کر ٹکڑا ٹکڑا ملے بلکہ یہ امید ہے کہ ثواب پہنچانے والے کے لیے اُن سب کے مجموعہ کے برابر ملے گا۔ مثلاً کوئی نیک کام کیا جس کا ثواب کم از کم دس ملے گا۔ اُس نے دس اموات کو پہنچایا تو ہر ایک کو دس دس ملے گا۔ اور اُس کو ایک سو دس اور ہزار کو پہنچایا تو اسے دس ہزار دس وعلیٰ ہٰذا القیاس۔

ایصال ثواب کا اسلامی طریقہ

(جس چیز کا ثواب پہنچانا چاہتا ہے) بارگاہِ الہٰی میں یوں عرض کرے اے اللہ اِس پر اپنے فضل و کرم سے ثواب عطا فرما۔ میں اِس ثواب کو حضور پُر نور رحمت عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں۔ حضور کے طفیل میں تمام انبیائے کرام کی خدمات میں اور خلفائے راشدین۔ جملہ صحابہ کرام۔ جملہ اُمّہات المومنین۔ شہدائے کربلا

خصوصًا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں تابعین اور تبع تابعین ائمہ مجتہدین خصوصًا امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں۔ جملہ سلسلہ ں کے مشائخ واولیائے عظام اور اہل بیت کرام خصوصًا حضور غوث پاک شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں۔ آپ کے والدین کریمین اور ازواج مطہرات اور تمام اہلِ سلسلہ کی خدمات میں اور خصوصًا حضور غریب نواز خواجہ معین الدین اجمیری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں۔ آپ کے والدین کریمین اور اہلیہ محترمہ اور تمام اہلِ سلسلہ کی خدمات میں اور جملہ مومنین و مومنات کی خدمات میں خصوصًا فلاں کی (اپنے اس عزیز کا نام ذکر کرے جس کو ثواب پہنچانا چاہتا ہے)، خدمت میں۔

تلقین کا اسلامی طریقہ

دفن کے بعد مردہ کو تلقین کرنا مشروع ہے۔ حدیث میں وارد ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ جب تمھارا کوئی مسلمان بھائی وفات پائے اور اُس کی مٹی دے چکو تو تم میں ایک شخص قبر کے کنارے کھڑا ہو کر کہے۔ یا فلاں ابن فلانہ (فلاں کی جگہ اُس کا نام اور فلانہ کی جگہ اُس کی ماں کا نام ذکر کرے) وہ سنے گا اور جواب نہ دے گا پھر کہے یا فلاں ابن فلانہ وہ سیدھا ہو کر بیٹھ جائے گا۔ پھر کہے یا فلاں ابن فلانہ اس پر وہ کہے گا ہمیں رہنمائی کر اللہ تجھ پر رحم فرمائے۔ مگر تمھیں اُس کے کہنے کی خبر نہیں ہوتی پھر کہے۔ اُذْكُرْ مَا خَرَجْتَ مِنَ الدُّنْيَا شَهَادَةَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَّكَ رَضِيْتَ بِاللّٰهِ رَبًّا وَّبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا وَّبِالْقُرْاٰنِ اِمَامًا (ترجمہ) تو اُسے یاد کر جس پر

تو دنیا سے نکلا یعنی یہ گواہی کہ اُس کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اُس کے بندہ اور رسول ہیں۔ اور یہ کہ تو اللہ کے رب اور اسلام کے دین اور محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نبی اور قرآن کے امام ہونے پر راضی تھا۔) حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اِس تلقین کو سن کر نکیرین ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر کہیں گے۔ چلو ہم اِس کے پاس کیا بیٹھیں جسے لوگ اُس کی حجت سکھا چکے اس پر کسی نے حضور سے عرض کی۔ اگر اس کی ماں کا نام معلوم نہ ہو۔ فرمایا۔ حوّا کی طرف نسبت کرے یعنی ماں کے نام کی جگہ لفظ حوّا بیان کرے۔

مسئلہ:۔ قبر پر سے تر گھاس نوچنا نہ چاہیے۔ کیونکہ وہ تسبیح کرتی ہے اور تسبیح سے رحمت اترتی ہے اور میت کو انس ہوتا ہے اور نوچنے میں میت کا حق ضائع کرنا ہے۔

تعزیت کا اسلامی طریقہ

تعزیت مسنون ہے۔ حدیث میں وارد ہوا جو اپنے بھائی مسلمان کی مصیبت میں تعزیت کرے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسے کرامت کا جوڑا پہنائے گا۔ تعزیت میں یہ کہے۔ اللہ تعالیٰ میت کی مغفرت فرمائے اور اُس کو اپنی رحمت میں ڈھانکے اور آپ کو صبر دے۔ اور اِس مصیبت پر ثواب عطا فرمائے

مسئلہ:۔ تعزیت کا وقت موت سے تین دن تک ہے۔ اُس کے بعد تعزیت مکروہ ہے مگر جب تعزیت کرنے والا یا جس کی تعزیت کی جائے۔ وہاں موجود نہ ہو یا موجود ہے مگر اسے علم نہیں تو بعد تین یوم کے تعزیت کرنے میں حرج نہیں۔

کس کس کی تعزیت کی جائے

مستحب یہ ہے کہ میّت کے تمام اقارب کو تعزیت کریں چھوٹے بڑے مرد عورت سب کو مگر عورت کو اس کے محارم ہی تعزیت کریں۔

مسئلہ: میّت کے اعزہ کا گھر میں بیٹھنا کہ لوگ اُن کی تعزیت کو آئیں اس میں حرج نہیں اور مکان کے دروازے پر یا شارع عام پر بچھونے بچھا کر بیٹھنا جیسے آجکل لوگ کرتے ہیں بُری بات ہے۔

اہلِ میّت کے لیے کھانا بھیجنے کا اسلامی طریقہ

میّت کے پڑوسی یا دور کے رشتہ دار میّت کے گھر والوں کے واسطے اُس دن اور رات کے لیے کھانا بھیجیں اور انھیں اصرار کر کے کھلائیں۔ یہ کھانا بھیجنا صرف پہلے دن سنّت ہے۔ اُس کے بعد مکروہ۔ اور یہ کھانا صرف گھر والے کھائیں اور انھیں کے لائق بھیجا ئے۔ زیادہ نہیں اوروں کو وہ کھانا منع ہے۔

مسئلہ: میّت کے گھر والے تیجہ وغیرہ کے دن دعوت کریں تو ناجائز و بدعت قبیحہ ہے کیونکہ دعوت تو خوشی کے وقت مشروع ہے نہ کہ غم کے وقت۔ اور اگر فقراؤ مساکین کو کھلائیں تو بہتر ہے۔

مصیبت پر صبر کرنے کا اسلامی امتیاز

مصیبت پر آدمی صبر کرے تو اسے دو ثواب ملتے ہیں ایک مصیبت کا دوسرا صبر

کا اور جزع فزع سے دونوں جاتے رہتے ہیں۔

حدیث: سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں جس مسلمان مرد یا عورت پر کوئی مصیبت پہنچی اسے یاد کر کے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ کہے اگرچہ مصیبت کا زمانہ دراز ہو گیا ہو تو اُس پر اللہ تعالیٰ نیا ثواب عطا فرماتا ہے اور ویسا ہی ثواب دیتا ہے جیسا اُس دن کہ مصیبت پہنچی تھی۔

اپنے مردوں کو تکلیف مت پہنچاؤ

حدیث: سیّد عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے ارشاد فرمایا۔ اے اللہ کے بندو اپنے مردوں کو تکلیف نہ دو۔ جب تم رونے لگتے ہو وہ بھی روتا ہے۔

حدیث: نیز فرمایا جو شخص مرتا ہے اور رونے والا اُس کی خوبیاں بیان کر کے روتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس میت پر دو فرشتہ مقرر فرماتا ہے جو اسے کونچتے ہیں اور کہتے ہیں کیا تو ایسا تھا۔

مسئلہ: آواز سے رونا منع ہے اور آواز بلند نہو تو اُس کی ممانعت نہیں۔ بلکہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر بُکا فرمایا۔ جسمیں آواز بلند نہ تھی۔

مسئلہ: مرنے پر تین دن سے زیادہ سوگ جائز نہیں مگر عورت شوہر کے مرنے پر چار مہینہ دس دن سوگ کرے۔

شہید کی تعریف

اصطلاحِ فقہ میں شہید اس مسلمان عاقل بالغ طاہر کو کہتے ہیں جو بطور ظلم کسی آلہ جارحہ سے قتل کیا گیا اور نفسِ قتل سے مال واجب نہوا ہو اور اس نے دنیا سے نفع بھی نہ اٹھایا ہو۔ ایسے شہید کا حکم یہ ہے کہ غسل نہ دیا جائے ویسے ہی خون سمیت دفن کر دیں پس جس مقتول میں یہ آٹھ باتیں پائی جائیں گی وہ فقہائے کرام کی اصطلاح میں شہید ہے اور اگر ان میں سے ایک بات بھی نہ پائی جائے تو شہید نہیں مگر شہید نہ ہونے کا مطلب صرف اتنا ہے کہ اُس کو غسل دیا جائے گا۔ یہ نہیں کہ شہادت کا ثواب بھی نہ پائے بلکہ فقہی شہید کے سوا چھتیس اشخاص اور ہیں جن کو آخرت میں شہادت کا ثواب ملے گا بلکہ بعض اوقات آخرت سے پیشتر دنیا ہی میں اُن کی امتیازی شان ظاہر کر دی جاتی ہے۔ جس پر واقعہ ذیل روشن دلیل ہے۔

فرشتے غسل دے رہے ہیں

ہجرت کے تیسرے سال بتاریخ ۷، ماہ شوال روز شنبہ جنگ احد واقع ہوئی حنظلہ نامی ایک صحابی ہیں جن کا نکاح حضرت عبد اللہ ابن ابی کی ہمشیرہ (جمیلہ) کے ساتھ اُس جنگ کی شب میں ہوا تھا۔ اور یہ شب اُن کے لیے شبِ زفاف تھی صبح اٹھ کر غسل شروع کیا اور ابھی سر کی ایک جانب ہی دھونے پائے تھے کہ کان میں آواز آئی یَاخَیلَ اللہِ اے اللہ کے شہسوارو چلو۔ اُس آواز کا سننا تھا کہ دل کی دنیا میں ہلچل پڑ گئی۔ ایمانی جذبات نے مشتعل ہو کر قابو سے باہر کر دیا اتنا ضبط بھی نہ ہو سکا کہ

غسل کو پورا کر لیتے۔ غسل کو ناتمام چھوڑا فوراً ہتھیار لے کر میدان جنگ میں آکودے۔ اور بہت سے کافروں کو موت کے گھاٹ اتار کر جام شہادت نوش فرمایا۔ اختتام جنگ پر صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ حنظلہ کی نعش نہیں ملتی۔ فرمایا انھیں زمین وآسمان کے درمیان فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ جاؤ اُن کی اہلیہ سے واقعہ دریافت کرو۔ لوگوں نے جاکر دریافت کیا تب انھوں نے وہی بتایا کہ غسل کو تمام کیے بغیر (بحالت جنابت) چلے گئے تھے۔ مولیٰ تعالیٰ کو اُن کی یہ ادا پسند آئی۔ اور اُن کے دینی جذبات کا احترام دنیا میں اس طرح ظاہر فرمایا کہ اُن کے غسل کی خدمت فرشتوں کے معصوم ہاتھوں سے انجام دلوائی اسی واقعہ کے پیش نظر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اگر بحالت جنابت شہادت پائی تو غسل دیا جائے گا۔ ہمارے لیے اس واقعہ میں یہ تعلیم ہے کہ مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ عزیز واقارب بلکہ مال ودولت زن وفرزند سب کی محبّت پر دین کی محبّت غالب رکھتا ہے اور کسی کی محبت دین کی خدمت سے اُس کو روک نہیں سکتی۔

مسئلہ:۔ شہید کے بدن پر جو چیزیں از قسم کفن نہوں اتار لی جائیں جیسے پوستین زرہ۔ ٹوپی۔ خود۔ ہتھیار۔ روئی کا کپڑا۔ اور اگر کفن سنّت میں کچھ کمی پڑے تو اضافہ کیا جائے۔ اور پاجامہ نہ اتارا جائے۔ اور اگر کمی ہے مگر پورا کرنے کو کچھ نہیں تو پوستین اور روئی کا کپڑا نہ اتاریں شہید کے سب کپڑے اتار کر نئے کپڑے دینا مکروہ ہے۔

مسئلہ:۔ جیسے اور اموات کو خوشبو لگاتے ہیں شہید کو بھی لگائیں۔ اور شہید کا خون نہ دھویا جائے۔ خون سمیت دفن کریں۔ اور اگر کپڑے میں نجاست لگی ہو تو دھو ڈالیں۔ اور شہید کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔

اِس کے سوا چھتیس ۳۶ شہید اور ہیں

(۱) جو طاعون سے مرا شہید ہے (۲) جو ڈوب کر مرا شہید ہے (۳) جو ذات الجنب (نمونیہ) میں مرا شہید ہے۔ (۴) جو پیٹ کی بیماری میں مرا شہید ہے (۵) جو جل کر مرا شہید ہے (۶) جس کے اوُپر دیوار وغیرہ ڈھ پڑے اور مر جائے شہید ہے (۷) وہ عورت کہ بچّہ ہونے یا کوارے پن میں مر جائے شہید ہے۔

دربارِ الٰہی میں ایک مقدمہ کی پیشی اور فیصلہ

سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم نے فرمایا جو طاعون میں مرے اُن کے بارے میں اللہ عزّوجلّ کے دربار میں مقدمہ پیش ہوگا۔ شہید کہیں گے یہ ہمارے بھائی ہیں یہ ویسے ہی قتل کیے گئے جیسے ہم۔ اور بچھونوں پر وفات پانے والے کہیں گے یہ ہمارے بھائی ہیں یہ اپنے بچھونوں پر مرے جیسے ہم۔ اللہ عزّوجلّ فرمائے گا ان کے زخم دیکھو اگر اِن کے زخم مقتولوں کے مشابہ ہوں تو یہ انھیں میں ہیں اور انھیں کے ساتھ ہیں۔ دیکھیں گے تو اُن کے زخم شہید کے زخم کے مشابہ ہوں گے۔ اسی واسطے شہداء میں شامل کردئے جائیں گے (۸) سفر میں مرے تو شہید ہے (۹) سِل کی بیماری میں مرا تو شہید ہے (۱۰) سواری سے گر کر یا مرگی سے مرا تو شہید ہے۔ (۱۱) بخار میں مرا شہید ہے (۱۲) مال (۱۳) یا جان (۱۴) یا اہل (۱۵) یا کسی حق کے بچانے میں قتل کیا گیا تو شہید ہے (۱۶) عشق میں مرا تو شہید ہے بشرطیکہ پاک دامن ہو اور چھپایا ہو (۱۷) کسی درندہ نے پھاڑ کھایا تو شہید ہے (۱۸) بادشاہ نے ظلماً قید کیا اور مرگیا تو شہید ہے (۱۹) بادشاہ

نے ظلماً مارا اور مر گیا تو شہید ہے (۲۰) کسی موذی جانور کے کاٹنے سے مرا تو شہید ہے۔
(۲۱) علمِ دین کی طلب میں مرا تو شہید ہے۔ (۲۲) موذن جو طلب ثواب کے لیے اذان کہتا ہو مرنے پر شہید ہے (۲۳) تاجر راست گو مرے تو شہید ہے (۲۴) جسے سمندر کے سفر میں متلی اور قے آئی اور مر گیا تو شہید ہے (۲۵) جو اپنے بال بچوں کے لیے سعی کرے اُن میں احکام الٰہی قایم کرے اور انھیں حلال کھلائے تو مرنے پر شہید ہے (۲۶) جو ہر روز پچیس بار یہ پڑھے شہید ہے اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لِیْ فِی الْمَوْتِ وَفِیْمَا بَعْدَ الْمَوْتِ۔ (ترجمہ) اے اللہ میرے لیے موت میں برکت عطا فرما اور موت کے مابعد میں۔
(۲۷) جو چاشت کی نماز پڑھے اور ہر مہینے میں تین روزے رکھے اور وتر کو سفر و حضر میں کبھی ترک نہ کرے وہ شہید ہے۔ (۲۸) فسادِ اُمّت کے وقت سنّت پر عمل کرنے والا شہید ہے بلکہ اُس کے لیے سو شہیدوں کا ثواب ہے (۲۹) جو مرض میں لَآ اِلٰہَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ چالیس بار کہے اور اس مرض میں مر جائے تو شہید ہے اور اگر اچھا ہو گیا تو مغفرت ہو جائے گی (۳۰) کفّار کے مقابلہ کے لیے سرحد پر گھوڑا باندھنے والا شہید ہے (۳۱) جو ہر رات میں سورہ یٰسین شریف پڑھے (۳۲) جو باطہارت سویا اور مر گیا شہید ہے (۳۳) جو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلّم پر سو بار درود شریف پڑھے شہید ہے۔ (۳۴) جو سچے دل سے یہ سوال کرے کہ اللہ کی راہ میں قتل کیا جاؤں شہید ہے (۳۵) جو جمعہ کے دن مرے شہید ہے (۳۶) جو صبح کو اَعُوْذُ بِاللّٰہِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ تین بار پڑھ کر سورۂ حشر کی پچھلی تین آیتیں پڑھے تو اللہ تعالیٰ ستر ہزار فرشتے مقرر فرمائے گا۔ کہ اُس کے لیے شام تک استغفار کریں اور اگر اُس دن میں مرا تو شہید ہے۔ اور جو

شخص شام کو یہ عمل کرے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے استغفار کریں گے اور اگر اس درمیان میں مر گیا تو شہید ہے۔ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ وَنُوْرِ عَرْشِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰینَا وَنَاصِرِنَا وَمَاوٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ

تمّت بالخیر